

# منظرہ عجیبہ

محبہ اسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ قاسم العلوم بے ان ۱۲۰ کراچی ۳۱

اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق  
 مثلهما بلی وهو الخلاق العلیم  
 حضرت انورؒ کی مشہور کتاب تہذیر اناس کے خشک مقامات کی تشریح و تفسیر پر

# منظرہ عجیبہ

از  
 حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ العزیز  
 ترتیب جدید و حوانات

مولانا حسین احمد نجیب (رفیق دارالتصنیف والعلوم کراچی)

ناشر

سید محمد معروف

مکتبہ قاسم العلوم راجہ جون ۱۳۰

کوننگی کراچی ۳۱

فہرست مضامین منظرہ عجیبہ

[illegible]

نام کتاب \_\_\_\_\_ مناظرہ عجیبہ

تالیف — — — حجت الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

ترتیب جدید۔۔۔۔۔ حسین احمد نجیب

کتابت — — — محمد رمضان

ناشر — — — — — سید محمد معروف

طالب ————— مشور آفٹ پریس

اشاعت اول جولائی ۱۹۶۸ء

## ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ قاسم العلوم ہے ون ۱۲۰ کورنگی کراچی ۳۱

۲:- مکتبہ دارالعلوم ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی ۱۳

۱۳۔ ادارۃ المعارف و اکادمی العلوم کراچی ۱۲

۴ :- دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱۔

۵:- ادارہ سلامت ۱۹۰ انارکلی لاہور

۶:- توحید سی کتب خانہ، گل محمد لاہور چاکسوارہ کراچی ۲

۴۰۔ سید بک لکھنوی ریگل براسٹاپ صدر کراچی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## گزارشات

الحمد لله وسلا علی عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصاً  
علی خیر خلقہ سید الاولین والآخرین خاتم النبیین  
والمرسلین سیدنا وشفیعنا و مولانا محمد وعلی آلہ و  
اصحابہ اجمعین۔

**اقبال** حجۃ الاسلام مجدد الملت حضرت مولانا قاسم نانوتوی قدس سرہ العزیز  
کی شخصیت کسی تعارف کی حاجت نہیں علم و عمل کا وہ بحر نہایت گہرا مگر انظر ان آخری دو صلیوں  
میں ملنا مشکل ہے آپ کی تصنیفات کا نظارہ مقرر رسالوں کی صورت میں ہیں مگر ان صفحات میں  
جو علوم و معارف سموتے ہیں اگر کوئی آدمی انکو صحیح معنی میں سمجھ کر پڑھے تو بلا تردید اسے  
بحر العلوم کا رخسار نظر قرار دیا جاسکتا ہے۔

۱۔ مناظرہ مجیدہ اگرچہ "تہذیب الناس" کی بعض عبارتوں پر علمی اعتراضات کے جواب  
اور اسی سلسلہ کے چند کتابتیں پر مشتمل ہے، مگر چونکہ حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز  
کے سامنے یہ اعتراضات و شکالات پیش کر کے مولانا عبدالمعز صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
صاحب علم شخصیت تھے اس لئے اس سال جواب کے نتیجے میں "تہذیب الناس" کی ایک  
جواب شرح وجود میں آگئی اور ساتھ ہی اہل علم کے اس باوقار علمی اختلاف کا اسلوب بیان  
سب سے اچھے اور اہل علم کے انداز گفتگو کی وضاحت کرتا ہے۔

آج سے تقریباً دو سال پیشتر راقم نے اپنی کتاب "وہ لیسات" کے اعتراضات کیلئے حضرت  
حجۃ الاسلام قدس سرہ کے علمی نوادرات کو جدید طریقہ طبعیت کے مطابق نمائش کا ارادہ  
کیا اور سب سے پہلے "تہذیب الناس" سے اس کا آغاز کیا اس میں عزائم اور حاشیہ کے  
امثال کیساتھ کتاب میں ہر گز گنت بنائے گئے، بلکہ ہر شخص کے لئے ایک مستعد کے

مطابق مستعد میں قدر ہے آسانی ہو جائے، اسحق کی کوآہ نظری کے باوجود اہل علم حضرات  
نے اس کو شش کو مجموعی طور پر سراہا اور استاد ہی الحکم حضرت مولانا سید محمد یوسف  
بنوری نور اللہ رحمہ اللہ نے تو اس قدر اہم کے اس ارادہ و عمل کی بہت جو صلا افزائی فرمائی، اور  
حجۃ الاسلام قدس سرہ کی لا جواب تصنیف "تہذیب الناس" کو اسی ترتیب و ترتیب سے شائع  
کر رہی خواہش کا اظہار بھی فرمایا، حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ اس کا عربی اور انگریزی  
ترجمہ کرنا چاہتے تھے۔

الحمد للہ بزرگوار، دعا کا یہی اثر معلوم ہوتا ہے کہ مجھ جیسے "ناکارہ و بے علم کے واسطے  
سے حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی علمی نوادریں سے "سائنس شاہ جہان پور" اور "امید  
خدا شناسی" و دارالاشاعت کراچی سے اور "تہذیب الناس" منجبت قاسم العلوم لکھے اس نئی  
ترتیب و ترتیب کے ساتھ شائع ہو کر قبولیت حاصل کر چکی ہیں اب اس سلسلہ کی کتاب،  
مناظرہ مجیدہ منجبت قاسم العلوم کراچی شائع کر رہا ہے، "تہذیب الناس" کی "مناظرہ مجیدہ" کے  
تمام سے ہر شرح حقیقتہً "تہذیب الناس" کو سمجھنے کے لئے ایک لازمی کیفیت سمجھتی ہے، اسکی  
افادیت کا انداز تو مطالعہ کے بعد ہی ہوگا، آخر میں اس بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے  
کہ "مناظرہ مجیدہ" میں بھی اصل کتاب کی عبارت میں ذرا برابر تقدیم و تاخیر اور رد و بدل  
نہیں کیا گیا، صرف ہر گز ان بگڑنات کا اضافہ کیا گیا ہے اور عربی غلامی عبارتوں کا ترجمہ  
نیچے حاشیہ میں لکھا گیا ہے البتہ بعض جگہ "اوس" و "اون" وغیرہ قدیم الفاظ اس فن وغیرہ  
ہونگے ہیں، ان الفاظ کی وجہ سے اس حق کو شش کو قبول فرمائے اور آخرت میں اسی  
قافلہ کے ساتھ بدشت فرمائے، یہی خوشخبری کی سعادت اس دار فانی میں عطا فرمائی ہے  
و باللہ التوفیق

راجی رحمۃ ربہ الکریمو

حسین احمد نجیب

دفتر دارالضعیف دارالعلوم کراچی

اتوار ۲۰ جنوری ۱۴۰۱ھ



بعض تحقیق لازم ہو گا کہ جس لازم وجود سے لزوم ذات نہیں ملتا  
 تاہم مقتضی لازم معلوم ہے خود ذات لازم مقتضی اور ملتا نہیں، اس لئے بظاہر لازم تو جہاں ہی  
 پر ملتا نہ علت موجب لازم لازم ہے مگر انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ بھی وجود نہایت ہی عجیب و غریب ہے۔  
 خارجی اور ذہنی دونوں کو مشتق نہیں اور لازم ذات بالعمنی الایضاً نہ ہو گا تو بالعمنی الاظم ہی ہو گا، ہے  
 پر حال لازم ذات کی دو قسمیں ہیں یہاں خود ذات لازم مقتضی لازم ہی ہوتی ہے وہاں تو  
 جیسے لازم کے تحقق کو لازم کا تحقق لازم ہوتا ہے ایسے ہی لازم کے تصور کو لازم کا تصور  
 بھی لازم ہوتا ہے اور یہاں مقتضی لازم کوئی امر ثالث ہوتا ہے اور پھر وہ امر ثالث ملتا لازم  
 بھی ہو تو لازم اور لازم امر قسم ملتا ملتا ہی ہوتی ہے اور وجود اور ذہن لازم کا واحد و مجرد  
 ہیں اور ایک کے تصور کا اگرچہ واسطہ دوسرے کا تصور لازم نہ ہو پر دونوں کے تصور کو لازم  
 باللازم لازم ہوتا ہے۔

## تخلیق میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدم و مؤخر ہونا

اب سنئے کہ روح پر نوح محمدی علیہ السلام جو اصل موصوت نبوت ہے۔  
 اور ارجانیہ بائیس کے لئے علیہم السلام موقوف علیہ ہے اور اس وجہ سے آپ کو تقدم  
 بالخلق لازم ہوا مگر مخلوقیت روحانی کو تو روحانی لازم نہیں اور آپ کے نزدیک لازم ہو تو  
 ثابت کیجئے اور آں بالخلق اللہ تعالیٰ و غیرہ مضامین کی تفسیر فرمائیے۔

الہیہ وجود و معرفت مکتوب تسمیہ ان اس کو روح جہانی کی آخر زمانی کے خواستگار ہیں  
 اس لئے کہ کعبہ و آخر زمانی کے سوا ان کو تو روح جہانی اور کوئی صورت نہیں ہاں ایک صورت  
 علیٰ کسب میں آں بال بعض سے آں آپ پیدا ہوتے اور جنت آپ کو سب کے بعد

خاصیت ہوتی اس صورت میں قطع نظر اس سے کہ باوجود ادو قابل اور بروج آند نبوت  
 بالفعل کیوں نہ ملتا ہوئی اور مرتبہ باقوہ کو باوجود وسائط تفسیر عطا نہ ہوئی خرابی پر لازم  
 آئے گی کہ تشریح حقیقی ایک زمانہ دراز تک نبوت میں اور دل کے تابع میں ہوں گی کیونکہ  
 اکمل از دلائل جن کی شان میں وارد ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون۔

یوں ہی ایک زمانہ دراز تک مرفوع الشکم رہے بہر حال توقف معلوم اگر ہے تو  
 بین الارواح ہے بین الاجسام نہیں بین الاجسام اگر ہے تو اور توقف ہے جس سے تفسیر  
 تقدم و تاخر مشکوک ہو جاتا ہے یعنی وجود روحانی میں تو حضرت خاتم المرسلین علیہ السلام  
 و اللہ علیہم موقوف علیہ اور ارواح جملہ انبیاء باقیہ علیہم السلام موقوف اور وجود  
 جہانی میں حضرت آدم حضرت ادریس حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل علیہم السلام  
 آہہ کہ آدم محمدی علیہ السلام علیہم موقوف علیہ اور جمہ اہل حضرت ساقی کوثر علیہم السلام  
 و انہم موقوف۔

باقی رہا، انت، تہ و تفرق منازلک الملاق روح اللہ جسم دونوں پر معرفت عام  
 میں موقوف ہے کہ جس میں آں اور انت پر نسبت اپنی کسی دوسرے کی روح۔  
 کے بولنے ہیں اور علیٰ ہذا التیاس کسی پر نسبت جسم کے کسی کہتے ہیں میں نے دایا ہنگو  
 ملہ اور ظاہر ہے کہ سب احکام جہانی ہیں اور کسی کہتے ہیں کہ کوئی کوثر آؤ یا مجھ پر خستہ آؤ  
 یہ سب احکام روحانی ہیں علیٰ ہذا التیاس معدن اسلام ہی معرفت عام میں دونوں ہوتے ہیں  
 سو میں نے ایک اسم واحد کے لئے تقدم ذاتی و ذاتی اور نیز تاخر ذاتی اگر ثابت کر دیا تو کوثر  
 صفہ لازم کیا اور اگر لازم آتا ہے تو مجھ پر اور آپ پر دونوں پر لازم آتا ہے پھر یہ کون  
 انصاف ہے کہ جواب دہی حضرت میرے ہی ذمہ ہو اور اگر یہ سزا اس جرم کی ہے کہ میں نے

موقوف علیہ کیوں کہ اہل اعلیٰ قدری کیوں نہ کہ تو بہ یہی مگر ہر جہاں تخصیص مزا  
کی اس جہم کے ساتھ ہی کچھ چاہیے۔

### محذوذ ثانی

## نبوت خاتم عین خاتم یا مقتضائے ذات خاتم کیونکر ہو سکتا ہے

حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وسلم صفت نبوت کے ساتھ ایسے موصوف بالذات کی کتب  
من الغیر ہیں جیسے واجب الوجود تعالیٰ موصوف بالذات ہے اور معلوم ہے کہ وجود واجب  
الوجود عین ذات ہے کہ بالحق یا مقتضائے ذات کا ہو عند الشکائین پس فرمایں کہ نبوت  
خاتم کیونکر عین خاتم یا مقتضائے ذات خاتم غیر کتب من الغیر ہے۔

### جواب

## تمام لوازم ذات بالمعنی الانحص ناشی عن الذات ہوتے ہیں

لفظ کیونکر سے اگر سوال کیفیت نہ نظر سے تو آپ پہلے کیفیت غیبیہ وجود خداوندی  
یا کیفیت مقتضائیہ وجود خداوندی بتا سکتے پھر مجھ سے سوال کیجئے اور اگر استغفار و غلط غیبیہ  
و مقتضائیہ ہے تو بھی اول آپ ہی ارشاد فرمادیں اور اگر کوئی مقدمہ جیسی آپ کے نزدیک  
مخالف عرض احقر ہے اور تفصیل مخالفت یہ ہے کہ بقیاس وجود واجب میسر  
ذم غیبیہ یا مقتضائیہ لازم ہے اور وہ مقدمہ اس کے مخالف خبر دیتا ہے قائل اس مقدمہ

سے خبر دلا فرمائیے شاید جو جرح من یا مفاد ذہن آپ اس سے مطعن ہوں اور مجھ کو اسکی خبر  
ذہب کیونکر کھانچ سکے اس لزوم اور خلافہ سے میں مطعن نہیں۔

آپ اور نیز ماہران معقول اغلب یہ ہے کہ تسلیم فرمائیں گے اور بے وجہ ناحق  
کی جیتی نکال کر دواہ مجھ کو لو بنائیں گے لیکن جو انصاف کو کام فرمائیں گے اور نہم سے  
دست برداری نہ ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس بات کو آپ بھی اور نیز تمام اہل حق اور اہل حق  
برسر و چشم یہ کیسے گئے کہ تمام لوازم ذات بالمعنی الانحص ناشی عن الذات ہوتے ہیں  
اور اس وجہ سے مرتبہ ذات میں مصداق لازم ذات کو نا ضرور ہے ورنہ نشود نما اور  
خروج قبل وجوب خارج لازم آئے گا۔

العرض خروجی و مصدر میں بالمعنی الانحص وجوب خارج و صادر قبل خروج و مصدر  
ہے لیکن چونکہ بحث لزوم ہے تو یہ غرض و مصدر مستلزم انعدام مصداق لازم کی مرتبہ الملزوم  
ذہب کا ورنہ بالبدیست افشاک مکن ہوگا اس لئے کہ حاصل لزوم اس وقت فقط اتصال مشاہدہ  
اتصال متباین ہوگا اور عا ہر ہے کہ اتصال متباین نامی زوال اور ممکن الافشاک پنجہ  
اس صورت میں ضرور ہے کہ مرتبہ خارج مرتبہ مندرج فی الذات سے منیت ہوگا اودہ مشورہ  
ورنہ شادی علت و معلول فی الشرحہ والضعف لازم آئے گی اور یہ بات آپ خوب جانتے ہیں  
کہ میں سے یا غلط۔

## ہر بالعرض کے لئے کوئی بالذات چاہیے

جب یہ بات ذہن نقیض ہو چکی تو اب ہر بالعرض کے لئے کوئی بالذات ہائے اسنے کو عرضی اسخارج  
اور خارج ہی کا طفیل ہو تا ہے امر خارج خارج کے ساتھ انساب ضرور کہتا ہے اور  
اس وجہ سے اس کو فاعلی کہیں تو سہا ہے اور معروض کے ساتھ انساب وقوع کہتا ہے



اور اس وجہ سے اس کو مفقول کہیں تو زیادہ ہے الغرض حقہ واسر از وصف واحد دونوں میں مشترک ہوتا ہے جب یہ تغلف معلوم ہو گیا اور ایک کا دوسرے کی نسبت تغلفی ہونا جو حاصل اس تفسیر مشہور کہ ہے کہ ہر بالعرض کے لئے کوئی بالذات چاہیئے نہ ہو ہو گیا تو۔

## وجہ ممکنات بالذات و ذواتی نہیں بالعرض ہے

اب اور نیچے وجہ ممکنات بالذات و ذواتی نہیں بالعرض ہے اور وہ بالذات ہرگز بالعرض کے لئے چاہیئے بیان وہ وجود ہے جو ذات بہت سے صادر ہوا ہے اور اس وجہ سے اس کو لازم ذات خداوندی کہنا ضرور ہے اور اسی کو محققین صوفیہ کلام صادر اول اور وجود منبسط اور نفس رسانی کہتے ہیں اس وجود کو کو عین ذات کوئی نہیں کہتا اور اگر بعض اکابر نے اسی کو ذات قرار دیا ہے تو دوسرا اس کی جبرائے اور کیا کہیں کہ ان کا اور ایک کسی وجہ سے نہیں منبہ ہو گیا اگرچہ اور ایک بالذات سب کا میں منبہ ہوتا ہے اور وہ وجود جو منجہ فی الذات ہے وہ لایب عین ذات ہے شکل صادر اول متفقا ذات اور لازم ذات نہیں گریہ قاعدہ فقط صادر اول ہی میں اس وقت منحصر نہ ہو گا بلکہ تمام صادر اول اول ہوں یا ذات و غیرہ اور ہرگز اور مصدر و مخرج اور اگر ہر صادر کے لئے ہر مصدر ہے اور ہر صادر کے لئے ہر مخرج اور اگرچہ فرق اعتباری ہی کیوں نہ ہو اس قدر پر یہ محققین اور متکلمین میں ایک بکریا غافل کہ نہ ہو گا جو یوں کہ جائے کہ یہ حق ہے اور یہ باقی ذاتی راہین و لا غیر بنا اس کا ذکر اس مقام میں اگر سے مل نہ ہوتا تو آپ کی خدمت میں اس کی تفسیر بھی عرض کرتا جیتا۔

ہاں یہ سنئے کہ جیسے علم کو عین عالم نہیں کہتے حالانکہ علم یعنی قوہ علیہ جو اصل مبادی ممکنات ہے یعنی مثل نور ذات خود شکست ہے اور مصدر کے لئے جس کو اور صاحب مبادی ممکنات کہتے ہیں شکست ذات عالم میں سے صادر ہوتا ہے اور یہاں بھی وہی صدور اور خروج کا قصہ

ہے ایسے ہی اطلاق وجودی ذات بالذات پر نہ دیا کہیں تو یہاں ہے جسے اطلاق و موصوف شعاع خارج من الشمس پر اور اطلاق شعاع نور منجہ فی ذات الشمس پر نہ دیا ہے اور کیوں نہ ہو مرتبہ محکوم بہ بیان مرتبہ محکوم علیہ کی نسبت ناقص ہے اور اطلاق مفہوم ناقص صدق کامل پر نہ دیا ہے اور ہر قسم سے ایسی ان مراتب کے ساتھ مخصوص اگرچہ نہیں مشترک سب کی ایک ہی کلی خشک ہو گی متوالی گو نہ ہو ایسے ہی علم عالم وجود و وجود غیر و منہوت اور صادر و منجہ فی ذاتی فراموشی بالملہ مرتبہ حادث و شکل دیگر صادرات منجہ صفات ہے لہذا اس کو صفات بھوت عنا میں نہ رکھا ہو اور اس وجہ سے کوئی اس کو صفت نہ کہتا ہو۔

## نبوت کا مقتضائے ذات اور عین ۱۹

لیکن ایسی ہی نبوت اور نبی کو نبوت دیکھ نبوت ذاتی ہو یعنی منجہ صادرات ہو اور ہم واقعات نہ ہو خیال فرمائیے نبوت یعنی ماہر النبوة جس میں کلام ہے اور جس کا وصف ذاتی ہوتا منظور ہے ہر گز کہ بالذات ہو گی تو منجہ صادرات ہو گی اور ہم اصناف و اقدار من المراتب نہ ہو گی اور صادرات کو آپ سن ہی گئے ہیں کہ مقتضائے ذات مصدر ہوتے ہیں عین مصدر نہیں ہوتے ہاں مرتبہ ذات میں عادی نہیں ہوتا سو اگر اطلاق مفہوم صادر بطور مشترک ذات مصدر پر ہاں وجود درست ہے کہ وہ بھی عادی من اصل الوصف نہیں ہوتی تو اطلاق نبوت یعنی مذکور بھی درصورت مصدر مفرغ و درست ہو گا اور نہیں تو نہیں اور اگر اطلاق میں اتباع عرف عام یا خاص ہے اور اس وجہ سے کہیں اطلاق کرتے ہو کہیں نہیں کرتے ہو تو ہو سکتا ہے کہ وجود و ہر عرف عام یا خاص صوفیہ کلام، جمہور متفانی مرتبہ ذات پر بھی روا جائے اور نبوت مرتبہ ذات ہی پر بھی بولی جاتی ہو مگر مرتبہ صادرات کی مقتضائے ذات ہی ہونے میں کچھ نامی نہیں گزشتہ ہے کہ نبوت سے نبوت یعنی ماہر النبوت مراد لینے اور دوسر

نبوت کو وصف ذاتی بمعنی صادر من الذات قرار دیجئے اب دیکھئے نبوت کا مقتضائے  
بہا بھی واضح ہو گیا اور میں یہ نا بھی ظاہر ہو گیا ۔

ہاں وہ عقیدان جو بوجہ نامعلوم ہونے حقیقت بھی کہ اس مقام پر عارض حال ہو سکتا  
ہے باقی رہا سو اس کے شانے کے لئے آئی بات کافی ہے کہ جیسے بشریت میں انجیسیا  
علیہم السلام ماضی امت ہوتے ہیں اپنے ہی مرتبہ حقیقت روحانی میں نوع علیہ ہوتے  
ہیں خواہ علیہ کی از قرم تشکیک رکھیے اور ایک وجہ سے یہ خیال بجا ہے خواہ از قرم تباہن از  
ایک وجہ سے یہ خیال حق ہے ۔

العرض ماضیہ جہانی فی مقتضیات الجہیۃ اس بات کے خواہاں نہیں کہ مراتب روحانی  
میں بھی ایسی ہی عاقل ہوں تفاوت مراتب ہرگز نہ ہو یہی وجہ ہے کہ جیسے عقل انما بالبشر شکم  
آیا ہے ایسے ہی کمال انما بالبشر شکم ہیں آپسے جس سے بشر ط ذوق سلیم یہ بات  
عیان ہے کہ کفار کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اللہ انبیاء علیہم السلام کو مثل اپنی کجی  
جو غلط ہے سو سفاکین معارضہ فی الظاہر کی تعلیق با بھی اسی طرح متصور ہے جیسے میں نے  
عرض کیا العرض انبیاء علیہم السلام کو اپنا سلفور نہ فرمائیے اور پھر اس قیاس نبوت کے میں نے  
مقتضاد ہونے کو انکار نہ کیجئے اگر یہ میسج ہوتا تو ہم بھی نبی ہوتے ۔

## محذوہ ثالث

خاتم بمعنی موصوف بالذات واسطہ فی العرض کیونکر بنتا ہے

صراحۃ فرماتے ہیں کہ خاتم بمعنی موصوف بالذات صلی اللہ علیہ وسلم موصوفین بالعرض  
کے لئے واسطہ فی العرض ہیں اور تمثیل واجب الوجود سے بھی اسی طرت اشارہ کیے ہوئے  
وہ بھی ممکنات کا واسطہ فی العرض ہے اور معلوم ہے کہ ذوا واسطہ فی العرض عاری  
عن الوصف ہوتا ہے جیسے ممکنات عند الحقیقین عاری عن الوجود ہیں الاعیان الثابتہ  
ماثبتہ را کثرت من الوجود اگرچہ نسبت وصف کی طرت ذوی واسطہ ایسا نا جائز اگر تے  
ہیں مگر حقیقت سلب کتے ہیں پس لازم آگیا انبیاء موصوفین بالعرض عاری عن النبوت  
مثل ممکنات عاری عن الوجود کے ہوں اور سلب نبوت کا حقیقتہ ان سے درست ہوا  
اور بھی واسطہ فی العرض ذوی واسطہ وجود امتداد و امتداد نہیں ہوتا جیسے جسم لون کا واسطہ  
فی العرض تنجیر میں ہے اور متنازع فی الوجود نہیں ایسے ہی واجب ممکن سے متنازع فی الوجود  
نہیں پس چاہئے کہ انبیاء موصوفین بالعرض متنازع فی الوجود موصوف بالذات سے نہ ہوں  
اور بھی در صورت واسطہ فی العرض وصف متعدد و بالخصص نہیں ہوتا بلکہ ایک ہی وصف  
و موصوف کی طرف منسوب ہوتا ہے جیسے ایک تنجیر جسم اور لون و دون کی طرف لوریک  
وجود واجب اور ممکن و دون کی طرف منسوب ہے اور یہاں وصف نبوت ہر جن کی  
جدا جدا عارض ہے پس واسطہ فی العرض کیونکر بنتا ہے ۔

## قبل از جواب ایک ضروری گذارش

مولانا آپ کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے مذکور معلوم ہوتی ہے جو مہجرات افضلیہ سے تماشاً ہے کہ وہ بیرون کو نہ نام کریں اور آپ ان کا نام کر رہے تھے۔ خداوند دل کی طرف سے یہ اس جہت کا جواب ہے جو عیدین سنت کے ذکر لگائے گئے تھے۔ مولانا قبل از جواب یہ گذارش ہے کہ افضلیہ اور مضغولیت آثار تشکیک میں سے ہیں کیونکہ افضل اور مضغول اگر ایک کی شکل کے افراد نہ ہوں گے تو تو ایک کی متوالی کے افراد ہوں گے۔ یاد کی متابین کے اشتہار پہلی صورت میں تو فرق اشدیت و اضعفیت وغیرہ اقسام تشکیک کی کوئی صورت نہیں اور اضعفیت میں بھی اشدیت و مضغولیت ہوتے ہیں اور مضغولیت میں اضعفیت وغیرہ اور دو کی کے اقسام میں سے ہوں گے تو یہ نسب ٹلاؤ جو حکو قادی اور کسی اور کسی کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ محصور نہیں خواہ تباہی اور کسی بیٹی فی المکمل جو ہر جان سب کے لئے اصل موضوع ہے۔ بقادی کی بیٹی فی الکلیت جو جیسے اکثر برہا کرتے ہیں۔

العرض میں وصف میں کمی بیشی یا مساوات ہو اس وصف کا اشتراک دونوں یا نہ ہو ہے اور جب اشدیت کے لئے تشکیک کی ضرورت ہو تو تشکیک کے لئے بیٹے عرض متناہب الی جانب کی ضرورت ہے یعنی کمین وہ وصف مبعوث عرض ذاتی بیٹے بالذات ہو اور کمین عرضی بیٹے بالعرض ورنہ اس تعادلت مراتب کی ہر کوئی صورت نہیں وصف واحد مصدر و وصف واحد کیونکہ ایک معلول کے لئے دو علیتیں نہیں ہو سکتی ورنہ خدا کا تعدد ہی ممکن ہو گا اس لئے تشکیک کے لئے ضرور ہے کہ کمین وصف متکلف

ذاتی یعنی بالذات ہوا اور کمین عرضی یعنی بالعرض ہر جہاں بالعرض ہو کمین بالعرض من قابلیت وصف متکلف کی شدہ ہو جیسے نور کا غور آئینہ میں ہوتا ہے اور کمین بالعرض نقصان قابلیت وصف مذکور ضعیف ہو جیسے زمین کا حال وقت عرض نور معلوم ہوتا ہے سو موصوف بالذات تو افضل تام اور اکمل علی الاطلاق ہوتا ہے اور کوئی موصوف بالعرض اگر جوہر حسن قابلیت کسی دوسرے موصوف بالعرض ناقص العالیبت سے افضل ہوتا ہے تو ان کو اس موصوف بالعرض سے کتر ہوتا ہے۔ مگر قابلیت اس سے بھی زیادہ ہو۔

اور اگر فرض کیجئے یہی سب میں زائد کا قیلے کہ تو موصوف بالذات سے تو ہر حال کم ہے سب کا کہ جو کم موصوف بالذات اور موصوف بالعرض کے قادی بھی اگر ممکن ہو تو کمات کا خدا کے برابر ہو جائے ممکن اور زیادتی اگر مقصور ہو تو قادی چھوڑ اضعفیت ہر حال موصوف بالذات کو تمام موصوفین بالعرض سے موجود فی الخارج ہوں یا مقدر الوجود اضعف ہوتا ہے اور محاسن کے اللہ کی اضعفیت ایسی عام اور اشل اور مطلق نہیں ہوتی۔

سو آپ اگر دعویٰ اضعفیت عامہ مطلقہ کہ نسبت سوا کو مین علی اللہ علیہ السلام ہیں تو موصوف بالذات اور واسطہ فی العرض ہیں یا بھی آپ کا آپ کو ناشائستہ گار نہ ہم تو نہیں کر سکتے بلکہ ہر اقدار اضعفیت ہو گا تو ہر پردہ انکار اضعفیت بھی ساتھ ہی ہوگی آپ کی انصاف پرستی سے اس وقت اس بات کا امیدار ہوں کہ جیسے شہر ہے سے شایع نیک برداران کر باشند

اس بات کو اگر ہر تمام کی کی کیوں نہ ہو تقسیم ہی نہ فرمایا گئے اور جیسے کسی نے کہا ہے "ما حق کی جعیت نہ مری جان نکالے" ما سخن پروردی نہ فرماویں گے اس گذارش سے تو اقدم نفع فی الدین سے زاعت ہائی۔

اثر ابن عباسؓ کو دیکھو جو قصہ محدثین قبلہ میں کہتے تو میں اگر ابن عباسؓ ہی الدین علی رضاؑ شد  
علیکم انکار کروں تو کیا کیا ہے یہاں تو کسی حدیث نے تصریح بھی نہیں کی اور آپ جانتے ہیں کہ  
ہر کلمہ ہر حرف سے تفسیر مرید رداۃ اور روایت سنی انہی بزرگواروں کا کام ہے۔

آپ کا یہ انکار اس سے خالی نہیں کہ تفسیر محدثین کیجئے یا حضرت عبد اللہ بن عباس  
کی کہ خبر لیجئے ادا اگر اس اثر کو یا معنی مرفوع رکھئے چنانچہ انصاف یہی ہے تو پھر تو آپ  
کی یہ غایت دور تک پہنچنے کی ہر حال آپ کے طور پر تو ہم کو گنجائش انکار ہے کہ کہتے ہیں کہ  
ہمارے نزدیک یہ قول بے سند ہے اور سند بھی تو کیا ہوا شیخ محمد بن ابی ہریرہؓ نے  
اور ہمارے طور پر یہ قول بھی مستم اور حضرت شیخ بھی مسلم گمراہ سے وجود نہ بھی اور وجود منقطع  
مرد ہے اور مسکن شہت موطن علمی ہے اس صورت میں جو عرض وجود غباری جو مستلزم شہ  
ذکر ہے مناقض تغیر ذکر ہو گا کیونکہ اختلاف مکانی رافع مناقض ہو جاتا ہے اور اگر گیل  
نہیں تو جو ذاتی سے پہلے ہی انکار تھا اور وجود عرضی سے اب انکار لازم آیا۔

پھر اس صورت میں موجود مخلوق اور بنی آدم صلی علیہ السلام اور شہداء اوصیاء اور عالم و ظہرہ  
بمقام مناسب غلط ہو جائے گا کیونکہ یہ سب اوصاف مذکورہ اوصاف وجودی ہیں قبل حمل  
وجود ان کا محمول ہونا محال ہونا محال ہے اب آپ ہی فرمائیں کہ اس صورت میں کتنی انصاف  
اور متواترات کا انکار لازم آئے گا آپ فقط ایک نبوت مخصوص صریح کی عرض ہو جانے سے  
آنا گھر تھے ۔

## عدم امتیاز فی الوجود؟

اور خلاصہ اعتراض ثانی یہ ہے کہ واسطی فی العروض اور واسطی متنازع فی الوجود اور  
متنازع الذمہ دیگر نہیں ہوتی اور یہاں امتیاز اور امتیاز بدرجہ غایت ہے ایک اگر تک عرب

## واسطی فی العروض کا ثبوت

جواب ششہ ثلاث بھی دیا جائیے اس مختصر میں متن تحریر میں ہیں کہ اصل ایک جب  
اعراض پہ خلاصہ اعتراض اولیٰ تو یہ ہے کہ انبیاء ذاتی سے سلب نبوت ذاتی یعنی انبیاء  
لازم آئے گا اس کا جواب تو فقط آتا ہے کہ یہ اعتراض تو اور انبیاء کے نبی بالذات  
ہونے پر موقوف ہے اگر اعتراض کرنا تھا تو پہلے اس مقدمہ کو ثابت کرنا تھا سو یہ مقدمہ  
آپ سے ثابت ہونا ہوا انشاء اللہ بشری دلیل آپ بیان فرماتے تو یہ بیان فرماتے کہ  
اور ان کا بھی ہونا مخصوص ہے یا جو ان کا اعداد نبوت اور انبیاء اعجاز منقول ہے  
لیکن اس سے جب کہم مل سکتا ہے کہ کلمہ مشتق ہوا اشتقاق کی وصف ذاتی بھی بخلاف  
ہونے پر بالذات کہے سو یہ آپ سے ثابت ہونا ہوا انشاء اللہ تعالیٰ در ذلک عار انگیل  
پر منصوص ہو یا اس اطلاق سے اس کا ہر بالذات ہونا ثابت نہ ہو بلکہ کمالات پر یا تو اطلاق  
موجود رہے بلکہ مخلوق یا مخلوق ہو کیونکہ مخلوق کے لئے خالق کی طرف سے انکاد یعنی اطلاق وجود مرفوع  
ہے اور امکانات کا موجود بالذات ہونا جو مستلزم وجود ذاتی ہے لازم آئے گا اگر ان  
مشتقات کا اطلاق موصوفین بالعرض پر درست ہے تو نبی کا اطلاق بھی موصوفین بالعرض  
پر درست ہو گا اور نہیں تو واقعی آپ کا اعتراض ثابت ہو جائے گا۔

الغرض بوسیدہ نصوص قطعیہ کیجئے یا بذریعہ اخبار متواترہ اگر ثابت ہو گا تو اطلاق  
کہہ نبی ہی ثابت ہو گا اس سے زیادہ کیا ثابت ہو گا جو آپ اس اعتراض کو لے کر  
بیٹھے ہیں۔

نقد یا یہ رشاد کلان جان الانیہ اہمست رائستہ سن الوجود مسلم ہمہ وہ نہیں کہ اگر  
دن کی تعبیر کریں البتہ آپ کا مشورہ اختیار کریں تو گنجائش انکار رہے یعنی آپ جب



## کیا خاتم موصوف بالذات متعدد ہونگے؟

خاتم بننے موصوف بالذات بالحق السلسلہ اگر مستحق ہو تو وہ محال ایک ہی ہو گا جو خاتم سلسلہ کل موصوفین بالعرض کا پولیس جو خاتم جو لطعات سستہ میں ہیں کسی قسم کے خاتم ہیں اگر وہ بھی موصوف بالذات ہیں تو تعدد لازم آیا اور جن کو موصوف بالعرض قرار دیا تھا بعض ان میں سے موصوف بالذات نکلے اور اگر موصوف بالذات نہیں تو خاتم نہ ہوئے پس اثر ابن عباس سے انکار لازم آیا اور اس میں بنی کبیکم موجود ہے۔

## جواب

### خاتم حقیقی اور اضافی

مولینہ اعراض تو آپ کے مسند پر یہ نہیں دیتا کیا آپ فرق حقیقی و اضافی سے بھی واقف نہیں جیسے جزئی حقیقی بھی ہوتی ہے اور اضافی بھی ہوتی ہے ایسے ہی خاتم بھی حقیقی ہو سکتا ہے اور اضافی بھی ہو سکتا ہے مثلاً کسی ختم پر ان کی کسی حدیث کو دیکھئے۔

”ہر زمین میں اس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے پر ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے خاتم آہستی۔“

میں اگر اوروں کی خاتمیت کو بھی علی الاطلاق رد کرتا تو یہ اعراض بجا تھا سو پیچھے جزئی ہونے لگے یہ معنی ہیں کہ پہلے ان کو فی نسبت جزئی ہے علی الاطلاق جزئی نہیں ایسے ہی

لے صفحہ ۵۵ جہدہ پڑھیں۔ بحوث کا نام العلوم کا چلی

خاتم اور موصوف بالذات کو بھی اضافی ہی سمجھئے کہ وہ بہ نسبت اپنے اہمیت کے خاتم اور بہ نسبت اپنے مستفیدوں کے موصوف بالذات ہیں۔

درد میر بیطرف سے یہ گزارش ہے کہ جزئی اضافی مثل ان و غیرہ کے اگر جزئی بمعنی الایضاق الاعلیٰ واحد شخصی ہے تو ان میں یہ بات کہاں اور نہیں تو پھر اس کو جزئی کیوں کہتے ہیں اگر وہاں امتناع عن الشریک سے بحث نہیں بلکہ اس خصوص پر نظر ہے کہ جو جزئی حقیقی کو بالضرور لازم ہے اور فقط بخلاف خصوص جزئی کہہ دیتے ہیں گو یہ خصوص مانع عن الشریک میں سے جو خلاصہ حقیقت جزئی ہے فقط خصوص رہنے دیتے ہیں اور بطور منہ کو حذف کر دیتے ہیں تو یہاں بھی مفہوم مستفاد منہ مستحق عن غیرہ میں سے جو موصوف بالذات حقیقی اور خاتم حقیقی کی حقیقت کا خلاصہ ہے پھر یہ کہ کے فقط مفہوم مستفاد منہ رہنے دیتے ہیں اور باقی کو حذف کر دیتے ہیں۔ اس صورت میں بھی کبیکم کہا بھی صحیح ہے اور اعراض میں بھی کچھ نہیں۔

بائیں برقرار رہا جو در سالہ سجدہ میں مرقوم ہے شاید آپ کی نظر سے نہیں گذری کہ دھڑکنے ہی کبیکم کے کھلے تھے اور آپ یوں نہ فرماتے۔  
”اور اگر موصوف بالذات نہیں انتہی۔“

## تعدد خاتم الانبیاء کیسے ممکن ہے؟

قاسم کے نزدیک خاتم یعنی اسکے کسب انبیا سے آخر ہو کر نہیں سکتا کیونکہ خلاف سابق آیت کریمہ کے سمجھتے ہیں اور نفوت اثر ابن عباسی کے ہے اور اس معنی کے لینے سے اس کے نزدیک کچھ فضیلت بھی نہیں پس ضرور ہو کہ خاتم یا تو اس معنی پر ہو جو مذکور ہوئی یا بمعنی خاتم الانبیا طبقہ اولیٰ اول معنی لینے یا جو لازم مہذورات سابقہ کے یہ بڑا مہذور لازم آتا ہے کہ اگر خاتموں کی اس معنی کی خاتمت نہیں ہو سکتی اور ثانی میں تا دل کو کچھ فضیلت نہیں لیں بلکہ قاسم کے جب کسب انبیا سے آخر ہونے پر فضیلت نہیں تو ایک طبقہ کے انبیا سے آخر ہونے میں ظاہر ہے کہ کیا فضیلت ہو گی ثانیاً خصوصاً طبقہ کس قرینہ سے سمجھی جائے گی؟ اثنائاً دوسرے خاتموں کو خاتمت طبقہ اولیٰ کیسے ثابت ہو گی؟ ہا کہ مثل ہو گی اور اگر خاتم یعنی خاتم طبقہ مطلقہ تو اولاً سب خاتم اس معنی میں شریک ہو جائیں گے مگر خاتم اولیٰ کچھ فضیلت دوسروں پر ثابت نہ ہو گی اور سابق آیت کے خلاف ہو گا لیکن اثر ابن عباسی کے خلاف۔

اب یہ ارشاد فرمائیں کہ خاتم یعنی موصوف بالذات کیونکہ اثر ابن عباسی کی مؤید ہے اور خلاف نہیں صلاخراہیت چاہتی ہے کہ سب انبیا کا خاتم ایک ہو اور حدیث چاہتی ہے کہ متعدد ہوں اگر یہ فرمائیں کہ ایت میں خاتم یعنی موصوف بالذات کے ہے اور حدیث میں خاتم یعنی طبقہ ہے پس ثنائت نہ ہو تو یہ ارشاد ہو کہ حدیث میں لفظ خاتم کہاں آیا ہے جس کے معنی یہ لے جائیں۔

اس تکلف لاعلم کی کیا ضرورت ہے جس کے لئے اتنی عرق ریزی فرمائی حدیث میں

تو نبی کنیکم آیا ہے اس تشبیہ کے لئے تو شرکت فی الغبۃ ہی کافی تھی خاتمت ثابت کرنے کی کیا حاجت تھی اور اگر حاجت تھی تو یہی خاتمت ثابت کرنی چاہئے جیسے خاتم البینین صلی اللہ علیہ وسلم کو بالنسب ہے اور وہ حضرت خاتم یعنی موصوف بالذات ہیں جس میں قاسم کے نزدیک شرکت کی ہرگز گنجائش نہیں اور جسے آخر جن جمیع الانبیا لینا درست نہیں اس واسطے کہ خاتم اور انبیاؤں کا پیدا ہونا بعد خاتم مطلق کے بھی قاسم ممکن کہتا ہے کہ جتنے زیادہ ہوں اتنے فضیلت خاتم مطلق کو بڑھے گی جو کہ اس امکان یا فضیلت سے انکار گویا زیادہ فضیلت سے محروم ہوا کسی فضیلت کا خواہاں ہے اور جسے خاتم طبقہ اولیٰ ہی لینا درست نہیں اس واسطے کہ اس تقدیر پر زیادہ فضیلت سے انکار قاسم ہی کو لازم آئے گا جس سے بغیر دل کو تمذیر فرماتے ہیں۔

## جواب

## حرف مکرر

مولانا مہذورات سابقہ خصوصاً مہذور راہب ہی کافی تھا آپ نے اس مہذور کے رقم فرمائے میں کیوں تکلیف اٹھائی اس لئے اس کے جواب میں میں جو بات گذشتہ ہی کافی دہائی دیکھنے میں یہ اعتراض یا رسمی بڑا ہے کہ تقریباً پورے ایک صفحہ پر آیا ہے پر دلیہ دیکھتے تو اپنے دکھلانے کو خواہ وہ اشکات پر حق رقم فرمائے ہیں جو آپ کے نزدیک بھی ہے جو گا کو گا کو اسمان اشکات کو ہرگز تسلیم نہ کرے گا اگر جواب آپ نے اسی مضمون سابق کو لیا کہ ایک اعتراض ہوا گا نہ قرار دیا تو ہم بھی جواب مستقل ہی رقم کرتے ہیں۔

یعنی خاتمت زمانی کا مراد ہونا نہ ہونا ہم دیکھا جائے گا اور یہ بات ہم میں چھری

کہوں گا کہ اس جگہ نہایت ہی کسی طرح مراد اور مفہوم ہو سکتی ہے یا نہیں پر سر دست توضیح ہے کہ میں اسی احتمال کو تسلیم کرتا ہوں جو آپ میرے ذمہ لگاتے ہیں۔

راہِ مہذوبات کا فقہ سو مہذوبات سابقہ کا جواب تو جواب سابقہ میں دیکھ لیجئے اور وہ جتنا محذور ہے جس کو آپ یہاں جتانے میں نہ بڑا ہے نہ چھوٹا اور جو کچھ ہے بھی تو کس کا جواب بھی مہذوبات سابقہ کے جوابات میں گنڈ چکا کر کس بنے کھسے گل پر بات قابو لگنا دشمن ہے کہ اگر آپ کے نزدیک غایتی جیسے مذکور کا اور انبیاء میں ہونا میرے سر اٹھانے سے لازم آئے ہے چنانچہ مہذوبات کا جملہ اخیرہ اسی جانب مشیر ہے تب تو آپ پچھتے ہی ہو یا میں تو بہرہ ہے مولانا حقیقی تفسیر ہی لکھیکم کو تہذیب ان میں دیکھ ہی کر اعتراض کرنا تھا مگر انوس آپ بھی مشن دیگر متعین بنے سوچے جیسے اعتراض فرما بیٹھے اسے حضرت بلکرن اثر اور مقتدر اثر دونوں اثر کو سے مساوات کی سمجھ بیٹھے جو لوگ مساوات کی شش اشال کے ذمہ ہونے وہ بھی اس جبر سے ذمہ ہونے اور سید الفقی و غیرہ الفاظ مضمودہ پر انصافیت کی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ولایت کرتے ہیں خیال فرمایا اور جو لوگ منکر ہوتے وہ لوگ بھی انی بنا پر منکر ہوتے اور تفسیر اثر حدیث اور کنذیب عبداللہ ابن عباس کی یہ گنڈ سیدنا سیدنا اس صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف نہ کیا یہ بات کوئی صاحب ذہنیہ کہ جیسے کس آئینہ کو ہو بہو مشابہ اور مخالف نہ کی گئی سمجھتے ہیں اسی طرح مگر خاتمان ارضی سناؤ کو کس مشابہ سمجھیں گے تو کلام میں کچھ تجر نہ کہا ہے کہ کسی تم کی تحریف منسوی لفظی نہ ہونے پائے کی کہ منسوی لفظی مطابق ہوں کے قول ہونے رہیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل پر تار اور دونوں کا کس اور نقل پر تار ثابت ہو جائے گا جس سے انصافیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم روشن ہو جائیگی۔

## خلافت کے لئے مائت من وجہ ضروری ہے

اور خلافت شاذ و ابداً فی بیت کا ذکر آتا ہے کہ لکھتا ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِیْ الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے تمام شیون خداوندی میں مسلم ہو جائے گی یا میں وجہ کو خلیفہ اور نائب میں وہ بات ہوئی تھی چاہئے کہ جو مستقل اور نائب میں ہو خلافت خداوندی کو لازم ہے کہ کمالیت خداوندی محض رسد بقدر خلافت خلیفہ میں ہوں سو اور خلفاء خداوندی میں مثل حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام اگر اور شیون اور کمالیت تھے تو شان بیدہ الخیر جو تفسیر تفسیر کیے اور تفسیر تفسیر نہ کیے تو یہی شان افاضہ و سلطنت عرض ہے کہ میں پوری نہائی البتہ حضرت محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خلافت ہوئے اور اگر بالفرض و التفسیر بیدہ الخیر اور ہی جانب مشیر ہو تب مرتبہ اس کی تفسیر اور تفسیر ہے اور یہ بھی نہی اور کیوں ہوگی اب تو کام ہونے بھی کہی اور دن ہی کی کہی نہی۔

لیکن اس کو کیا کیجئے کہ شان رسالت خداوندی کے لئے آپ کے نزدیک ہی مسلم ہے سو منظر تمام حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اگر اسکی منظر نہ ہوئی تو اور کون ہوگا کہ کون حضرت افضل المخلوقات علیہ الصلوٰۃ میں ہی کمال اگر نہ ہوگا تو پھر کس میں کمال ہوگا مگر حال اس شان کی خلافت کسی اور کو نہ ہی اس باب میں خلافت عطا ہوئی سوا اسکی ہی صورت ہے کہ انبیاء کا آپ کی نسبت مستفید ہونا تو طرہ غامہ انبیین سے ثابت ہے اور امت کا مستفید ہونا انبیین اولیٰ بالانورین سے ظاہر ہونا ہے اور سوا



مہک اور مدیان مساوات کی شش اشغال کو یہ اضطراب بکثرت لاکھ دو لاکھ کے ساتھ ہی  
ذہبت ہے جو دس کو بیس کے ساتھ لیکن لاکھ اور دس اور لاکھ اور دس مساوی نہیں ۔

یونکہ اس بحث کو رسالہ تغیر میں لکھ چکا ہوں مگر یہ بے فائدہ سے کہ فائدہ نہیں  
ہاں یہ بات قابل گفتار شش ہے کہ اخبار مشاہیر کی کسی حد تک یا حارسہ کے اس کے جوڑ سے  
براہ راست ہے مگر اس کی حارسہ سے ایک شے دوسری شے کے مائل نظر آئے جو بخار اس  
ادراک کے بہت ہوگا اس میں فرق جو اور دراست سے معلوم ہوتا ہے قاعدہ تشبیر نہ ہوگا درود  
جہاں میں کوئی تشبیر صحیح نہ ہو کوئی فرق تو فرود ہے درنا بینہ جو تشبیر  
تشبیر کو لازم ہے مبدل بوحث حقیقی ہوتا ہے گی فاعلاق تعلیمتہ الاشارہ ۔

اور اس صورت میں جو تشبیر کسی حارسہ کے اعتقاد پر ہو اور اسی حارسہ سے فرق محسوس  
ہونا ہو تو وہ تشبیر غلط اور وہ قضاہ غیر صحیح ہوگا مثلاً کسی آئینہ مستقیم کا شہا اعلیٰ ذی  
عکس ہونا لکھ سے معلوم ہوتا ہے اسے تشبیر بھی ممکن کی ذی عکس کے ساتھ صحیح ہے  
اور فرق اصلیت اور نظریہ جو فانی کی کید گیر ہے اس تشبیر کی صحت میں قاعدہ نہیں کیونکہ  
یہ فرق انکھوں سے معلوم نہیں ہوتا البتہ عقل پر سیلہ درکات ابھری اس مضمون کا اشتراک  
کر لیتا ہے اور تشبیر کسی کے ممکن کی کسی کے ساتھ یا کسی کے ممکن کی کسی کے ساتھ ضرور تکرار  
عکس ثابت اصل پر نہ ہو جیسے آئینہ غیر مستقیم میں ہوتا ہے کہ عکس میں بھی یہ نسبت  
اصل کے لہذا اور کبھی جوڑائی معلوم ہوتی ہے غلط اور غیر صحیح ہوگی کیونکہ یہ فرق خاص اسی  
حارسہ سے معلوم ہوتا ہے جس سے اصل اور اعلیٰ محسوس ہوتے ہیں اس صورت میں جس

یہ وہ بصیرت سے اصل نبوت یعنی بالنبیۃ اور اعلیٰ نبوت مذکور محسوس ہوتے ہیں  
اگر اسی سے تشابہ بھی معلوم ہوگا تو تشبیر بھی صحیح ہو جائے گی اگر یہ باہم فرق اصلیت تعلیمتہ  
ہو کیونکہ یہ فرق اشتراک عیادت عقل سے ہے اور اگر ادراک دینہ بصیرت مذکور میں باہم

اس امت کے اور امتوں کا براہ سطر اور انہماک کے مستقیم ہونا ثابت ہوتا ہے ۔

عرض جہاں جہاں آدمی ایمانی ہے اور اسی میں ہے اور نہ گفتار کے حق میں تکلیف  
ایمان اس طرح منکر تکلیف مالایقاق ہو جاتی ہے باصرہ کو تکلیف کسمتاع اور سامع  
کو تکلیف البصار وہاں وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض ہے بالجمہ اس شان  
میں بھی آپ خلیفہ خداوندی ہیں انما فرق ہے کہ ثابت خداوندی پر سواد وجود اور کثرت  
کا اطلاق نہیں کر سکتے اس لئے انما خدوات خداوندی صفی وجود ہی ہوگا اور جہاں جہاں  
وجود کا اطلاق درست ہوگا وہاں وہاں انما خدوات مذکور کا تسلیم کرنا بھی ضرور ہوگا اور رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم موجود خاص اور باہمت خاص رکھتے ہیں اس لئے آپ کا انما خدایہ ہی اسی  
حد میں محدود ہے گا بالجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انفصیت مطلقہ جسکی  
تحقیق سے اوپر قاعدہ جو چکا ہوں ثابت اور سوچا ہوا ہے گی اور خلافت میں اس صورت  
میں درست ہو جائے گی کام اللہ پر ایمان رہے گا حدیث کی تکذیب نہ ہوگی عرض  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ دونوں نے ہیں گے سواس میں ایلی کو فسی  
گناہ کی بات ہے جو اس شدہ سے انکار ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
انفصیت مطلقہ اور خلافت نامہ خوش نہیں آتی ۔

### مساوہت خاتم

اور اگر تشبیر فی الذہبت مراد لیتے اور یوں کہنے کو نسبت ہمارے عقلم صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہاں کے اور انہماک بطہم اسام سے ہے وہی نسبت فرداں کو  
وہاں کے انہماک باقیہ کے ساتھ تب بھی کوئی تجر نہیں کوئی سحریت نہیں مگر اس سے نبوت  
مساوات کیونکہ ہم آج مدیان نبوت و مستقلاں کی مائی محرمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

تھے وہاں ہی آنا پڑا اور اگر کوئی مسترد اور جہ کو قبول کرنا معلوم جب کسی کو ناستہ العجب  
اسکی حقیقت معلوم ہو جائے گی اور اگر ہرچی تو کلام اللہ میں قوائد راہدہ لسانی نہ ہوگا۔

### افضلیت مطلقۃ تصانیف ذاتی کو مقتضی ہے

اور ظاہر ہے کہ مسئلہ افضلیت عمدہ عقائد اسلام میں سے ہے اور ہر کلام اللہ کی  
شان میں کلام اللہ ہی میں تہنیتاً نا تکبیر ششٹی ذلتے میں ہر چہ یہی رکن اسلام کلام  
اللہ میں نہ ہو تو تہنیتاً نا تکبیر ششٹی کہنے کے کیا مہینے ہوں گے۔

اسی لئے آپ سے اور نیز اور معترضان تحذیر کی خدمت میں یہ التماس ہے کہ  
خاصیت معروضہ احقر کو ذلت سے پر سب کے سب دل کر سہتہ در ہنشرہ بینے دو بیچنے کا  
برس در برس ہی میں اس مسئلہ کو کلام اللہ سے ثابت کر دیجئے پر بطور پیش بند آنا معترضان  
ہے کہ روایت "وَمَا أَزْنَلْنَاكَ إِلَّا مَحْفُوظَةً لِّلْمُحْسِنِينَ" روایت "يَا أَيُّهَا  
الْمُحْسِنُونَ كُنْزٌ لِّكُمْ" اور آیت "فَقُلْنَا لِبَعْضِهِمْ عَلَىٰ بَعْضٍ" اور آیت  
"مَرَّ فَمِنْ بَعْضِهِمْ دَرَجَاتٌ" ہے

دفعہ سے استدلال در قرائن کیونکہ معنوں رحمتہ اس بات کا خواہشہ کہ نہیں کہ  
مرحوم سے مصلحت رحمت افضل ہو علیٰ ہذا القیاس۔ مفہوم انداز اس بات کو مقتضی نہیں نہ  
وذاہر مندرجہ المستعزلال سے افضل ہو علیٰ ہذا القیاس "فَقُلْنَا لِبَعْضِهِمْ عَلَىٰ بَعْضٍ" اول  
تو خصوصیت عمومی پر دلالت نہیں کرتا جو اس بیان کو اس باب میں تہنیتاً نا تکبیر کیسے در سری  
لے اور ہر مسئلہ آپ کو نہیں پہنچا اگر محتاجا لعلین بنا کر لے کر تمام جہتوں کیلئے فراموش ہوتے ہیں  
میں کو بعض پر فضیلت دہی ہے ان میں سے بعض کو درجات میں جہتوں کا۔

منہا بہ معلوم ہوں گے تو پھر یہ تشبیہ بھی نہ ہوگی۔  
بہر حال ثبوت خاصیت مطلقۃ بعضہ التصانیف ذاتی صحتی مقتضی تشبیہ نہ کیجیجیم تاکہ  
تفرس سری سے اسکو بناء اعتراض نہ کیا اہل علم و تہذیب سے بہت مستعجب ہے۔

الغرض مقتضی تشبیہ ہرگز نہیں کہ تشبیہ بھی مثل مشبہ بہ موصوفات بالذات ہو فقط  
اتنی بات ضرور ہے کہ لغت کلمات لغت اصل و ظل مطابق ایک دیگر ہوں اور دونوں ایک  
ہی مناسب ہو اصل ہر باب ضروری تو فقط انا ہی ہے! بقی رہی آپ کی تعریفیات اور اشارات  
ان کے مکانات کے لئے بہت نہیں تو غور فرمائیجئے۔

### تقدم و تاخر ذاتی بسبب فضیلت نہیں

آپ خاصیت ذاتی کے دوہرے کی میری طرف عین دوہرے سے ہیں ایک مخالفت  
سیاق و سبری مخالفت اثر اہل علم و تہذیب میری عدم فضیلت۔

واقعی میں ان سے دوہرے تو اسی بات کو مقتضی ہیں کہ فقط تاخر ذاتی کو دلیل مطابق  
غلام البینین تو قرار نہیں دے سکتے اور یہی وجہ ہے کہ مخالفانہ تحذیر کو ایک ایک اس کا کچھ بڑا  
نہیں آیا اگر مخالفت سیاق نہیں تو آپ ہی فرامیں کیونکہ اتفاق ہے پر شرط ہے الیٰ قنہ  
نہ ہو بیچے کہا کرتے ہیں یا یہ میں بچہ کا لکھیجئے۔

علیٰ ہذا القیاس تاخر ذاتی میں کچھ فضیلت نہیں تاخر ذاتی اور تقدم ذاتی اور ہے اور  
تقدم بالشرط اور تقدم و تاخر کے لئے یہ دونوں نو عین جہی جہی ہیں ایک کو دوسرے سے  
کچھ علاوہ نہیں البتہ خاصیت بعضہ التصانیف ذاتی کو تقدم بالشرط ضروری ہے ورنہ آپ ہی فرامیں  
کو تاخر ذاتی میں بالذات کیا فضیلت ہے ان اور مقدمتہ کو کہ اگر اس سے کچھ متوجہ نہ کریں  
تو ہو سکتا ہے پر وہ مقدمہ منفرہ اگر ہی مقدمہ معروضہ احقر سے تب تو جہاں سے جہاں

نفیست جزی میگوید بات کہہ سکتے ہیں تیسرے سے مل نہیں نکرہ فی سابق الاشارات ہے علیہذا  
ہر دولت نہیں کر سکتا ان سورتفہیر جزا ہے سربیسے افضلیت اس صورت میں ثابت ہوگی  
ولیں افضلیت تو اور دن کو بھی حاصل ہے ایسے ہی دفع بعضہم ورجات سے نہ خصوصیت  
محمی صلی علیہ وسلم کا دیکھنا ثابت ہوئی ہے نہ عموم ورجات سوا ان کے اور آیات سے  
بھی امید اثبات افضلیت نہ کی گئی تھی اگر کسی آیت میں سوا خاتم النبیین افضلیت کی  
طرف بوسیہ دولت التزامی اشارہ بھی ہے تو وجہ کو اتنی امید نہیں کہ وہ جس سے اثبات  
معنا مذکور کو فی صاحب کر دیں مگر آنکھ

مرو سے از غیب ہوں آید کا سے کہند

اور اگر بالفرض افضلیت مطلق ثابت بھی ہو تو چہر میں ہمارا مطلب ہوتا ہے نہیں  
گیا اسلئے کہ افضلیت مطلق خود انصاف ذاتی کو مقتضی ہے سوا کوئی صاحب کسی قسم کی ولایت  
عبادت النفس ہو یا کچھ اور کسی قسم کی استبدال سے تہی ہو یا اتنی افضلیت مطلق کو ثابت ہو کر  
دیے گئے تب بھی تسلیم انصاف ذاتی سے چارہ نہ ہوگا بلکہ بعض صورت میں تو یہی معنون  
خاتم النبیین تھوڑے سے ایرہیر سے نکل آئے گا اور بعض صورت میں بطور اقتداء النفس  
انما پر سے گا اور اس وجہ سے وہ اعتراضات جو اسطریق العروض اور موصوت بالذات  
ہونے پر مبنی تھے سب سرور ہرنے پڑیں گے۔

### اثرا بن عباس کی مخالفت

بانی رافضیہ مخالفت اثرا بن عباس کا قصہ سراسر کو جو حیرت سے مذکور اور غلطی سے  
دیگر قرار دینا محض ایک بندش ہے جا بظہر ناز یہ ہے اس لئے کہ میں نے کس لازم مخالفت  
اثرا بن عباس کو جو صورت دلت غلطی مذکورہ نہیں لکھا بلکہ یہ ذکر کیا ہے کہ در صورت ارادہ

تا خزانہ بھی اثر مذکور مخالفت خاتم النبیین نہیں اور دھماکی گرتھیر میں نہیں کسی پر  
یہاں لکھا ہوں۔

جلال اسمیہ ثبوت محولی متحد و مومنہ کے لئے اگرچہ زائد کا خواہ سنگار ہے پر  
ذات خاص پر مثل جملہ فعلیہ ولایت نہیں کرتا نہ جیسے حرب زید میں اس کہنا درست  
اور خدا کہنا درست نہیں بالضرر زید میں خدا کہنا درست ہے اس کہنا درست  
نہیں ایسے ہی زید خدا پر میں جس سے بات ہوئی اور اس اور الیوم اور نماز تینوں قید  
کا لکھ دینا درست نہ ہوتا سوجہ یہی کیجیے کہ جلال اسمیہ ہے وہ بذات خاص زائد حال کا  
خواہ سنگار نہیں ورنہ جملہ آدم کا دمک الہی غلطی کے لئے مخالفوں کو کافی تھا اس صورت  
میں ہو سکتا ہے کہ خواہم اراضی یا نذر نیچے سے نیکر اور ہر ایک دوسرے سے اس  
طرف سے آگے پیچھے ہوں کہ زمین بنفتم کا خاتم سب میں اول ہوا اسکے اوپر کا خاتم اسکے بعد  
اسکے اوپر کا خاتم اس کے بعد اس کے اوپر کا خاتم اور بعد اس کے خاتم سب کے بعد  
میں اور ان کی خاقیت اضافی ہو اور آپ کا مطلق اضافی ہے کہ خاتم ارض بنفتم فقط  
اسی طبقہ کا آخری ہو اور خاتم طبقہ ششم پہلے طبقہ کا بھی خاتم ہو اور طبقہ بنفتم کا بھی  
خاتم ہو علیٰ ہذا القیاس اور ان کو سمجھنے اور آپ جانتے ہیں کہ اس میں کچھ غرالی نہیں  
اور میں نے شرعا بحث خاتم میں بھی اسکی طرف اشارہ کیا ہے یعنی صفحہ بنفتم کی سطر  
دہم سے لے کر صفحہ یازدہم کی سطر بنفتم تک وہ تقریر ہے جس سے خاقیت ذاتی  
بھی بخلاف مملکت مطلق ہو جائے جس پر آپ فرماتے ہیں کہ۔

ہ قاسم کے نزدیک خاتم یعنی اس کے تو ہو ہی نہیں سکتا کہ سب انبیاء سے

آخر ہو۔

مواظفہ کر کے کہ کچھ ملان نہیں اگر تقریر شاذ الیہا پر غور نہ فرمایا تھا تو سطر

بشرطہ ہستم صفحہ نہیں ہی کو ملاحظہ فرمائیے اس عبارت کے نقل کئے دیتا ہوں۔

۵۔ اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاصیت کو زمانی اور مرتبہ سے عام لینے کو پھر دونوں طرح کا ختم ہو گا پھر ایک مراد ہو تو شاید ان شعبہ عمومی مسئلہ اللہ تعالیٰ کا مسلک خاصیت مرتبہ ہی ہے زمانی نہیں؟

اسکے بعد پھر وہ فقرہ روشناس فرمائیے یہ باتی ارشاد کہ آیت پابندی ہے کہ سب انشائیہ کا ایک خاتم ہو اور حدیث پابندی ہے کہ متعدد اور اس وجہ سے آپ ایزہ اور اثر ذکر کو مخالفت یکہ دیگر سمجھتے ہیں بعد فقرہ مذکورہ باوقاف بل سعادت نہیں کیونکہ حدیث مذکور میں اصلیت اور عظمت کی طرف اشارہ ہو بھی نہیں سکتا البتہ تعالیٰ نقشہ کلمات کو اگر دلول مطالقی کئے تو دیکھا ہے لیکن اس سے وحدت خاتم حقیقی میں کچھ رخنہ ہرگز نہیں سکتا آگے آپ یہ ارشاد فرماتے ہیں۔

۶۔ کہ حدیث میں لفظ خاتم کہاں آیا ہے؟

واقعی حدیث میں لفظ خاتم نہیں لیکن آپ کو بہت دیر کے بعد یہ بات یاد آئی اگر یہی تھا تو محدود راجع کے آخر میں یہ ارشاد کس نے عطا۔

۷۔ کہ اگر موصوف بالذات نہیں تو خاتم دوسرے میں اشارتیں عیناً سے انکار لازم آیا اس میں بھی کینکیم موجود ہے؟

اسلئے کہ جب تشبیہ معلوم خاصیت پر دولت ہی نہیں کرتی تو انکار بھی لازم نہیں آتا اور اگر دولت خاصیت پر مفہوم مسلمات احقر سمجھ کر یہ ارشاد حق میں نے فرمایا ہے کہاں عرض کیے کہ خاصیت حقیقی اس سے ثابت ہو جائے یا بالوں کیسے مناسب میں مطابق اس تشبیہ سے سمجھا جاتا ہے اس لئے مقررین اثر میں سے اکثر معتقد مساوات کی کشش اشغال ہو گئے اور منکر بن اثر اسی وجہ سے منکر ہوئے کہ وہ وحدت تعالیٰ بن ظاہر جنہوں کو سوا

مخالفت کی اور کوئی احتمال نہیں سو جب تک اس مخالفت کے پھر سے محدود راجع میں وہ ارشاد تھا تو آپ یہاں کیوں بھول گئے جو ان فرماتے ہیں کہ حدیث میں لفظ خاتم کہاں آیا ہے اور اگر آپ یہ فرمائیں کہ تشبیہ سے اگر ثابت ہوگی تو اسی قسم کی خاصیت ثابت ہوگی جس قسم کی خاصیت مشبہہ میں ہوگی بات کہ کہیں تیز تر کہیں ڈیر یعنی ایک جان خاصیت مرتبہ ہو ایک جان خاصیت زمانی فریق عقل نہیں بلکہ عام موجد ہے مگر جب آپ کے نزدیک اشتراک فی الجملہ تشبیہ کے لئے بھی کافی ہے۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں اس تشبیہ کے لئے شرکت فی النبوة کافی تھی تو پھر جس قدر مطابقت بن پڑی تو بہتر ہے کہ کوکھورہ باریہ تشبیہ نفوذت خدا الحاصلہ کہ مضربہ اور اسی فقرہ سے اس بات کا جواب بھی معلوم ہوگی کہ شرکت فی النبوة ہی کافی ہے اور عرق ریزی کی وجہ بھی معلوم ہوگئی اگرچہ نہ پابندی مافی الغیبر ہے اور ذوالحق یہ وجہ عرق ریزی ہے بلکہ عرق ریزی کی نوبت ہی بلفظہ تعالیٰ نہیں آئی کل دو ذریعہ دون میں جو کچھ آپ نے دیکھا تھا

### انصاف میں وجوہ کا اختلاف ہو تو غرالی لازم نہیں آتی

اپنے نزدیک جو ہر شہرہ دی تعالیٰ نقشہ کلمات اور استناد نسبت واقعہ بنا جن انبیاء و زمین بنا اور نسبت واقعہ بنا جن انبیاء و ارضی و دیگر ہے جس سے ایک جانب لفظ ذاتی اور دوسری جانب انصاف عرضی بھی ہو تو کچھ غرالی لازم نہیں آتی اور باعث عرق ریزی فقط اندیشہ لزوم تکذیب ابن عباسی اور اس ایمان محمد عثمان والا مقام دو دیگر متبہان و معتقد بن محمد بن مذکورین ہے بلکہ خود سے دیکھئے تو یہ تکذیب و در تک پہنچتے ہیں کہ کوکھورہ اثر ذکرہ بروئے انصاف بالسنی مرفوع ہے سو آپ ہی فرمائیں کہ عرق ریزی جو سر اسرار پہنچا خود ہے اور بلفظہ تعالیٰ نتیجہ عرق ریزی کی وجہ الوجودہ صلی علیہ صلح ہے اگر نیت بھی ہو یا

مکذیب اثر اور تکذیب اور تحریف حدیثین دو دیگر مقلدین فتوہ باللہ۔

## امکان نظیر اور فعلیت نظیر میں فرق

اگے آپ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

ہم غلام جیسے آخر میں جمع الانبیا دینا درست نہیں اس واسطے کہ اگر نظیر کا یہ بعد خاتم مطلق کے نام ممکن بنتا آتی ہے۔

سبحان اللہ یہ تقریر بھی عجیب و غریب ہے کوئی پوچھے اس دعویٰ کو اس دلیل سے کیا علاقہ مولانا صرف تنقیہ کے لئے یہ ضرور نہیں کہ ضرور یہ متبع الضعیف ہو سکتا ہے بلکہ اور فعلیت بھی صحیح ہو سکتی ہے جس کو خاتم النبیین یعنی آخر النبیین اگر ہو بھی اور ایک وجہ ہے بھی چنانچہ تقریرات سنیہ پر اس پر شاہد ہیں تو تنقیہ کا ذکر ہو سکتا ہے تنقیہ ضرور یہ ہونا اس کا ضرور نہیں جو آپ یوں فرماتے ہیں کہ اگر دو دن کا امکان خالصتہً نہ رہا ہے یا اگر فعلیت کہہ لیں اور امکان کہہ لیں مدار میں خارجہ نہ رہا یعنی ضرور دنیا و انبیاء بعد خاتم النبیین کی طرف طبع و ادراک سلم ہے امکان ان کا یا فعلیت مطلقہ مدار میں نہیں مگر آپ نے فعلیت کی پھر ساتواں لئے لگائی کہ حضور کے احقر امراض کے دیکھنے والے عوام و خواہ قائم کارہ سے لگان ہو جائیں اسے حضرت بنو گاہ اگر اور انبیا و ان کے فعلیت کو موجب افضلیت سمجھتا ہے تو کیا ہے جامعیت ایک امراضی ہے مقابل میں کوئی ہونا چاہیے ہر ے فرمائیے کہ فعلیت آخر کی طرف میں نے کہاں اشارہ کیا ہے حیران کے جواب میں کہ جو ان کے اور کیا ہوں اللہ الشفقت علی ما تصفون پر خدا کرے وہ دن بھی نصیب ہو جو صحیح کو لا یتوب علیکم اللہم کہنے کی نوبت آئے۔

یہ تقریرات نامزدہ از اصل جواب فقط بغرض سکا فالت تھی وہ دوبارہ جواب میں تقریروں کی کہ ضرور دن تھی اداسی دہرے اکثر جملوں کو چھوڑ دیا ہے۔

## مخدور سادس

### اثر ابن عباسؓ منقطع ہے

اثر ابن عباسؓ اگر مولانا کے نزدیک صحیح ہے مگر منقطع بالقطع معنوی بھی ضرور ہے بسبب مخالفت آیت خاتم النبیین سے پس لازم کہ اگر گنہگار یوں تو اس پر عمل نہ فرمائیں جیسے حدیث لا حلالہ الا لربنا فی حقہ الکتاب پر واجب و صحیح ہونے کے وجہ مخالفت عموم فائزہ و ما تبشرون القرآن کے متنی عمل نہیں کرتے اور منقطع بالقطع معنوی سمجھتے ہیں

## جواب

### اثر ابن عباسؓ منقطع نہیں صحیح ہے

مولانا میں کیا امر اور نزدیک کیا ہو آپ دوبارہ مرتبہ ششہی حدیث حدیثان، الامام کا نام لینے میں آپ کو کیا غبار ہے ہم لوگ دوبارہ مرتبہ ششہی حدیث حدیثان والا مقام کے اس سے نہ زیادہ معتقد ہیں کہ دوبارہ مسائل فقہیہ ائمہ مجتہدین کے عقیدہ ہائے امر چاہیے کہ جو وہاں کو کچھ نقل و نقل ہو گیا ہے اور یہاں نقل ہو گیا ہے آپ کو شاید اتباع حدیثین منظور نہیں اور وجہ اسکی معلوم نہیں آپ کو نویں سیرۃ مراتب ششہی حاصل ہے یا متنبہان ذکر آپ کے نزدیک قابل اعتبار نہیں۔

اگر دوسری صورت ہے تو آپ جیسے ہم بارے اور اگر آئیں ہے تو آپ ہی نے وہ اثر ذکر میں درج کیا ہوتا ہو بھی کچھ نہ ہوتا اختلاف کی گنجائش ہو جاتی ہے ہر حال یہ آپ کا مطلب ہے جب کہ اس اثر پر جو بعد صحت پر اثر تقریریں میں عن فرماتے ہیں ان پر ہو سکتا ہے کہ ایک حدیث ایک طریق سے منقطع ہو اور ایک طریق سے صحیح مگر طریق سے جواز قبول و اتباع حدیث ہو تاکہ

اس صورت میں اگر بالفرض حدیث اسلواۃ اور عمومِ ناکرۃ یا تیسری مخالفت بھی  
ہو تو چہا کر سے لیکن یہ عرض کرنی ضرور ہے کہ ابوہریرہ انقطاع عن صفوی حدیث کا ہر ترک کرتے  
ہیں تو صفوی ہی ترک کرتے ہیں ابوہریرہ انقطاع حدیث و کلام اللہ یا ابوہریرہ عدم مخالفت حدیث  
و کلام اللہ سب اہل ایمان و اسلام کے ذمہ حدیث کا تسلیم کرنا ضرور ہے۔

باقی مجھ کو آپ سے جو اتفاقا ہے وہ خدا تعالیٰ ہی کو معلوم ہے عام اہل اسلام کے ایمان میں یہی کچھ تردد نہیں ہوتا جو یوں کہوں کہ آپ اگر مومن ہوں تو ضرور سب کے اس اثر کو سب سے کم فرمائیں آپ نے اگر یہ کہہ لیا کہ گشتی ہوں ابغی تو ملا ہے

## محاضرات ورسائل

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر

ممتنع بالذات ہے؟

جب کہ خاتم سلسلہ نبوت کا قاعدہ قاسم کے معنی مختار سے محال ہے اور انکار ہے  
کہ اگر کوئی نبی کسی طبقہ شمار یا زمین میں قبل یا بعد آپ کے فرض کیا جائے تو وہ نبی  
موصوف بالعرض ہی ہو گا اس کا سلسلہ آپ ہی پر ختم ہو گا کچھ فضیلت خاتم مطلق صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم میں نقصان نہ آئے گا بلکہ زیادہ ہو جائے گی پس معلوم ہوا کہ جیسے واجب ثنائی  
موصوف بالذات ہیں اور اس کا نظیر متعین بالذات ہے ایسے ہر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم موصوف بالذات ہیں اور ان کا نظیر متعین بالذات ہے ایسے ہی خاتم النبیین صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم موصوف بالذات ہیں اور ان کا نظیر متعین بالذات ہے سخاں اللہ بیکہ  
معجزہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور میں آیا کہ مگر کہ مگر کہ یا من نبیث لم یحجب ع  
مرفے از غضب بردن آمد و کاسے بکند

سنوئیں طریقہ کی فصیح مگر حسین مثنیاتی اور حکام اور ذہنی اور ایمان خیر اور ایمان خیر فرماتے ہیں، ہم کو اس کا ایسا ہی سمجھنا چاہیے آپ کو اختیار ہے ہر ایک شخص اپنے اپنے دل کا چاہہ جو ہے باقی رہا آپ کا یہ ارشاد و کراش مخالف خاکم ابغین ہے اسی وجہ سے کہا ہے کہ زبان کے آگے از نہیں پہاڑ نہیں برگشتہ کار اختیار ہے ورنہ بعد استماع و درج تعلیق قبل اعتراض نہیں بعد مخالف تا زمانہ ہے ایسے ہی عمار کو ایسے اعتراضوں کے مجبور کہ جن کو جواب معروض ہو چکا ایسی بات ہی فرمائی جا رہی ہے۔

بجلا ان اثر مخالفت آیت ہے اور اس وجہ سے متعلق انقطاع معنوی اور قطعاً  
بنیائ مخالفت بند فاسد علی الفا سہ ہے ایع اعتراضات گزشتہ باعث توجہ  
نوی ہیں ایسے ہی جوابات معروضہ انما و انما تالی بشعر طانعات و جہر بن علیان ہر  
جادیں گے۔

اور آپ جو یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کھانا بول تو اس حدیث پر عمل نہ فرمائیے۔  
 حدیث الاصلہ **اِنَّ بِلْعَاقَةِ الْكِلَابِ ابوابُ دَارِ جَنَّةٍ مَّوَصَّوْنَ** کے جوہر مخالفت فاضلہ  
 بَلَّغَتْهُ، معنی عمل نہیں کرتے نقد قطع نظر اس سے کہ یہ اصل کون سی بات نہیں فقط  
 اس وجہ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ کے نزدیک دونوں احکام ارشاد حدیث میں  
 مخالفت ہوگی اور اگر کھانا نہ کھاؤ تو معلوم مخالف خاتم النبیین معلوم ہوئے نہ خواہ غایتاً  
 زمانی ہو یا کچھ آپ کو معلوم ہی ہو گا خواہ غایتاً مرتبی اور نہ حدیث الاسودہ مخالف خاتم  
 انبیاء اور نہ حدیث مذکور مخالفت اذا جاء القربان فاستسبحوا والصلو  
 گوئی کیجئے نہ اتنی فرست ہو جو انطباق بیان کیجئے نہ رہا۔ جواب اسکی ضرورت  
 اگر ضرورت تھی تو یہ اور انطباق اثر مذکور و خاتم النبیین کی ضرورت تھی سو اس سے بڑا اثر  
 فراغت ہو چکی۔

## اصل اور نظیر میں وجوب، امتناع اور امکان میں شرکت

مولینا سبحان اللہ آپ کا قیاس تو ہاؤن تو ہے پاؤں قی ہی کا ہے لیکن اگر یہی قیاس ہے تو ہم کو اس بات کے کہنے کی گنجائش ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولیٰ علیہ صلوٰۃ و سلام کے نزدیک متنع النظیر ہیں آپ کا نظیر متنع بالذات سوان کے نزدیک جیسے خدا کا نظیر متنع بالذات تھا ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظیر بھی متنع بالذات اس صورت میں جیسے خدائے واجب الذات خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں بالذات ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجب الذات ہیں کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود کا نظیر ہو جائیں گے اور خدائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر اور اس وجہ سے نہ وہ متنع النظیر ہو جائیں گے نہ مولینا اگر عمل بے عمل گفتگو کرنی نازیا نہ ہوتی یہ 'یہی بیان ان شاء اللہ تعالیٰ یہ بات روشن کر کے دکھانا کہ کسی کی نظیر متنع بالذات ہوئے کو اس کا واجب الوجود ہونا ضرور ہے۔

نخیر یہ بات تو ہو چکی مگر اب دوسری بات سنئے اگر یہی قیاس ہے تو ہم کو اس بات کے کہنے کی وجہ برادری گنجائش ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ممکن بالذات ہیں اس لئے آپ کا نظیر ممکن بالذات ہوگا اس لئے کہ آپ نے اپنے قیاس میں مائل خدائے واجب الذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو ہر اشک انصاف ذاتی و بارہ انصاف ذاتی نظیر یک دیگر دریا پھر دوسرے شاعر شاعر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظیر کو خدا کی نظیر پر قیاس کیا۔

سو ہم اس سے تو قطع نظر کرتے ہیں کہ یہ قیاس مساوات ہے یا کہ اور پھر یہ

شکل کون سی ہے اور اس کی شرائط ہیں یا نہیں لیکن یہ بات کہنی ضرور ہے کہ جب یہ متناقض کی نظیریں امتناع و امکان میں شریک ہوں گی تو خود متناقض ہیں درجہ اولیٰ امکان امتناع میں شریک یک دیگر ہوں گے بحال اللہ کسی قدرت خدا کی ظاہر ہوئی کیسے متعبر خداوندی کو مقرر بنایا امن حیث کہ مقتضی ہے۔

موسے از بے بر دل آید کاہے بکند  
مولینا پھر میری ہاری یہ گذارش ہے کہ اگر گفتگو بے عمل نہ ہوتی تو ہم اس کو بھی انش و اندھ ناطق بات کہ دیتے کہ سنا دے کہ اور سب کا نظیر وجوب و امتناع و امکان میں شریک یا اصل بہت ہے نہ میرے باتیں تو ہو چکیں۔

## اتصاف ذاتی اور امتناع ذاتی

مگر اب قابل گذارش یہ بات ہے کہ انصاف ذاتی اور امتناع ذاتی میں جو شل و جھلک ہے جو درجہ اولیٰ امکان اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انصاف ذاتی ہے اس کی وجہ امتناع ذاتی بھی آپ کے ذہن کو حاصل ہو گا۔

حاصل سخن یہ ہے کہ خدا کا انصاف ذاتی اس ذہن کو مطلق ہے کہ کسی طرح کی تفسیر اس کے گرد نہیں پہنچ سکتی اور ظاہر ہے کہ ممکنات کسی درجہ امتناع میں یکوں نہ ہوں پھر بھی ان کا امتناع اس امتناع کی برابر نہیں ہو سکتا جو خدائے قادر کا حاصل ہے سو جیسے خدائے قادر کا انصاف ذاتی مقابلہ جو کائنات ہے ایسے ہی تمام موانع وجود میں جو بالیقین سب اس موصوف بالذات تعالیٰ شائد کے موصوف بالعرض ہیں اس کی آفاقی جو نہیں سکتا اس لئے کہ ایک نوع کے موصوف بالعرض کا ایک ہی موصوف بالذات خاتم ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ اعتبار وجود تمام کائنات نوع واحد ہیں ایک ہی وجود سب کو محیط ہے اور وہ بھی جو ہر عرض وجود ملکہ

اور اس کا قاعدہ اس کے قاعدہ سے بڑا اس صورت میں اگرچہ بعد قیوم انجمن سابقہ ہے مگر وہاں  
الاحزاب النبیاء کا قاعدہ دو دو گنا مضبوط ہے اور نہائے ناشای افراد مقدرہ اسی بات پر ہے  
لیکن افراد مقدرہ کسی خصوصیت منوی کی نسبت ایسے نہ ہوں گے جیسے قاعدا مضبوط قاعدہ مقررہ  
حبہاں سو جیسے جو نقطہ اس قاعدہ سے خارج کسی اور محض قاعدہ مقدرہ و مقررہ پر اس خصوصیت سے  
علاقہ نہیں رکھتا اور اس کے قاعدا مضبوط یا موجودہ میں سے نہیں سمجھا جاتا اور اس دوسرے  
خصوصیت کی اس امکان یا وجہ کا انکار نہیں کر سکتے اگر کریں تو کسی اور دلیل اور وجہ کے بغیر  
کے کریں ایسے ہی وہ افراد جو کسی اور خصوصیت منوی مقدرہ کے جیسے ہاتھ ہیں اس کے افراد  
کہلائیں گے اور اس وجہ سے انحصار امکان کی خصوصیت الواحد اور افتاح خصوصیت و غیرت ثابت ہوگا۔

حبیب یہ بات ذہن نشین ہو گئی تو اب سنیئے کر میں لے اگر کہابہ قوافد مقدرہ  
معروفات نبوت ہی کی نسبت پر کہابہ کر وہ سب آپ ہی سے مستغنی ہوں گے کسی  
خاتم مقدرہ کی نسبت یہ گزارش نہیں کہ ہاں اگر خاتم مقدرہ کو بھی موطن مقابل زیادہ اس خصوصیت  
نبوت اعمی نقطہ ثبات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل قاعدہ مکہ جانب  
واقع فرم کر میں جیسے خاتم اعمی سائر کی نسبت بھی خیال ہے تب وہ بھی اسی خصوصیت خارجی میں  
داخل ہو جائے گا اور نہ زیادہ اس خصوصیت ثانی جو دیگرین تو سچہ وہ نقطہ جملہ قاعدا مضبوط قاعدہ مقررہ  
ہوگا جو اس کو بخلاف انہی سے صفات الہیہ جملہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو دیگرین کی اور  
افتاح خاتم دیگر تسلیم کریں۔

علیٰ نبی القیس بندہ احوط اگر تقریر افتاح تحریر کریں تو اس کا حاصل بھی یہی ہو  
گا کہ موطن نبوت موجودہ فی الہیہ میں اور سائر ممکن نہیں اگر ممکن ہے معروف نبوت ممکن  
ہے موطن نبوت ایک موطن خاص ہے اور موطن وجود اس سے وسیع اور عام ہے اور  
یہ وسعت بھی اتنی کچھ کہ کچھ نہایت ہی نہیں کہ کوئی غیر قضاہی میں سے امثال قضاہی الٰہی غیر

وہ بارہ دو دو موصوف بالعرض ہیں اور یہی غایب ہے کہ سلسلہ وجود خدا تعالیٰ پر ختم ہو جائے  
اسی لئے خدا تعالیٰ کائناتی تمام موصوف وجود میں سے کہیں نہیں ہو سکتا اور نیز یوں بھی کہہ سکتے  
ہیں کہ خدا تعالیٰ تمام موصوف وجود کو محیط ہے لہذا کائناتی خدا ہو تو وہ اسی طرح تمام موصوف وجود کو  
محیط ہوگا اجتماع شیعین لازم آئے گا۔ جسکا اجتماع العنصرین یکجا اجتماع العنصرین لازم  
ہے کہ کوئی ہر شے اس بات کو متفق ہے کہ اس کے مبلغ موصوف میں اور کوئی شے نہ ہو۔

چنانچہ مختصرات اور امتیاز کے دیکھنے سے یہ بات ظاہر ہے اور نیز یہ بات ظاہر  
ہے کہ جیسے خداوند کریم نے ممکنات کو اپنے خزانہ وجود میں سے ایک حصہ وجود عنایت کیا  
ہے اور اس دوسرے تمام ممکنات وجود بقدر حصہ مذکور علی حسب القابلیت ان میں آگئے ہیں  
ایسے ہی شان وحدہ بالشریک ہونے کے خداوند کریم نے تمام کائنات کو بقدر قابلیت  
و احاطہ وجود عنایت فرمائی ہے بالکل ہر چیز اس بات کو متفق ہے کہ اس کے مبلغ احاطہ  
میں کوئی اور ہو اور اس وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہر شے کے اس کا عدم اس شے میں افزہ  
ہے اس کے تصور میں بالاحوال محض ہے ورنہ تضاد قیاسات محال نہ ہوتا۔

مگر جیسے نوع وجود میں خدا تعالیٰ خاتم مقدار ہاں نظر کو نوع وجود تمام افراد کائنات  
میں ساری ہے اور موطن وجود میں کوئی اس کائناتی نہیں ہو سکتا ایسے ہی نوع نبوت میں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم ہیں اور سلسلہ موجود میں کوئی آپ کائناتی نہیں ہو سکتا  
اور حبیب یوں لفظ کیا جائے کہ نبوت بھنے مابعد الخلق ایک وجود خاص و مقید ہے اور وجود  
خداوندی وجود مطلق تو بالضرور وجود خداوندی وجود خاص مذکور کو محیط ہوگا پھر جب اس بات  
کو لفظ کیا جائے کہ خاتم ایک اور وہ موصوفات جو اس کے دربارہ وصف ملحقہ اس  
کے معراج ہیں متعدد تو مجموعہ خاتم اعمی موصوف بالذات اور موصوف بالعرض نیز بالذات  
محیط ہوگا پھر محض وجود کا انبساط محض نبوت کے انبساط سے زیادہ ہوگا



الہذا یہ نکل سکتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو مطلق بکسج الوجود مطلق ہے در نہ موجودات حقیقیہ میں اس سے بھی زیادہ کوئی مطلق نکلے گا اور اس وجہ سے جو دیکھ کے لئے موجودات میں سے کوئی قسم بنے گا۔

### عموم مفہوم و شئی

باقی العلوم مفہوم شئی بذریعہ انہی مفہومات اشتراکیہ میں محتاجی خارجہ میں سے نہیں اور پھر غور سے دیکھئے تو وہ بھی ایک دوسرے اقسام موجودات میں سے ہیں اور نہ یا مفہومات معدودات ہوں گے اور موجودات پر ان کا صادق آنا غلط ہو جائے گا مابعدی علی الملکات وہ صدق علی المعنویات نہیں صدق علی العنوان ہے جیسے موجود وہی کہنے میں کچھ کام نہیں الغرض عنوان پر صادق آئی جیسے معدودات اور موجودات دونوں میں یکساں فقط معنویات پر جیسے موجودات پر ہوتا ہے وجہ صدق وہی موجودیت مفہوم شئی ہے اس لئے کہ مفہوم وہ جس سے ہم متعلق ہوا اس پر واقع ہوا رہتے وہ جس سے ہم متعلق ہو اور اس پر واقع ہوا تعلق وقوع ہم اور شئیت جو بالیقین وجودی ہیں اگر ممکن ہے تو ہوتا ہی کے ساتھ ممکن ہے در نہ مفاد متعلق و وقوع جو بالیقین نسبتاً جاہل ہے اور دونوں طرف کی وجودی ہونے کی خواہش کا ہے ایک ہی وجودی سے متعلق ہو جائے گا اور متعلق نسبتاً نہ ہو جائے وجود حاشیتین ضروری نہ رہے گا اور وقت مگر تفسیر مثلاً ایسا میں جس وقت مفہوم احد شئی موضوع ہو جائیں تفسیر موجود ہے وجود موضوع صادق آجائے گا اگر مفاد مفہوم شئی مطلق ہے ہم نہ شئیت کا مفعول ہ نہیں بھی یہی خیالی برسر ہے کہ اگر کچھ جب مفعول مقید وجودی ہے تو مفعول مطلق ضروری وجودی ہوگا۔

### مقتضا و صفت عارض علی العررض بتوابع

دوسرے ایک طور فرمائیں تو مفعول مطلق اقتضا مصداق مبادا اشتقاقی معنی شہاد و عارض علی العررض بتوابع ہے کہ مطلقاً نفعشہ مفعول ہر اگر بنا یا جائے تو یہی بنایا جاتا ہے اور یہ نہ ہوتا تو باطل مبادا استعاضہ اس کا نام مفعول یہ نہ رکھا جاتا سو جیسے خبر ہر کی ضمیر مفعول کی جانب راجع ہے ایسے ہی مفعول ہر میں کی ضمیر مفعول ہر کا طرف راجع ہے جیسے وہاں بلا اشتقاق ہے یہاں بھی مبادا استعاضہ ہے البتہ مفعول خاص کی ضمیر مفعول مطلق کی طرف راجع ہے۔ اور حاصل ترکیب یہ ہوا کہ مفعول مطلق بنایا گیا ہے جو سیلہ مفعول ہر کے اور صورت اسکی ایسی سمجھو جیسے وقت متحرک اشارہ باطن نور میں ظاہر اشیا کے موافق ایک شکل پیدا ہو جاتی ہے۔ ہر ہر بنا یا مفعول اقتضا صفت عارض علی العررض بتوابع ہے چنانچہ مثالاً نور سے یہ بات روشن ہے اس لئے کہ شکل مذکور پر نور کا انہاد ہو تا ہے سو صفت عارضہ اگر وجودی ہے جیسے مشیت اور ہم تو مفعول مطلق بھی وجودی ہوگا مگر بحال مفہوم اور شئی کی موجود اور اقسام وجود ہونے میں کچھ تاثر نہیں اس صورت میں وجود ہم موجودات خارجہ سے عام ہوگا اور اسکے لئے کوئی تقييد اور تحدید نہ ہو سکے گی اور اس وجہ سے اس کے لئے الٹا بھی بکسج الوجود کا تسلیم کرنا ضروری ہوگا اور سوار اس کے اور مفہومات مطلقہ اور مطلق ہوں گے تو بہ نسبت اپنے معروضات ہی کے مطلق ہونگے اور علوم بھی ان میں ہوگا تو بہ نسبت اپنے تحت ہی کے ہوگا بہ نسبت افاق پھر مقید اور خاص ہی بننا پڑے گا اور ثنائی کا اسکی نسبت تسلیم کرنا ضروری ہوگا خواہ ایک وجہ میں ہو یا جمیع جمات میں اور ہی ہر ہے کہ غیر ثنائی میں یا مثال ثنائی غیر ثنائی بھی نکل سکتی ہیں۔

سوا و مقدمہ و خبر و ذروت موجودہ فی الخارج داخل عامل حکومت و رئیس حضرت

اس کے احاطہ کے افراد مقدرہ کو بنیاد مقدرہ البتین منصف الہی قائم کر سکتے ہیں مگر جب  
خود قائم کو بنیاد افراد مضطرب الہی نہیں کر سکتے اس کے نظیر کو بھی بنیاد افراد مقدرہ البتین کہنا غلط  
ہے کیونکہ جیسے وہ داخل احاطہ اودہ تقدیر نہیں ایسے ہی یہ بھی داخل نہیں۔

## نظیر قائم البتین صلی اللہ علیہ وسلم ممکن بالذات متنع بالغير ہے

اب دیکھئے قول احقر جس میں کائنات بنا اور امکان نظیر بھی ہاتھ سے دیکھا اندر میں وہی  
بالذات بالعبودۃ کی وحدۃ اور امتناع کی تعدد یہ نسبت اپنے افراد مقدرہ فی القابل کے معانی  
امکان ذاتی نظیر معصوم بالذات نہیں بالجملہ تصانیف ذاتی اول درجہ کا تو مسخر ذات باریکات  
جناب تاحضی الامہات خالق کائنات ہی میں ہے اس کے اس احاطہ کے سوا کوئی احاطہ ہی  
نہیں اور دوسرے درجہ کا تصانف ذاتی حضرت سید اکوٹھ میں علی اللہ علیہ السلام کہے گئے۔  
پھر اگر آپ اپنی ذات و صفات و کمالات میں محتاج خالق کائنات نہ ہوتے بلکہ بذات  
نور مستقل اور مستحق من الغیر ہوتے تو آپ کا تصانف ذاتی جو کامل درجہ کا ذاتی ہوتا  
کوئی احاطہ آپ کے احاطہ کے سوا ہو تا اور اسی وجہ سے آپ کا نظیر ہر طرح سے  
مخرج بالذات ہو نا مگر جو کہ آپ کا احاطہ امتداد وسیع نہیں کہ تمام کائنات کو محیط ہو تو تمام  
مندانہ میں ایسے ایسے احاطے سیکھوں نکل سکتے ہیں اس لئے آپ کے نظیر کا امتناع  
مستحکم اسی آپ کے احاطہ میں رہے گا جبکہ احاطہ نبوت موجود کیسے اور مکی طرف بالاتر  
بنا قائم البتین شہادۃ فیما ہے اور سوا اس احاطہ کے اور ماحض میں آپ کا نظیر ممکن ہو گا۔  
حاصل حکم یہ ہے کہ داخل شخص اکبر جو احاطہ نبوت ہے اور اس کا نظیر نہ اودہ

خاتم المرسلین ہیں اور اس احاطہ میں ذاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہونا اس لئے ممکن  
نہیں کہ اجتماع البتین فی محل واحد دوم آئے گئے۔

مگر کلامات مقدرہ الوجود اس احاطہ سے خارج ہیں اور ان کا زادیہ اس جو بالیقین  
غایت مطلقہ میں ہمارے قائم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظیر ہو گا اس احاطہ میں داخل  
نہیں اور غرض نبوت بمعنی ابہ البتین کا کائنات میں موجود ہونا اور بعض افراد مقدرہ کا خارج  
میں موجود نہ ہونا ایسا ہے جیسا فرزند زانیہ! میں نبیت کو ذاتی میں میں اللہ مستطیل  
مشدہ موجود ہیں موجود ہونا اور یہ ارض و سما و آسمان و در و دیوار جو محل وقوع اور آفتاب اور  
اشعشہ مذکورہ جیسے ہیں نہ ہوتے اس صورت میں ظاہر ہے کہ معنیہا مختلفہ اور دشمنانوں  
مقدرہ کی دشمنیاں اور آئینہ مختلفہ کے انوار جواب موجود ہیں اور باہم مشتعل خارج میں مگر  
موجود نہ ہوتے مگر جیسے یہ دھوپیں اور یہ دشمنیاں اور یہ انوار تو نور آفتاب عالمیاب کے افراد  
مقدرہ میں سے ہو سکتے ہیں اور اس احاطہ میں باوجود ابتداء نبیت و کیفیت نور نبیسا  
دوسرے آفتاب کا ہونا ممکن نہیں لیکن افراد غیرہ کے لئے اور قائم مقدرہ نہیں۔

ایسے اور آفتاب اگر کہیں اور فرض کریں تو وہ آفتاب منجمد افراد مقدرہ الوقوف فی مقام  
بندہ انشس دیو کا در نہ اس کے احاطہ کے افراد خارج ہیں مقدرہ اس آفتاب کے افراد مقدرہ میں  
سے شمار کئے جائیں گے بالجملہ افراد مقدرہ کے لئے اودہ تقدیر کا اسی طرح موجود ہونا  
مذہب ہے جیسے دھوپوں کے افراد اور دشمنانوں کی دشمنیوں اور آئینوں کے انوار مقدرہ  
کے لئے نور مطلق آفتاب کا وجود۔

سو جیسے آفتاب یا اسکے نور کو قائم الانوار اور دشمنیوں اور دھوپوں کا قائم بطور  
احقر جب یہ کہہ سکتے ہیں جب کہ نور مطلق اس کو دوم ہو اور نور آئینہ اس میں موجود ہو ایسے  
ہی قائم البتین کسی کو بطور ذکر جب یہ کہہ سکتے ہیں کہ اودہ تقدیر احقر اودہ نبوت موجود۔

کم کرنا اسکی نسبت ایسا ہے جیسے وجود انسانی کی نسبت ایک ٹاک سے زیادہ کم کر دینا اس واسطے تو آپ کا ثانی مقصد ہے اور خارج اثر خاطر مذکورہ ممکن سوایا امتناع وہ امتناع بالغیر ہوتا ہے جسکو امکان ذاتی لازم ہے۔

اب یوں کہو اور غلو کثرت کی نسبت آپ مستغنی اور مستغنی ہیں اور بر نسبت خالق کمالات محتاج اور ملحق تو آپ من وجہ مستغنی اور من وجہ محتاج من وجہ موصوت بالذات من وجہ معرض اور موصوت بالعرض جو نسبت کہ افراد انبیاء موجودہ اور مقدرہ کو خاتم ہوں بغیر خاتم آپ کے ساتھ ملحق وہی نسبت آپ کو کہو اس سے زیادہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے جب کہ مقابل کی افراد مقدرہ یعنی آپ سے مستفید اور آپ کے معرض پر غرضی ہو سکتی ہیں تو آپ کے افراد حاضر جو خدا تعالیٰ سے مستفید اور مثل آپ کے فقط محتاج الی اللہ ہوں گے کیونکہ غیر شاہی ممکن نہ ہوگی۔

ہاں آپ کے نزدیک اگر درگاہ محمدی درگاہ خداوندی سے غلبہ لٹان ہے تو اہلست پھر کم کو اس باب میں گفت و شنود کی گنجائش نہ رہے گی اور اگر ہے گی بھی تو فقط یہ کہ ممکن چاہیے افراد حاضر محدود اور متناہی ہی ممکن ہوں غیر شاہی نہ ہوں لیکن دربارہ غلو و دفعۃ البتہ قیل و قال رہے گی۔

الحاصل عالم اسباب میں جن کو موصوف بالذات کہتے ہیں ان میں عالیشان و آپ ہیں پر خدا تعالیٰ کے سامنے آپ بھی اور نیز اور موصوف بالذات من وجہ موصوتات اور موصوفات بالعرض ہیں والفاظ تکیفۃ الاشارة

## محذورات نامین

### تفسیر بالرائے مذموم ہے

معلوم ہے کہ تفسیر بالرائے میں یکا شدہ حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے چنانچہ اس کے خاتم البیتین کی تفسیر ایسی کی کہ کوئی بھی اس کا موافق اور مؤید علماء اہل سنت سے نہیں طرفہ یہ ہے کہ مخالفت جہور کی بھی اور مطلب بھی ثابت نہ ہوا۔

## جواب

### تفسیر بالرائے کے مفہوم میں غلطی

مولانا یہ بھی معلوم ہے کہ تفسیر بالرائے پر حدیث شریف ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ تفسیر بالرائے اسے نہیں کہتے جسکو آپ تفسیر بالرائے سمجھتے ہیں اور نیز یہ بھی معلوم ہے کہ اور علماء بھی دربارہ انصاف ذاتی ہمارے موافق ہیں اور نیز یہ بھی معلوم ہے کہ اگر اذکر کوئی یہ تفسیر نہ کہے تب بھی مخالفت جہور نہیں اور پھر یوں ہر اہل فہم و انصاف کے نزدیک ہمارا مطلب ایسی طرح ثابت ہے کہ اس میں گرجائش ضرورتاً نہیں۔

مولانا اگر یہی تفسیر بالرائے ہے تو بالضرور آپ معنوں میں کہا کہ کو بھی داخل حدیث مذکور سمجھتے ہوں گے کہ کو ایک ایک آیت میں اقوال متعددہ موجود ہیں تو مرفوع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو ہی نہیں سکتے اگر ہو گا تو ان اقوال متعارضہ میں سے کوئی ایک ہی مرفوع ہو گا یا تو سب متباہل تفسیر بالرائے ہوں گے سو آپ کی بغیر کا جیسا نفعہ اسکا کہنا پر نہ پڑے گا بڑے بڑے اکابر تک پر ہو چھا جائے گی سو ہم تو یوں بھی سمجھ کر چپ ہو

ہو گئے کہ ہم کیا اور ہمارا ایمان کیا ایسے ایمان کو گنجلک کفر کہیے تو کہا ہے پر اکابر دین کو کچھ  
کیا منہ دکھا دیں گے۔

اور اگر یوں کہئے کہ تمام اقوال مفسرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے مراد  
ہیں پر ایک صحیح بات موعود کا قول پر تیز نہ ہونے صحیح موعود کے صحیح کی طرف بھی پورے تعلق  
گمان کو بعضی پر رہے گا اور اعتبار تفسیر بالکل ہمارا ہے گا۔

مولانا نے تو پہلے ہی اس اندیشے سے کہ انبار روزگار اس تفسیر کو منہلو تفسیر والے  
تنبہیں گئے تفسیر بالاسے کہ تفسیر بھی آخر تفسیر میں کچھ دی تھی پر آپ کا ملاحظہ فرمائیں  
تو یہ کیا قصد اور اگر باوجود واسطہ عرف مذکور یہ جواب ہے تو قبل اس کے کہ آپ اس عرض پر  
رد و قد کر دیں آپ کو اعتراض مناسب عقائد کچھ جواب ضرور

آپ فرماتے ہیں کہ جہور کی مخالفت کی یہ بات کوئی اور نہ ہو سکتا تھا تو جہاں آپ  
کے کہنے کی یہ بات نہ تھی اگر فقط سننے معانی کا گمان مخالفت جہور ہے تو میں کیا مقام  
مفسرین کی جانب یہ الزام عائد ہو گا یا کون مفسر ہے جس نے کوئی نہ کوئی تنہا بات نہیں  
کہی اور کوئی نہ کوئی کہنے نہیں سکتا۔ اور اگر مخالفت جہور اس کا نام ہے کہ سناتے جہور باطل  
اور غلط اور غیر صحیح اختلاف بھی جائیں تو آپ ہی فرمائیں تاخر زمانی اور خاتمیت موعود  
کو میں نے کب باطل کیا اور کہاں باطل کیا۔

مولانا نے سننے کے وہی متنے کے جواب غفلت سے منقول ہیں ابلی زبان میں خبر  
کیونکہ تقدم و تاخر مثل حیوان انواع مختلفہ پر بطور حقیقت بولا جاتا ہے یہ تقدم و تاخر فقط تقدم  
و تاخر زمانی ہی میں منحصر ہوتا تو پھر در صورت اللہ خاتمیت ذاتی و مروجی الہیہ کو تحریف معنوی ہو  
جائے پھر اس کا آپ تفسیر بالاسے کہتے تو جہاں تھا۔

حقائق انقیاس نہیں کے معنوں میں میں نے تعریف نہیں کیا تفسیر خاتمیت مروجی کٹے

کلام اللہ و حدیث میں سے متعدد شواہد نقل کئے اس صورت میں اگر آپ کو کہنا تھا تو تفسیر  
بالتقرآن اور تفسیر بالحدیث کہنا تھا تفسیر بالاسے۔ فرمایا تھا اور اگر آپ کے نزدیک تفسیر  
بالتقرآن میں منکر تفسیر بالاسے ہے تو آپ کوئی تعریف تفسیر اعلیٰ بیان فرمائیے:

مولانا خاتمیت زمانی میں نے تو جو میرا دوتا سید کی ہے تعلیق نہیں کی مگر آپ  
گوشتہ عنایت و قہر سے دیکھتے ہی نہیں تو میں کیا کروں اخبار اعلیٰ کتب اخبار باطل  
نہیں ہوتا بلکہ اس کا معنی اور مؤید ہو ہے اور میں نے فقط خاتمیت زمانی اگر بیان کی تھی  
تو میں نے اسکی علت یعنی خاتمیت مروجی کو ذکر اور شروع و اختتام مروجی میں افشاء و خاتمیت مروجی  
کا بہ نسبت خاتمیت زمانی ذکر کر دیا یہ تو اس صورت میں ہے کہ خاتم سے خاتم المراتب ہی  
مراہم ہے اور اگر خاتم کو مطلق رکھتے تو پھر خاتمیت مروجی اور خاتمیت زمانی اور خاتمیت  
مکملاتی تینوں اس سے اسی طرح ثابت ہوتا میرے جسے میں طرح آیت ۱۔

انشاء الخضر علیہ السلام انصب و الا زلام رجس من حمل الشیطان

میں ملاحظہ فرمائیے سے نجاست معنوی اور نجاست ظاہری دونوں ثابت ہوئی ہیں اور اس  
ایک مفہوم کا انواع مختلفہ پر محمول ہونا ظاہر ہو تا ہے کہ ہر سب کے فقر نہیں العین نجاست  
ظاہر ہے اور مبرا اور انصاب اور الزام اگر نجس ہیں تو ان کی نجاست ظاہری نجاست نہیں۔  
بالجملہ جیسے اخبار قیام زید و عمر و مخالفت و معارض قیام زید نہیں بلکہ مع شئی زاپا اسکی  
تصدیق ہے ایسے ہی اس صورت میں میری تفسیر مع شئی زاپا مصدق تفسیر مفسران گذشتہ  
جو کی نہ مخالفت اور معارض۔

اور اگر عرض آخر مخالفت جہور ہے تو تمام بطون آیات ظہور آیات کے معارض ہونا  
گے اور حدیث لکھنا آیۃ ظہور و بطون ایک انشاء غلط ہو گا رہا یہ ارشاد و مطلب بھی

ثابت نہ ہو فقط آپ اپنے اعتراضوں کے جوابات یہ ارشاد فرماتے ہیں میرے جوابوں کو دیکھ کر ان دانشمندیوں پر ہرگز دفرمانیں گے ہیں اگر خدا کو ارستہ آپ سامنے صلیح علیہ السلام علیہ السلام اگر تعصب برائے تو پھر میرے جواب دینا محض غرور آپ کے اعتراض سب بکا ہو جائیں گے۔

### معد و تاج

### آبادی طبقات کی نئی تقسیم

تحقیق صاحب انسان کا مل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی طبقہ میں طبقات سا فل سے انسان کا نشان نہیں وہ دیکھتے ہیں کہ دوسرے طبقہ میں وہیں جن آبادی تیسرے میں شریکین جن ہوتے ہیں شیعین یا پنجویں میں عماریت پختے میں مردہ سائیں میں عماریت و عمارت نمونہ غلاب جہنم۔

### جواب

### آبادی طبقات زمین تحقیق عجیب

مولانا اگر تحقیق صاحب انسان کا مل سے مرتبہ کیفیت آبادی طبقات معلوم ہو تو فی الحضور معلوم ہوتی ہے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تحقیق سے وہ کیفیت معلوم ہوتی ہے جو ارشاد کر میں مسطور ہے۔

پھر ارشاد کر کہ محمد بن ابی القاسم صحیح الاسناد کہتے ہیں اور صحیح الاسناد ہونا کسی حدیث کا بعد اس کے کہ کسی حدیث قوی کی یا کسی جلی کے معارض نہ ہو بلکہ اصولی قطعہ کسی مؤید ہوں موجب صحت من ہوتا ہے سو مخالفت تو معلوم ہی ہو چکی رہی ہوائتہ تفسیر آیت:

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ مَسْجِدَ سُلَيْمَانَ ذَمِّنَ الْأَرْضِ وَبَنَى الْبَيْتَ الْحَرَامَ  
کو جو رسالہ اختصار میں مرقوم ہے بنظر انصاف دیکھتے اور پھر فرماتے ہیں کہ نہیں۔

لیکن جیسے اس حدیث کی تصحیح محدثین سے منقول نہیں پھر ایسا ہر حسب مرقوم جناب مخالف اثر ہونا اور پھر ان کی تصحیح محدثین سے منقول نہیں پھر ایسا ہر حسب مرقوم جناب مخالف اثر مذکور ہو بالیقین اس سے قوی آپ ہی انصاف سے فرمائیں کہ بعد اس مخالفت کے قول صاحب انسان کا مل قابل قبول رہا یا نہ رہا۔

دوسرے آپ دوسرے کو یہ کہتے ہیں کہ کسی طبقہ میں طبقات سا فل میں سے انسان کا نشان نہیں اور پھر ذیل ایسی ہمیش کرتے ہیں کہ میں سے اور انوار کا طبقات سا فل میں موجود معلوم ہوتا ہے انسان کی نفی نہیں سمجھتی در نہ یہی ثابت ہے تو۔

أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيُهْلِكُ الْحَرْثَ وَالنَّاسَ فِيهَا  
ثم ادركنا فيها اولئذنا كنتم الاوص من يفسد  
ومعدا فيها السحق ما ركننا فيها اولئذنا كنتم الاوص من يفسد  
وغير ذلک سب اس بات پر دلالت کریں گی کہ زمین میں سوا اپنی آدم اور کوئی ذوق نہیں اور جو کچھ بالبابہ اور انوار خارج از حد شمار اس زمین میں موجود ہیں تو لغو و باطلہ کذب کلام ربانی لازم آئے گا۔

مولانا آپ نے انسان کا مل میں یہ بھی دیکھا ہو گا کہ اس زمین کی نسبت کیا لکھا ہے مولانا وہ کی بات ہے کہ احادیث اور اقوال بزرگان دین باہم موافق رہیں آپ کی توجہ کاوش تھامیں ہی میں کیوں معروض ہے

اسلئے اذہ و ذات ہے جس نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اور ان کی کلاں زمینیں بھی۔

اسلئے کہ زمین میں بنو تھانے کو جو اس کو خاں و باکریں اور غنوں پر لائیں۔

اسلئے پھر مرنے والوں کو جو کھڑے اس زمین کے مشرق و مغرب کا درخت بنادیا بھیجے مرنے والوں کی بنائے۔

ملکوں میں لوگوں کے بعد زمین میں باکریں۔

## حد و عاشر

### نظر خاتم بالفعل کا الزام!

خاتمت زمانی بخاکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بمعین علیہ علما دامت ہے جسکی ضرورت سے قائم کہتا ہے کہ یہ خاتمت، یوں بن سکتی ہے کہ ان چھ طبقہ والوں کو سابق خاتم مطلق ہے سمجھا جائے مگر یہ دبا کر لے لے بھیجنا چاہئے تاکہ اسکا کوئی نظیر یا متدرج نہ جائے کہ غلطیہ کے دعوے کی گنجائش بھی ہو سکے کہ اگر کوئی حالت اجتماع پر کھڑا نہ ہو تو کہوے کہ چھ اور بعد کو موجود ہو گئے ہیں اثر ابن عباسؓ سے ثابت اور تاسم کا عالم اس سے مثبت۔

## جواب

### اعتقاد اجماع کے لئے ایک ضروری شرط!

مولینا! معلوم نہیں یہ اعتراض ہے یا عتاب ہے اعتراض کی تو کوئی بات اس میں سے ذہنی اگر نکلا تو غیظ و غضب بن نکلا مولینا! خاتمت زمانی اپنا دین ایمان ہے ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ عداوتیں سوا اگر ایسی باتیں جائز ہوں تو ہمارے مذہب میں بھی زبان ہے اس تہمت کے جواب میں ہم آپ پر اور آپ کے اہل سنت پر ہزار تہمتیں لگا سکتے ہیں اور تہمتوں کا کیا ذکر ہے اگر ہم یوں کہیں کہ آپ کے کام سے ہونے انکار افضلیت آتی ہے تو ہر دسے انصاف غلط نہیں مگر کیا کیجئے آیت بد لہن نسط الی بدیدہ

یاد ہے۔

مولینا! کچھ انصاف بھی چاہیئے اگر کوئی شخص یہ بوجہ بیٹے کا اعتقاد و ایمان کے لئے

اعتقاد برہانہ یا بعد خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہے مگر اجماع سے اس اعتقاد کا بطلان ہو جائے مگر اعتقاد مذکور بعد تین وجود بخاکرم ہے سوا اس زمین میں تو وجود آدم و بنی آدم مسلم پر اور ہر مینوں میں تو بنی آدم کا ہونا ہی مسلم نہیں جو ان کی نسبت بھی آپ کی خاتمت زمانی پر اجماع ہو یا تو ایسے شخص کے جواب میں ہم تو یہی کہہ سکتے ہیں کہ وجود وقوع ان طبقات ساغر میں احوادث سے ثابت ہے وقت اجماع اہل اجماع کے تمام طبقات کے وقوع انسانی پر نظر تفریق پر آپ کیا جواب دیں گے۔

آپ تو فرماتے ہیں کہ طبقات ساغر میں ان کا نشان نہیں اس صورت میں کچھ اس کے اور کیا کہئے مگر اگر افراد مقدرة الوقوع کی نسبت بھی آپ کی خاتمت پر اجماع منقذ ہو گیا ہے لیکن آپ عنایت فرما کر اس کتاب کو ہمیں بھی تو دکھلائیں جس میں افراد مقدرة الوقوع اور انواع انسانی مقدرة الوقوع کا بھی ذکر ہے۔

مولینا! کچھ تو خیال فرمائیے در صورت ارادہ تاخر زمانی جلد خاتم النبیین نقیض خارج ہو دیگا و مقدرة اس لئے کہ چند افراد مقدرة وہ افراد بھی ہیں جو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔

### نوکان بعدی بنی لکان غفر

علیٰ بن اقصیا حضرت ابراہیمؑ فرزند ولید سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھلائی تم کلام خدا ہے پھر معلوم نہیں افراد کی نسبت تاخر زمانی کیوں کہہ سکتے گے اور اہل اجماع نے کیا کہہ کر اجماع کیا اور لے لے بھی جانے دیجئے آپ خاتمت مرتجی کو مانتے ہی نہیں

خاتمت زمانی ہی کو آپ متبرک فرماتے ہیں مگر اگرچہ اس میں درود و انکار افضلیت تاخر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لازم آتا ہے لیکن خاتمت زمانی کو بھی آپ تسلیم نہیں کرتے جتنا ہم نے خاتمت مرتجی کو نام کر دیا تھا۔

## حجیت اجماع حجیت قرآن سے کم ہے

وجہ اسکی یہ ہے کہ حجیت اجماع بہر حال حجیت قرآن شریف سے کم ہے اس لئے قرآن شریف کا عام اجماع کے عام سے اثبات عموم میں زیادہ نہ ہوگا تو کم بھی نہ ہوگا۔ قرآن شریف میں موجود ہے :-

الَّذِينَ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا لَأْتِي النَّاسِ قُضُوعُ الشُّكُوفِ فَاصْطَوْهُمْ

اور ظاہر ہے کہ بیان تمام نوع انسانی مراد نہیں، اولو معدود مراد ہیں سو اگر یہاں یہ غرض ہے کہ قرینہ خارجیہ مخصوص ہے تو وہاں بھی قرینہ غائیہ مخصوص ہے۔

غرض حاجیت زمانی ہے یہ ہے کہ دین عمومی بعد ظهور منہوش ذہن معلوم نبوت اپنی ابتداء کو پہنچے جائیں کسی اور بڑے کے دین یا علم کی طرف پھر نبی آدم کو یہ اعتقاد پائی ذہبے سلفا ہر جگہ یا احتمال اگر ہے تو جب یہی ہے جب کہ ابتداء مفرغ الامور بعد زمان عمومی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پائی زمان عمومی صلی اللہ علیہ وسلم اس زمین میں پیدا ہوں کیونکہ ان کی گنجائش ہے اور اگر فرض کر کے کہ دین میں کوئی اور نبی معاصر قائم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو یا بعد زمان قائم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں تو ذراں تک کہ کسی کوئی بشر دراصل کے باشندوں کو اس کے انبیا کی گنجائش پھر کہے کے لئے ان کی نسبت آپ کو بعد میں پیدا کیجئے کہ کہے کے لئے اس پر اجماع مستعد کیجئے ہاں قطع تعرض مذکور کے اگر محض تاخر زمانی اذات موجب افضلیت ہو، تو البتہ ایک بات بھی مگر آپ ہی نہیں بلکہ اور سب جیسے ہیں کہ محض تاخر زمانی موجبات افضلیت میں سے نہیں

لے لوگ جو لوگوں نے کہا کہ ان کو یہ حد کے لئے میں جو گئے ہیں تم ان سے قود

اگر نبی بھی تو اقلیت ہوتی مولیٰ! ہماری عرض کے جن کرنے میں ساری باتیں شک لے گئے جاتی ہیں اور آپ کے ظہر پر ایک مدعا بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

میرے عرض خاص کہنے سے کہ حاجیت زمانی یوں ہی ہو سکتی ہے کہ ان چھ طبقہ دانوں کو سابق قائم مطلق سے خاتم مطلق سے سمجھا جائے ان لوگوں کا اسکا متناہو حاجیت زمانی مراد میں اور پھر اثر ذکر کو خلاف آیتہ بھیجیں ظاہر ہے کہ موازنہ بعض فقرہ عزت گذشتہ نبی کینیک بھی مثل جلد آدم کا، حکم بیان واقعہ گذشتہ ہو سکتا ہے پھر اس اثر کا معارض خاتم المرسلین کیا کیونکر کر رہا ہے۔

## گذر اش احوال واقعی

الغرض بطور جواب یہ احتمال بنانا عا بطور اہل اعتقاد یہ گذر اش واقعی ہر آپ کہنے میں یوں کیوں نہ کہا کہ ایسا کیجنا چاہیے ایسے اعتقاد کا حال تو اہل تہذیب میں عرض کر چکا خاص میں سے تقریر زمانی کی موازنہ حاجیت زمانی علی الاطلاق منہول دولت خلافتی مطلق قائم ہو جائے گی یا نہیں ہر گرجہ سے اس باب میں تقصیر ہوتی تو میں بلا وجہ اس کو کہتا ہوں ہر آپ سے جو بوجہ انکار توسط عرض عمومی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا بعد زمان ان افضلیت ہر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لازم آیا اسکی کافی جو بوجہ اور اعتراضات عقلی سابق ممکن ہی نہیں۔

مولیٰ! افضلیت کے دعوے کی تو آپ یونہی بہت لگاتے ہیں تاہم بڑا نہیں لٹتے یہ امکان فطری کہ بات مسلم کہیں آپ نے یہ خیال نہ فرمایا کہ حاجیت زمانی سے امکان بڑا ہر ایک بات سے جاتا رہے گا جو میں جزا نہ کہتا اور یوں ہی احتمال نکال کر ڈال جاتا۔

مولیٰ! ہمارے واقعی ایسے فروغ نہیں اور نہ ہم اپنے دعویٰ میں ایسے حیران ہوجاتی

مثل مشہور الغزین یعلق بكل عیش آپ کی طرح ایسی نئی دلیس بیان کرتے اور ایسی باتوں سے سہارا لیتے امکان فطرت مولیٰ ایسے دلائل سے کہ آپ تنہا تو کیا مگر تمام گروہ و عین استماع میں کہتے ہوں تو انشاء اللہ تعالیٰ عیش نہ آئے اگرچہ صحابہ اپنا مشیہ بننا تو آپ سے اول اسی مسئلے میں بیٹھے پر کیا کیجئے اپنی کم گوئی اور کم گوئی اور ان کی جرات کا اعث ہو گیا پر ان یقین اور ان کی جایت کا سبب و بنا آپ کی سلامت طبع اور فصاحت کا کسی تدریس سے نہ معتقد ہوں موافق ابن الفکیہ یہ گندار شمس ہے کہ مولیٰ عقیدہ کی بات ہے خدا تعالیٰ کی قدرت کو نہایت استعمال ذاتی پر دنگائی زیادہ کی عرض کروں آپ کے عشق کا طرہ کا فقدان تو خدا ہر جو بھی گیا ہر کسے کے لئے کلمہ گھاسیے ہر گز تاراش مناسب وقت ہے کہ کامل قریہ اعراض ہیں جو سراسر ناقص ہیں ناقص کہتے ناقص ہوں گے۔

واللہ اعلم بالصواب

## حصہ دوم مکتوبات مکتوب اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از فقیر محمد عبدالعزیز مضافہ

بخدمت شیخ العدم والکرام بن العلماء خاتم جناب مولوی محمد قاسم صاحب دامت باریت السلام علیکم اعلیٰ من اتبع الذی لمن لدیکم

آپ نے جو رسالہ تخریرات اس من انکار اثر ابن عباس تحریر فرمایا ہے اس مرحلہ میں نظر فقیر سے گذرنا تو اس پر بہت ثبات و تہذرات وارد بر ذہن ناقص ہوئے کچھ کا جواب تو آپ کے جواب سے جو مولوی محمد علی صاحب نزہل دہلی کے سولات کا مشابہ گیا مگر اکثر باقی رہ گئے اس واسطے استفادہ ضرور ہوا امید کہ جواب سے شرف فرمایا جائے

خاتم کلمی موصوف بالذات پر اعتراضات

اول۔ یہ کہ خاتم کے معنی موصوف بالذات جو آیت خاتم النبیین میں آپ کے نزدیک راجح ہیں اور بعضی آخر النبیین پر مبنی ہے لایعنی خاتم النبیین جو مطلقاً خاتم النبیین نہیں ہے بلکہ بعضی پر مبنی ہے یہاں متنع بالذات بالانفیر اسکی تصریح اس رسالہ میں نہیں اگرچہ آنا تو مجرب ہے کہ

عجب خاتم کے یہ معنی مفسر سے قوسا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور کسی کو لفظ مقصور بالخلق میں سے مائل فرمائی کہ خاتم علیہ و آلہ وسلم نہیں کہہ سکتے۔

نہاں مولانا مولوی محمد تقی صاحب دہلی نے کہہ دیا کہ خاتم کلمی کا لفظ عربی ہے نہ کہ



اس سے معلوم ہوتا ہے کہ متفق ہے کہ تعیین حالات یا بالغیہ کے نہیں اور جو مشق اختیار کریں اس کے معنی مراد کسی کی تصریح فرمادیں تاکہ حاجت استفسار کی ضرورت نہ پڑے اور فی العروض اور موصوفات الثبات غیر مکتب من الغیر کا سالہ نہ ہو کہ آپ نے صفحہ فحوی مراد لے اور ہر اصطلاح اول علم کے خیال میں رہتے آپ نے من الغیر سے مراد من المخلوق رکھی ہم بقرینہ تشبیہ من واجب الوجود کے اس واسطے اصطلاح خاص پر مطلع کرنا ضروری ہے

**دوسرے** — یہ کہ خاقانیت سید الاولین والاخرین مسئلہ اولیٰ ثبات علیہ واکو سلم کی تو ایت مختصراً المتدینین سے عبارت انفس ثابت ہے اور منہ فیض جیسے انبیاء سابقین ولا متحقین ہونا آیت اذا اخذنا منہم ایمانہم اور حدیث علت علم الاولین والاخرین سے آپ کے نزدیک اولاد یا شاذہ بھی کیا جاتا ہے بقدر تفسیر اس مجموعہ سے یہ حاصل ہوا کہ حضرت خاتم النبیین خاتم نبیین جمع فیض انبیا علیہم السلام ہیں ولا متحقین کے ہیں جو مدلول اولین والاخرین کو ہے جیسے کہ خاتم یعنی آخر اولاد کے بھی ہیں۔ جو مدلول مطالبی خاتم النبیین کا اور آپ کے نزدیک مروج ہے اور آپ کا قول ہے کہ اس معنی میں کسی کو حضرت م کا حائل نہیں کر سکتے۔

پس صاف ظاہر ہے کہ حائل مطلق جو مدلول اثر ابن عباسی ہے مخالف مدلول ایت خاتم النبیین مآذی اللہ تعالیٰ علیہ واکو سلم کی ہے پس سوائے مبتدع کے کسی مسلمان کو کلمات ہے کہ کسی نبی کو حائل خاتم مطلق صلی اللہ علیہ واکو سلم کا کہے اور انبیا رحمانی میں جو آپ خاقانیت ثابت کرتے ہیں۔

اول ثبات نبیہ — ہو سکتے اس لئے کہ مشلین کی صحت اطلاق کے واسطے مانع فی الحدود ولی التبا بعد فی الامارۃ ولی نزول الامور پیشین کا ہے نہ حاجت ثبات انبیا

کا بھی نہیں چر جائے کہ خاتم ہوں اس واسطے اگر اسانوں میں انبیا اور خاتم ہوتے تو زینوں میں بھی ثابت ہوتے جب کہ نبیوں میں نہیں۔

ثانیاً اگر خاقانیت اصناف ثابت بھی ہو تو مستلزم نہ فیما نہیں ہو گا کہ فیض اور عائشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واکو سلم کو متفق کہتے ہیں وہ عائشہ فی الخاقانیت المطلقہ مراد بیٹے ہیں ان کے مقابلہ میں صرف یہ نام کی خاقانیت اور نبیین میں ثابت کہ کیا نفع و نفا ہے بجز اسکے کہ مدعیان مائتہ و اسکان فیض مطلق فیض جو لے دسائیں کہ ہمارے مولانا صاحب نے چھ خاتم عائشہ اور فیض ثابت کر دیئے حکم کی کہ الغرض یہ تعلق بیکل جنبش اگرچہ دل میں تو سمجھیں گے کہ فیض کو خاتم ہونا بھی ایسا ثابت نہیں ہوا اگر خاقانیت ہے سر لٹانے کو جگر توئی آنسو پوچھ گئے اگرچہ غریبی تو اس میں بھی کہ شلین بھی کلام الہی تھا اپنی اطلاق پر رہتا اور مانع مطلق ثابت ہو جاتی کر کیا کیجئے شاید مولوی صاحب کثیر خاصین سے فرماتے ہیں۔

**تیسرے** — یہ کہ خاتم یعنی آخر انبیاء مطلقاً جمع علیہ امت ہے اور آپ کے نزدیک بھی اس پر اجماع معتقد ہو گیا ہے۔ اور حدیث ناجی بعدی میں کا متواتر المعنی ہونا مسلم آپ کا بھی ہے اس کی توثیق ہے پھر طلاق حدیث اور اجماع کے اور آیت خاتم النبیین کے خاتم کے معنی ایسے کہ جس سے چھ نبی خاتم کا بزرگ و بزرگ و دو کا خاتم کا بعد خاتم مطلق کے ہونا چاہتا ہو جائے بلکہ بہتر ہو گا کہ فیض بڑھ جائے۔

کیا اس کو ابتداء نہیں کہے کیا الیا شخص پورا سنی رہا ہے کیا اس کو تفسیر بالرائے نہیں کہتے۔

نحوذ باللہ من شسور و الفساد ومن سیتات افعالنا

من مہد اللہ فلا مضل لہ ومن یضل اللہ ولا ہادی لہ

چوتھے — یہ کہ ارشاد میں مبسوطی کا مضمون موجب مخالفت اطلاق عموم  
آیت وقام البیتین یعنی المسلم والعربی علیہ ہر طرح ہے جیسا گذرا پس منقطع بفتح  
معنوی پر گویا معنی ہوتا ہے اجماع و عمل نہیں لفظ اس کی حدیث  
لا صلہ ولا خلافتہ انکتاب

ہے کہ باوجود صحت کے معمول بہ معنی ان نہیں بسبب مخالفت عموم  
قاضی امام تیسویں القرآن

کے بالفعل ان ہی مسلمات پر کفایت کی اور دلائل موصوفیت بلاوات و بالعرض  
ہر جو شبہات وارد ہوئے ہیں ان سے بسبب عدم انصرافی کے اعراض کی بعد انصراف  
عرض کر دیں گا انشاء اللہ العزیز۔

## جواب کتب اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کترین غلطی کا ذکر کر محمد عام غفرلہ ذلہ و ستر عجب جامع کلمات پری  
و باطنی مولانا محمد العزیز صاحب دام ظلہ کی خدمت سرا پا برکت و افادہ من بعد سلام و  
نیاز کے عرض پرداز ہے۔

عذر تقصیر

کچھ اور باتیں دن بڑے آپ کے عذروت عشرہ مولوی فخر الحسن صاحب کی  
معرفت انیسہ میں میسے پاس پہنچنے جی میں آیا کہ جواب لکھے مگر اول تو اپنی  
دینی چیز سے مانع تھوڑے گاہ و بیکہ و احباب و اقارب کا اتفاقاً یا کسی بزرگ کا  
اشہد ہوا تو بناچار بہت سوچ تاب کیا کہ اپنی تفتیش اوقات کسے دہرا لے آپ  
میں غلطی تھوڑی باعث تھوڑی نہیں ہوتا دیکھئے ایک عرصے سے یہ جوید ان کچھ ایسا  
بہیمان ہے کہ دل ٹھکانے نہیں مگر کافی کا یہ عالم ہے کہ دن کیس رات کہیں۔

مذہبات عشرہ کے پہنچنے کے بعد چند دینی سولھویں دن کلبہ احزان میں لڑتے  
ایا تو ایک روز تو بعض پہلوؤں کی عادات و عادات میں گزری تیسرے دن بعد ظہر  
دریغاً تو شام کی کچھ دیوبند کی سوچی بیدار اگر پرسوں اوقات مختلفہ میں بیٹھا تھوڑے  
تھوڑے کھانے کی عادت جو کل آپ کا دانا نامہ میرے افتخار کا باعث ہوا مگر کھانے کو دیکھا  
۱۰۰ جی فورا اعتزازات ہی تھا وحشت سابقہ فرو ہوئے نہ پانی تھی کہ ایک اور سامان  
دن ٹھکی کھڑا ہو گیا۔

۱۔ فاتحہ کتاب یعنی سورہ فاتحہ کے پڑھنا نہیں ہوتا۔  
۲۔ قرآن میں سے جو کچھ ہے آسمان پر پڑھو۔

جی میں کہتا ہوں کہ یہ اب کون سی تعمیر تھی

جہاں کے بدلے درست تیرکد جہاں بیٹے گئے

بھٹ و سہارنہ کا نام ہی سنا کرتے تھے یہ خبر نہ تھی کس کو کہتے ہیں تیرکد اس کی بدولت یہ دن بھی دیکھ لیتے۔

مولینا امیر کی کیفیت حال شاید آپ نے سنی ہو توئی لکھنا تو کجا میر دوست غلط کرنے کا بھی اتفاق نہیں ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مسائل فقہیہ سے مس نہیں فرائض سے واقف نہیں ان اصحاب و اراکب کے خطوط کا جواب لکھ دیا کرتا ہوں۔

### تخذیر الناس کی تالیف!

مولوی محمد امین صاحب میرے بڑے بھائی ہوئے ہیں در بارہ تعارض اثر معلوم و جملہ خاتم النبیین مجھ سے استفادہ فرمایا ان کے ارشاد کے جواب میں پہلو چوبی ذکر سکا ہوا ہائی الغیر ضحا کہہ بھیجا انہوں نے اس کا نام بھیج دیا اور صحاب بھی دیا جس پر میرے نام بھی لگا دیا اخیر اس وقت تک قواس نیازندہ کو فریقین سے امید و توقع ہی تھی شیتا ن اثر کے تو اسلوب چھپے یعنی اثر ذکر بندہ گزرا کر نے تسلیم کر لیا اگرچہ دعویٰ مسادات کا کشش امثال کو باطل کر کے اسکی جگہ فقط و تعاقب نقشر کمالات اختیار کیا اور مسکوران اثر سے انکار مسادات کا میں مسلوبہ بلکہ وہ انفعلیت ثابت کیا کہ بعد نصائے تعالیٰ اور کسی کو ثابت ہی نہیں اہل اگر اندیشہ تھا قواس کا اندیشہ متاکر اس تفسیر کو تفسیر بالاسم سمجھیں گے اسکی قدر بعض اور مقامات پر گول کے کھینکے کا اندیشہ تھا میں سے مخالفت مقصود در سلاقت و اندیشہ قبل ازاں اس نے تفسیر بالاسم کی تفسیر بھی آخر تذخیر میں لکھ دی اپنی اور چہات مقدمہ کے لئے مواقع شبہات کے اس پاس ابھی قیود لگ دیں ہیں کو اہل نہم دیکھیں تو مسائل نہ ہوں۔

گھر میں پردے پر غر آشکار خدا کی پناہ یہ ناکارہ تو سب چمک پر بھول گیا اٹھ اڑا گئے میں آگئی احسان کے بدلے الزام نقصان لگانے لگے مولینا! جانے انصاف ہے میرے کون سے مقدمہ مسئلہ کو توڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں میری تحریر سے کیا نقصان آگیا ہاں اثبات انفعلیت کا وہ جہوں تو آپ ہی فرمائیں کیا بصورت ہوگا مصرت میں الزام ان کو دیتا تھا تصور اپنا نکل آیا

### ایک ور و مندرانہ گذارش!

اپنے زمرہ میں سے تو آپ کسی کو بتائیں کہ یہ انفعلیت اس نے ثابت کی کہ ہاں بے وجہ کا شور و دعوئے انفعلیت اگر دعویٰ مدلل سے بڑھ سکتا ہے تو البتہ وہ گوگ جہن کو خدا کی خدائی سے مطلب ذات کی قدرت پر کچھ نظر اگر ہے تو دعویٰ مستنہاج فیض دعویٰ محض اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وحد زبان ہے، تو حید خداوندی کو مشوغ کر کے قیودی دعویٰ پر ایمان ہے، بالیقین ہم سے بڑھی ہوئی ہیں مگر اہل انصاف اور فہم کے نزدیک یہ بڑھ جانا اگر ہے تو اسی قبیل کا ہے جس طرح نصاریٰ محبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اہل اسلام سے بڑھے ہوئے ہیں خدا جانتا ہے کہ میں کسی کی کلیئر نہیں کرتا مگر اہل اس بات میں تمہیل منظر ہے کہ وہاں جیسے دعویٰ بے دلیل اور پھر شوافع قواس پر مستلزم قرین سبوح و قدوس ایسے ہی یہاں بھی دعویٰ انفعلیت اور دعویٰ مستنہاج فیض دعویٰ بے دلیل اور پھر شوافع قواس پر موجب قیود خدا کی محبت اخوت ایمانی کا یہ تقاضا ہے کہ آپ سے اس مسئلہ میں اتنا ہی غور کریں جب

اس عقیدہ کی خرابی پر نظر پڑتی ہے جسے اختیار کرنا چاہیے، ہر مردان اسلام کے خصائص دین و ایمان پر دل ٹوٹ جاتا ہے مگر اپنا سامنے کر دے جانا ہوں بھی میں بہت ہوں کن سنا ہے کسی کو سنائے کبھی خیر خواہی کروں گا وہی کاٹ کمانے کو دودھ لگا۔ خیر خواہی کی بیخ مباحثہ سرحد پار پڑے گا تا چار چپ ہو رہتا ہوں۔

اگر آپ کے انصاف پرستی کا سننے سنائے معتقد ہوں اور نیز خدایت نامہ سامی میں یہ بات دیکھ کر حجابات سوالات مولوی محمد علی صاحب کو دیکھ کر معجزہ پیدا رنج ہو گئے یہ ظاہر آپ کے انصاف کا اور بھی دیوانہ بن گیا اسٹے بکمال عجز و نیاز یہ لگنا رشتہ ہے آپ اس کو عند اللہ پھر پھر چھڑا دیجیے جس قدر دل سے یہ عرض کرتا ہوں خدا تعالیٰ کا مدد ہے۔

وَ اَلَّذِيْنَ جَاهَدُوْا اِنَّا لَنَنْصُرُهُمْ وَنُغْنِيْنَهُمْ سُلٰتٰنًا

آپ اسی مطلق سے کمال انصاف، عالمائے کرام دربارہ امکان و استحسان غفر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نیز دربارہ اخرا بن عیاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو کچھ حق ہو مجھ پر واضح ہو جائے اور نیز اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے عہد کریں کہ بعد و خروج انشاء اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن میں حق ہی کو اختیار کریں گا اور اپنے زمرہ کے ملازمین سے نہ ڈروں گا اظہار حق میں دینے نہ کروں گا۔

اگر آپ کمال انصاف و خدا تعالیٰ سے استیجاب کریں گے تو میں امید تو ہی رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اور آپ متفق ہو جائیں گے اور میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کروں گا آپ دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو حفاظت سے بچائے اور راہ راست رکھائے قطع نظر حصول مطلوب سے اس صورت میں یہ بڑا نفع ہے کہ میرے آپ کے اوقات عزت نہ بزرگ بھلی ہو میں مدد دیکھتے ہیں بہانہ کئے پنے راستے کھلی دیتے ہیں۔

نہ ہوں گے اتفاق جو عہدہ مقاصد دین میں سے ہے نصیب ہو جائے گا نہ سحر برکات اس بہت فراغ ہے۔

## یہ کیسی دوستی ہے؟

باوجود دیگر میں نے کوئی بات موجب حق وین شان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کی تھی، کبھی تھی تو وہ بات کبھی تھی کہ وہ بارہ اثبات افضلیت کسی ایک دو میں نے کبھی ہوگی جس پر بنا دودھ دینے پر لڑائی تھی ہے کہ ساری حق انسانیاں جھگڑا مان چھوڑنا چاہیں، اگر کیا خدا خواستہ اگر کوئی کلمہ جو ہم تو بن بھی میرے منہ سے نکل جاتا تو خدا جانے کیا حال بناتے میں نے غلط کیا تو بن واسے ان کی سرور ہو بیٹھے انطیسر والوں کی جان کو بن گئی۔

مجھ کو اس وقت ایک حکایت یاد آئی کسی امیر عاقل کے کچھ ایسے ہی نہیں ملے تھے فطرتی تھے اس میں کچھ نام کے ساتھ بیمار تو نہ کھسا اور کھگئے دوسرے فطرتی جو اتفاق سے آئے تو انہی نے زنا کے لئے اس فطرتی کی بغلی نکال کر دے وہ امیر فطرتی آؤں پر بہت غصا ہوئے تو وہ فطرتی کہ کتاب ہے جناب عالی کرتی توبہ عرض تقسیم آپ کو کہہ کر بڑی سے "سے کھسکے یہ فطرتی چاہتا ہے کہ آپ کی قدر گھٹ جائے بڑی سے "کی جا ہوئی ہے "کھسکے جانے امیر صاحب کو یہ جواب پرستہ آیا اور فطرتی بھی کی نکلا دیا۔

سوا اس زمانہ کی قدر شناسا کہ اس قسم کی نظر آتی ہے، جسے موجب افضلیت تو کچھ ایسے برے لگتے ہیں کہ اعتراض پر اعتراض چلائے ہیں اور فطرتی کو کہ موجب افضلیت نہیں بلکہ آثار موجب افضلیت ہیں اور لازماً وجود موجب افضلیت میں سے ہیں ایسے مقبول، یہ مثال نقطہ بدو کی بدو گئی معنی میں اور قبول کسر اور عدم قبول افضلیت کے پھیلنے کو چاہئے مثال نہیں ہو اس کو بظاہر تصرفات تو بن مفسرین کہہ کر قرار دے کر کوئی صاحب فہم خود کو

ان دونوں معنوں میں مجھ سے پوچھئے تو فرق ظہورِ باطن ہے یک طرفہ حدیث

لشکل ایتہ ظہور اولیٰ لبطنا

میرے سوا ظہورِ اولیٰ باطن میں اگرچہ اضافی نہیں ہوتا جتنا بجا اور بہادر میں ہے پر  
لا ریب خوبی اور عدم خوبی میں شریک ہیں مثل بجا و بری نہیں جو جبلتِ عباد کبار پر ولادت  
کریں، ان جہدِ استقامت میں معنی اول پر سب سے وجہ بہت کرنا البتہ اسی امیر کا سا بھلا  
کو تسلیم کر لینا اور بہادر کو رو کر ہے۔

### خاصیت میں کل الوجہ کا ثبوت

مولانا! معنی مقبول تمام اولادِ قائم کو اگرچہ معنی منتہیٰ حق کے ساتھ وہاں ثابت  
افضلیت کو نسبت ہے نہ کچھ مناسبت کو کہ نہ خزانہ افضلیت کے لئے موضوع  
نہیں افضلیت کو مستلزم نہیں افضلیت سے اس کو جزا تو خود کو ملتا تو نہیں اگرچہ تو  
بہاؤ اور درجہ ہے لیکن معنی خدا احقر سے باطن نہیں ہوتے ہیں ثابت ہوتے ہیں اس  
صورت میں بمقامِ تقدس یا تقدس اگر ملتا تھا سات تقدس یا ابعدا معنی خدا احقر کو کہنے  
بلکہ اس سے بڑھ کر کہنے صغرِ ہنم کی سطحِ دوم سے لے کر صغرِ یازدہم کی سطحِ ہنم تک  
وہ تقریر کبھی ہے جس سے خاصیت زانی اور خاصیت مکانی اور خاصیت مرتبتی تینوں درجات  
مطابق ثابت ہو جائیں اور اسی تقریر کو اپنا مقام قرار دیا ہے، چنانچہ شروع تقریر سے  
سورہ پہلی صورت میں تو خزانہ افضلیت اور اولیٰ ثابت ہوتا ہے اور ولادتِ انسانی  
اگر بادۂ قوجہ الیٰ الطلوب مطابق ہے کسے ہو اگر ولادتِ نبوت اور اولیٰ نشین میں مولانا! اگر  
مولانا مطابق سے زیادہ ہوتا ہے اس لئے کہ کسی چیز کی خبر تحقیق اس کے برابر نہیں ہو سکتی  
کہ اس کی وجہ اور علت بھی بیان کی جائے اگر کسی شخص کو کسی عہدہ پر ممتاز فرمائیں تو اور اس عہدہ  
لئے جزایت کا ایک ناچر ہے اور ایک باطن

قبل ظہورِ وجہ تر جمیع بیگم غل چائیں گے اور بعد موضوع و بطاعت پر مجالِ رمزون باقی نہیں  
رہتی اور تو حضرات کا ٹکڑے فقط الخیال فی الارض غلیظہ

سنگسنگ کیا کیا کہ دیکھا حالاً کچھ یہ قول کسی ایسے دیسے سے نہ سنا تھا خداوندِ مہل سے  
سنا تھا اگر بعد ظہورِ وجہ تر جمیع۔

سبحانک الحمد لک الحمد لک الحمد لک انت العلیٰ العلیٰ العلیٰ

ہم کہے بھی خبر بات کہیں کی کہیں جا چکی۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ خاصیت زانی سے مجھ کو انکار نہیں بلکہ یوں کہنے منکروں کے  
تھے گناہ گشتِ انکار نہ چھوڑی افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں کا دیش  
اور نیسوں کی جزوت پر ایمان ہے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں  
سمجھتا ہوں وجہ ہے کہ ان کو در بادۂ نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستفید کہہ کر  
برائے تحقیق سب برابر ہو جاتے اور کسی کو کسی پر افضلیت نہ رہتی یا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کسی اور کو کہنا ہوتا۔

چنانچہ بعد ملاحظہ فرما کر میں جو در بادۂ وجہ ثابت افضلیت پر بات معذرات و عذر  
میں کھڑا ہوں۔ عقیدہ اللہ اللہ تعالیٰ بشر تو جوہر انصاف و سرشار ہے نہیں ہوا جائیگا  
پھر معلوم نہیں آپ کو اتنا رنج کیوں ہے اس بات میں کون عہدہ مسلم میرے قول  
سے باطن ہو گیا کہ سالارِ خدوین تھو کی میں پر گیا ان یوں کہنے میرے حکم کے عقیدہ افضلیت  
تھو کی مسئلہ اللہ علیہ وسلم درست و حکم ہو گیا مدعیان مساوات کلی کو جو پوسیدہ اور مسلمان  
دعویٰ تھا مجالِ محزون باقی نہیں رہی

لے میں میں غلیظہ نے دلا ہے۔  
تھو کی ہے میں غلیظہ کا بیڑ ہے جتنا تو نے سکھایا ہے قیداً تو جانے والا اور سکھتوں والا ہے۔



اور حضرت مسند علیہ الرحمۃ کی کفش پر داری کی بدولت کوئی شکانے کی بات کبھی سمجھیں  
آجاتی ہے۔

پر کیا کیجے گویم خشک و گرد گویہ مشکل ایسے اختلافات کے زائد میں میں میں ایک  
طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت بات سے جاتی ہے اور ایک طرف نہ کی  
اجوبہ کا یہ کہ سوا صحت کا اہم اور محدثین عظام کے نزدیک حضرت خاتم عالمی صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کی تکذیب تصور آتی ہے اگر ایسے فیصلہ کی دیکھتے تو دین میں رشتہ اہل دین کا نقصان  
اور اگر کچھ تو آپ سے حمایت فرمایوں سبب وہی اہل سنت نے کو تیار ہیں جس سے عوام  
اہل اسلام کے نزدیک بات کا اعتبار کیا ہو گیا اور ایک ذرا غلطیم کھڑا ہو گیا جس سے  
کفار و اہل بدعت کو بھینے کا موقع ملا اور آپس میں بھائے جہت ایمانی اور ادوات نفسانی  
اور غلط شیطان کھڑی ہو گئی بغیر کچھ ان کے اور کیا کچھ

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا يَصِفُوْنَ

اس لئے اس دلی آواز کو نہ تو حیرت و حجاب نامرغوب و محجوب محذورات سامی سمجھ لو  
خدا پر کد کرتے ہیں دنیا بامید تاخرتہم و انصاف اصل طبیعت انسانی ہے شاید وقت تعصب  
و سخن پروری نہ ہو اور حق منقول قبول ہو جائے یہ دعا مانگ کر یہ  
رَبَّنَا لَا تُؤْخَذْ فِتْنَةٌ بَيْنَنَا وَبَيْنَ رَحْمَتِكَ وَتَوَكَّلْ عَلَيْنَا لَا تُخْلِفْ لَنَا وَعْدًا  
وَأَتَّقِ اللَّهَ الْوَهَّابَ

بنام خدا خواجہ محذورات مندرجہ نامہ و اعراس کرنا ہوں پر اول محذورات سامی کی

لئے اللہ ہی دعا کر رہے ہمارے حق و ہر دوس کے ساتھ ہیں۔  
اللہ شہد ہے رب ہائے اولیٰ کو رنگ اور ذکر کرے جہت دین کے بعد اور میں اپنے حق کی پناہ میں  
یقیناً تو خدا کے دعا ہے بلے حساب۔

## محذورات اول

دوسرا خاتم النبیین ممکن ہے یا متمنع بالذات وبالغیر

جو واقع میں ایک سال ہے کوئی محذور نہیں خاتم کے معنے موصوف بالذات یا بنام  
النبیین میں آپ کے نزدیک راجح ہیں اور بسنے آخر النبیین سرور ہیں ایسا خاتم النبیین جو  
مطلق انسب کا خاتم اور منہ نبیین ہو دوسرا ممکن ہے یا متمنع بالذات یا بنام اس کی تصریح  
رسالہ میں نہیں مگر جو اہل حق میں رہے کہ

”حبیب یہ معنے فقہرے قوساے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور  
کسی کو اولا مقصودہ بالخلق میں سے عالم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں  
کہہ سکتے“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ متمنع ہے گرتیقین بالذات یا بالغیر کے نہیں اور جو حق انصاف  
کریں ان کے معنی ملائی کی تصریح فرمادیں تاکہ حاجت استفادہ کی دوسرے واسطہ فی العروض  
اور موصوف بالذات غیر کتب من الفیر کا ساحل نہ ہو کہ آپ نے معنی لغوی مراد لئے  
اور ہم اصطلاح اہل علم کے خیال میں رہے آپ نے من الفیر سے مراد من التوفیق رکھی ہم  
بغیر تشریح واجب الوجود عام کچھ اس واسطے اصطلاح خاص پر مطلع فرمادیں

## امکان و امتناع ذاتی اور امکان بالغیر

مولانا! بندہ کثرین امکان اور امتناع ذاتی کو باہم مقابل یک دیگر سمجھتا ہے پر امتناع بالغیر کو مقابل امکان نہیں سمجھتا بلکہ متضاد بالغیر کو مؤید ممکنات سمجھتا ہے اور کوئی نہ سمجھے آں تو لفظ بالغیر سے اس جانب متغیر ہے کہ امتناع ناشی عن الذات اور متضادات نہیں اس صورت میں بالغیر ذاتی کہنا پر جسے ممکن الیسی مستحقات میں امکان ذاتی ہوتا ہے، کیونکہ اگر امکان بھی نہ ہو تو پھر ضرورت پر اور ظاہر ہے کہ اربابیت غرضی الوجود پر امتناع کسی قسم کا عارض نہیں ہو سکتا دوسرے متضادات بالغیر ممکنات ذاتی پر الی تو جس قدر ضروریات ذاتی یا مستحقات ذاتی ہوں گے بہر حال متضاد بالغیر کہنا کسی طرح درست نہ ہوگا۔ حسیب یہ بات ذہن نشین ہو گئی تو اب سنئے ذکر۔

یہ کثرین امتیان محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظیر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو کثیرین الوجوہ مساوی فی ال مراتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو ممکن بالذات اور متضاد بالغیر سمجھتا ہے اور امکان سے یہاں وہی امکان مراد لیتا ہے جو ممکن خاص میں مراد ہو کر رہتا ہے۔

الاقبال جو اربابیت الیسی ہو کہ اس میں اور وجود میں نسبت امکان خاص ہو اس کو ممکن بالامکان خاص سمجھتا ہوں اور جو اربابیت الیسی نہ ہو تو دو حال سے خالی تھیں یا اس میں اور وجود میں نسبت ایجابیہ ضروریہ ہوگی یا نسبت سلبیہ ضروریہ یعنی ضرورت اوصاف سلب میں سے نہ ہو کہ سلب ہو۔ پہلی قسم کو اقسام واجب میں سے سمجھتا ہوں دوسری قسم کو اقسام متضاد میں سے باقی انحصار نسبت ان تین قسموں میں ایسا نہیں ہو کہ کوئی بل علم متاثر ہو

موجبات یا قہر جن سے بقا پر انحصار مذکورہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ بغیر دیکھئے تو انہیں اقسام مختلفہ کی طرف راہیں ہیں۔

## ضرورت ایجابی و سلبی

اسلئے اس باب میں گفت و شنود تطویل لافانی سمجھ کر اور بات عرض کر لی جاتا جاتا ہوں اگرچہ یہ بھی خوف ہے کہ بعضی کلام پر حتمی ہے تاہم اندیشہ اگست نہاں اور خوف خامت برحقا ہے وہ بات یہ ہے کہ ضرورت ایجابی کی تین قسمیں ہیں :-

ایک تو عمل اولی کام یعنی محمول بعینہ موضوع ہو جیسے فرض کر دو چاند چمکے۔ دوسرے عمل اولی اتص جیسے الانسان حیوان کہتے ہیں حیوان انسان میں مندرج ہے اور انسان حیوان کو متضمن اسلئے بلئے الانسان حیوان کے ساتھ حیوان حیوان بھی کہا جاتا ہے۔

تیسرا عمل مستلزم عمل اولی جیسے عمل لازم ذات بلئے الانسان خاص میں پوچھتے اسلئے کہ اس عمل میں اگر امکان خاص کو ساقی ہو تو سلب لازم ممکن پر اور امکان لازم ذات درست ہو بالجملہ یہاں جس میں عمل اولی ہے اور وجہ اس کی وہی ہے کہ لازم ذات بلئے الانسان ناشی عن الذات ہوتی ہیں اور مدار من الذات اور ظاہر ہے کہ مصدر میں کثر مدار کا ہونا ضرور ہے۔ ان بعد وجہ الحلق وید نقصان و تنزل جو لازم ذات مذکورہ میں نسبت ذات لازم ہوتی ہے البتہ لازم ہی کے ساتھ خصوص ہوتی ہے لازم میں نہیں ہوتی اور اس دیکھئے وہ وہاں مدار جو نہ تقرر کے لئے بشر نقصان موضوع ہوتی ہیں در پر مندرج فی الاموات پر نہیں ہوں سکتے۔



مثلاً دھرب بھی ایک ذرہ ہے مگر علی الاطلاق تو رکاوٹیں کہتے بلکہ اس نور کو کہتے ہیں جس میں نقصان معلوم بھی غلط ہوتا ہے یعنی وہ مرتبہ نقصان جو جو قرب زمین داخل غلط ثابتہ فطرت زمین لاحق ہو گیا ہے دھرب کے سے میں غلط ہے مگر جو لازم وہ اتحاد معلوم ہے جو بعد طرح نقصان لاحق مشہور ہوتا ہے اور درحقیقت اصل سے وہی ہے اگرچہ نقصان لاحق بھی غلط ہو

اس صورت میں وقت سب اولیائی مسئلے پر سب عارضی ہو گا کیونکہ سب نسبت ایک دوسرے کا ہوتا ہے اور ہر کتاب اسی مرتبہ اتحاد کے ساتھ تصور ہے مرتبہ نقصان میں خود شروع سب غلط ہے سب تصور نہیں اور اگر تصور ہے تو مرتبہ عنوان ہی میں مشہو ہے مرتبہ منون میں تصور نہیں اور اگر منون ہی کہتے تو منون غلطی اور واقعی نہیں ہوتا۔

افرض سب لازم ذات مذکور سب لازم کو مشتق ہے اور ایک سب لازم ایک سب لازم کو مشتق اس صورت میں پھر وہی نہ دیکھتا اور نہ دیکھتا کہ قہر ہے گا اور اس تقریر سے یہ معلوم ہو گیا کہ عمل لازمی ایسے الفاظ ہی اس عمل کے ساتھ ملن ہے۔

انفہ حق ۱۰ میں عمل تو مرد ضرورت ایک سب اور ان تینوں کا سب مرد ضرورت سب اولیادہ واجب و مستلزم اتحاد مگر مرد ضرورت سب کے ہونے کے ہونے ہیں کہ وہ سب ضروری سب ہے سالن تین اور ان تین کے اور سب مولا امکانی ہیں۔

مگر ان کیس باوجود مرد امکان ہونے کے ان چھوں میں سے کوئی نہ کوئی عمل لاحق ہو جاتا ہے سو اگر وہ عمل ایک ہی ہوتا ہے تب تو ضرورت اور واجب بالضرر عارض ہو جاتے اور اگر عمل سبلی ہوتا ہے تو اتحاد بالضرر اور ہر اس انحصار کی کہ تین عمل ایک ہی مرد ضرورت اور واجب ہے اور تین عمل سبلی مادہ اشتقاق اور سوالن کے اور سب مولا امکان خود اسی تقریر سے غلط سے تالی کے بعد روشن ہو جاتی ہے۔

کیونکہ جب عمل زمین مولا ہوا جزو مولا نہ لازم ذات مولا بالحق الاصل تو د اتحاد عمل ایک ہی ہو گا نہ انکار عمل سبلی ہو گا جب وہ وہ ہو گا جب وہ نہ منطبعی بر کا نہ منطبعی باقی اگر ہوتی ہیں تو بلا ذات تو مولا مذکورہ میں اور باعرض ان مولا امکانی میں جس عمل امکانی کو عمل ایک ہی باقی عمل سبلی مشار الیہ عارض ہوتا ہے۔

فیرض تو منسج ایک دو موقع مواقع مشترک ہیں سے ذکر کر کے بتائے جائیں کہ یہ کس قسم میں ہے جس اور یہ کس قسم میں ہے جس پھر مشعر میں منطبعی ذاتی ہے اس کے کو بعد خود دیکھئے تو بالمشعر میں سب عمل اولیائی نہیں ہوتا ہے اس کے کوئی مشعرہ امحہ میں غلط غلط ہے اور یہ مذکور پھر تیز مرگ تصور نہیں اور کسی اور ہی کا بعد ہی غلط سبلی اندازہ لازم ہوتا مولا اشتقاق بالضرر اس کے کو ہاں کوئی نفی ہے غلط نہیں جو یہ غلطی لازم کوئی۔

ان سوالن کے ایک اور منعت مسئلہ کی نفی لازم آتی ہے جس سے وہی سبلی من نفعہ لازم آتا ہے نفعہ۔

مگر مشعر میں لازم عمل جو منفعہ ہے تو اس دوسرے منفعہ ہے کہ اسم جہانی سے کے نے فیرض من الغیر ہے اور اس بات کو ضرور ہے کہ باوجود ان دونوں کی نفی غلط ہو اس میں مشعر ہو یا کوئی نہ سولیدہ لفظ نفی مشعریت اگر ایک سب مشعریت ہوا تو بالمشعر نہیں مشعر کا اثر لازم آئے گا علی بن ابی طالب جس حیوان اور انسان میں جو باہم منفعہ ہے تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ وظائف اور دار انسان سب کو شامل ہے اور حیوان انسان اور نیز اور انواع کو شامل ہے اس صورت میں اگر غلط ہو گیا جاسے تو یہ معنی ہو کہ حیوان ہے اور انسان ہے مگر جب یوں کہ کو وظائف نہیں تو یہ منفعہ ہونے کو انسان ہے اور انسان کین خود مشعر آزاد حیوان نہیں ہے سو وہی قہر پھر ہو گیا حیوان نہیں کیوں۔





اور حدیث

مَنْ لَمْ يَكُنْ تَابِعًا لَهَا فَهِيَ حُرَّةٌ

ہے آپ کے نزدیک واللہ! اشد قہر سے اس پر تہمت ہے مگر اصل پر اگر نہیں ملے اشد علیہ واکر دوسرا غم پہنچے منع فیض جیت انبیاء سابقین ولاحقین کے جو مدلول اولین و آخرین کا ہی یہ ہے کہ غم کا معنی شیخ آخر الانبیاء کے ہیں جو مدلول طائفتی غم البتین کا اور آپ کے نزدیک مروج ہے اور آپ کا انرا ہے کہ اس معنی کی کسی کو اسفرت ملے اشد علیہ واکر دوسرا غم کا معنی نہیں کہہ سکتے پس صاف ظاہر ہے کہ ماضیہ مطلقہ جو مدلول اشراف جاسٹس مخالف مدلول آیت و غم البتین ہے پس سوا بتداع کس مسلمان کو جرات ہے کہ کسی کی کوئی غم مطلق مسلم اشد علیہ و مسلم کا کہے۔

اور آپ انبیاء متخانی میں جو غایت انسانی ثابت کرتے ہیں اولیٰ کو ثابت ہی نہیں ہو سکتی اس لئے کہ شہن کا صحت المطلق کے واسطے ماثولی العدد و فی التباد فی الامارہ و فی نزول الامر بینہم ہو ماضی ہے حاجت اثبات انبیاء کی بھی نہیں چر جائے کہ غم کا معنی ہوں اس واسطے کہ اگر اساموں میں انبیاء اور غم ہوں تو زمینوں میں بھی ثابت ہوتے ہیں جب کہ نہیں پس نہیں بنائیا اگر غایت انسانی ثابت ہو تو تدارع نبیا نہیں ہو لوگ نظیر ماضی ملے اشد علیہ واکر دوسرا غم کا معنی کہتے ہیں وہ ماضی فی الغایت مراد لیتے ہیں ان کے مقابلہ میں یہ صحت نام کی غایت اور زمینوں میں ثابت کی کہ کس نفع و ناسیجہ اس کے کہ مدعیان امکان ماضی بل متعلق نظیر ہوئے

ملے اور جب ہم نے عہد یا بیوں سے۔

ملے مجھ و اولین و آخرین کا ہم ماضی کا کیا ہے

نہ سوائے کہ ہمارے مولوی صاحب نے جو غم نظیر اسکے کہ مدعیان امکان ماضی ثابت کر دینے بلکہ غم انفریق متعلق بلکہ حدیث اگر جو دل میں تو ہمیں ملے کہ نظیر ہونا تو یہ غم انسانی ہونا بھی اسی ثابت نہیں ہوا اگر غایت ہے سرافہ نے کو تو بلکہ ہی اس کو تو یہ ہے کہ اگر ہر غم تو اس میں حق کی شہن ہم کام الہی تھا اپنی اطلاق پر دربت اور ماضیہ مطلقہ ثابت ہو جاتی گر کیا کیجئے شاید مولوی صاحب بخیر خائین سے دوتے ہیں۔

## جواب

### غایت انسانی کے ثبوت

### اور امکان نظیر کے بغیر انصافیت محمدی کا ثبوت مشکل ہے

یہ اعتراض فقط اعتراض میں نہیں غاب بھی بہت کہہ رہے ہیں! اس تقریر طویل میں اعتراض تو فقط اثبات کا اثر معلوم ماضیہ مطلقہ کا خواستہ کار ہے اور اس کا تاثر بجز بسنتیہ اند کوئی نہیں ہو سکتا مسلمان کو یہ جرات نہیں ہو سکتی مگر تاثر ہے تو بغیر ابتداء تو اس نا بیکار پر ہوا اور وجہ ابتداء کو آپ ہی اسامیہ سے سلب کرتے ہیں اسے حضرت! اس صورت میں اس تعویین کو کی عملی خاکہ فرما، تھاقریوں فرما، خاکہ معقودہ تام و جمید اور یہ اثر ہم متعاف ہیں مولینا! افستہ سے کام نہیں چلتا خدا انصاف کے دقت خدا تعالیٰ کا حاضر و ناظر جان کر میری اس تقریر کو جو رہبانہ حقیقت تشبیہ و تشبیہ عذر غاس بخو عذرات عشرہ میں کھ چکا ہوں ملاحظہ فرمائیں انشاء اللہ تعالیٰ سے غلبان دل سے نکل جائے گا اور اگر تیس پر ہی درج کی ایک جگہ چلی جائے تو آپ فصیح تشبیہ بشتن و در و بیکار و دنیا و بیکار

ملے کتب ذیادہ ملاحظہ فرمائیں۔

ملے اس نے نور کی مثال میں ہے جیسے ایک خالص ہو اور اس میں چراغ ہو۔

کے لئے تیار ہوں ہیں مولینا! ہر اسے خدا انصاف کو کام فرمائیے اور یوں ہی بے شکستہ  
اعتراض و جرحیے اصل اعتراض کا جواب تو کلمہ چکا۔

مگر دراصل اعتراض جو بطور دینی اسی محدود میں ہے یہ ہے کہ اگر غایت اعتسافی  
ثابت ہی ہو جائے اسکان فطرت سنا نہ پھر بھی ثابت نہیں ہو سکتا سوا کے جواب  
کی کچھ حاجت نہیں درج اسکی یہ ہے کہ میں نے یہ رسالہ اثبات اسکان فطرت کے لئے نہیں  
لکھا جو آپ پر ذمہ فرمائیں مولینا! اور اس تحریر کی آپ یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ اگر  
معنی مراد احقر مراد دے جائیں تو پھر نہ ثبوت انصاف محض اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کام اللہ ہے جو ناظر کا ہے اور نہ اثر عبد اللہ بن عباس کی تقلید کر سکتے ہیں اور جو  
یہ بات ہے تو درمیان شش اشکال کا جو کین الوجود مساوات کی طرح لے کر رہے ہیں  
من کوئی نہیں بند کر سکتا یا یوں کہے کہ عثمان کثیر اور حضرت عبداللہ بن عباس بلکہ خود  
خیر ان کی کلمہ سب کا کلمہ ہے بلکہ بخیر کار پر دو اشارہ ہو گا۔

باقی آپ کے عتاب کا جواب کیا کہوں کہ کایہ شعر چھ دیتا ہوں سے

آہ قسیم پر یوں آپ نے گران مارا

حاکم کیا کہتے اگر کوئی خط ہو جاتی

مولینا! اگر نیز متفق آپ کے نزدیک فقط وہی ہے جو آخرت زانی میں بھی شریک  
ہو تو جس میں اس کے کہنے کی گنجائش ہے کہ یہ شمار جانی نہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے  
کہ باسثناء آخرت زانی جو واقعی کوئی کمال منجملہ مقامات ذات یا منجملہ مقامات و کمالات  
نہیں اور سب طرح کی مادی کو آپ ممکن جانتے ہیں سو کھدا اللہ آپ ہمارے ہی حمزیر  
نکلتے کیونکہ ہمارا بھی پس مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دربارہ کمالات اگرچہ  
بہت بڑا کمالات ذاتی ہیں اور بظاہر دعوہ کوئی آپ کو اتنی نہ ہوا ہے نہ جو گندائے قدر

کو ایسے صاحب کمال کو اتنی بنا نہ پھر دشوار نہیں بلکہ اس کی قدرت کا ثبوت کے ساتھ لکھتے ایسے  
افراد جو تمنا ہی کا بنا دینا ایسا ہی آسان ہے جیسا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیدا کرنا۔

والایسہ لغوبہ

مولینا! درمیان افتاح کے لئے آپ کی اس طرح دوسرے بحیثیت مافر زانی فطرت  
ذاتی کو متفق ذاتی کلمات اور مستندوں کے حق میں حکم اگر انکے الفرق بتیقن بکل حشیش دربارہ  
افتاح ایک دست و خیز جبری شدہ ہو گا ہمارے ہی پھر سے دوسرے گئے گی کو چہ میں کہنے  
پھر میں گئے ہمارے مولینا! افتاح فطرت ثابت کروا اگر چہ دل میں تو کہیں گئے کو ثابت  
ہونا کا عدم وقوع بھی اچھی ثابت نہیں آخر عبداللہ بن عباس موجود ہے جو قائم البینین صلی اللہ  
علیہ وسلم موافق فقرہ گذشتہ معنی فائز ثابت ملاحظہ ملاحظہ ہے ذہنی آخر البینین صلی اللہ علیہ وسلم  
تس پر مولیٰ عبداللہ کے نزدیک تشبیر مساوات کی پر دال گرفتہ ہے سوا ضابطہ کو  
بلکہ فی انصاف کو چہ گئے اگرچہ غوی قواس میں حق کو قائم البینین کلام الہی سے کہنے قائم المراتب  
ہیے جیسے اپنے اطفال پر رہتا اور بظاہر دوبارہ کمالات مساوات متفق نظر آتی اگرچہ افتاح کہا اور  
سب ارشاد مولیٰ عبداللہ بن عباس و ہر دولت تشبیر نبی کہیں کہ مساوات مطلقہ پر اثر  
ابن عباس صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان کیا گواہی ملے صاحب جو لازم انکے قدرت الہی بخیر غامض سے فرماتے  
مولینا! آپ کے کام ہے کہ ایسا مترشح ہے کہ آپ تقریباً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کو دوبارہ کمالات ممکن سمجھتے ہیں نیز اس کا جواب تو یہ ہے کہ شکر جو حال تو جو رک اللہ کا  
انصاف ہیں یہ ہی فطرت اگر غایت ذاتی صلی لوط تو پھر آپ اس کو متفق بالذات سمجھتے  
ہیں سوا اگرچہ ہم کو بھی اس سے کچھ مطلب نہیں۔

۸۹۔ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں یا کوئی اور ثابت

اور اگر فیئر یعنی اصلی مطلوب ہے تو کچھ بعد از ملاقات میرٹ زبانی میں فیئر عالم دینین  
مسلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکن ہے اور اگر کابھی میں منتع ہے تو یوں کہو خدا تعالیٰ ایسا عالم  
اور کوئی نہیں بنا سکتا تو ہمارا تو ایسے خدا کو سلام ہے آپ کا خدا ایسا عاجز و خوار ہو گا۔  
باقی، اعداد و حساب کا حال آپ کو معلوم ہی ہو چکا رکھی دہرے، امتناع فیئر عالم  
ہو یا امتناع فیئر نبوی خاص مسلی اللہ علیہ وسلم امتناع بالفیئر ہی ثابت ہو تا ہے امتناع  
بلا ذات ثابت نہیں ہو تا اور اگر ہو تا ہے تو یہاں فرمائیے۔

اور اگر بوجہ گنہگار نہ ہونے کے یہ خیال ہے کہ اب فیض حضرت مصلیٰ السلام علیہ وآلہ وسلم نہیں ہو سکتا تو یہ امتناع بھی امتناع بالغیر ہے۔ اہلکات نہیں انوقت گذشتہ تو یہ امتناع دھما ابھی یہ بات قدرت سے خالی جو گنہگار اور اگر اسی قید کے ساتھ مطلقاً ہر امتناع ذاتی ہے تو اس کا کیا جواب ہے کہ زمانہ میں ہندو عکالت ہے اور مثل دیگر عکالت حادث اس میں بھی اسی بعد دانش کی گنجائش ہے اور یہ پہلی معدومیت ہے جو چکا کہ مناظر میں وحدت نہیں ہوتی تعدد ہوتا ہے اور اگر بعد از میں پھر وہی قید ہے تو ہماری طرف سے بھی یہی جواب ہے اگر یہ ہے تو مناظر دوسرے کا وحدت ہو جائے گی اور یہ بھی مذہبی زمانہ حادث بھی ہوگا تو اس کا مثل اگر دوسرا زمانہ ہو تو وہ مصحح مناظر ہوگا ہاں امتناع فی نظر زمانہ بات کیجئے کہ قرابت کچھ بوسے کی گنجائش ملے با قدم و جواب زمانہ ثابت ہو تو بات حل ہونے لگے۔

موفین! اس کلام کو غور سے دیکھئے گا سرسری بات نہ سمجھے گا اضافات میں  
الظرف والظرف کا بھی وہی حال ہے جو اور اضافات کا۔

لیکن اگر مراد ماننے تو یہ گلدستہ ہے کہ مناظر کے لئے تعدد و توفیر ہی ہے یہی العروج و دعت کو اس سے علاوہ نہیں اگر جمیع العروج و دعت مطلوب ہے تو اس کو فیصلہ کیوں کہتے ہر اس کا اصل تو یہ ہو گا کہ جزئی متعدد نہیں ہو سکتی سو اس میں کسی کو کام نہیں اگرچہ اس مثال کو اہل تحقیق کے نزدیک ہر جی میں منکر انصاف لیکن یہ مشترک انسانی ہے دہی ہا یہی وجہ ہے کہ جزئی دعوایہ ان بشرہ میں بذات خود حاصل ہو سکتے ہیں اور اسی بنا پر ہر عروج و دعت اشتغال و دعت جزئیہ نہیں جانتے ان لوگوں کہنے کو اس مشترک کے مقابلہ میں بھی جمود عروج و دعت بھی مطلوب ہے۔

مگر ہاں یہ گنہگار ہے کہ جب بحث متناظر ہے اور قعدہ لازم خانہ کی اجازت ہے تو اس قسم کا نظیر تو خاقانی نے بھی بیان کیا ہے وہ اس کی یہ ہے کہ غایت زمانی ہو یا ہر گز بہر حال ایک اضافت بین الخاتم و الختم ہے اور اضافت کے متعلق کہے گئے جو کچھ متعلق متناقضین اور متبیین مقرر ہے تو بالضرور متناظر نسبت میں متناظر متبیین بھی ضرور ہو گا ورنہ متناظر ہو گا قعدہ ؟ بلکہ اس لئے کہ بین البتین نسبت واحد ہوا کرتی ہے دو نہیں ہوتی ایک قصیدہ میں ایک ہی نسبت کی گنجائش ہے سو اگر قصیدہ واحد میں نسبت متعدد مطلوب ہیں تو یہ طلب تو ایسے ہے کہ کسی جزئی کو متعدد کرنا چاہیں اور غما ہر ہے کہ اس صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے ساتھ یہ کمال مخصوص نہ ہے کہ اگرچہ کہ اس میں تغیر ممکن ہے اگر داس میں شور آئے کہ ایک کچھ حاجت اس کا ممکن ہو کہ چونکہ تھا یہ بات تو عام علماء میں مسلم تمام عوام کے نزدیک متفق اگرچہ دور مکرثت جس پر بعد ازاں دلالت کرتا ہے شام جزئیات میں موجود اور اس وجہ سے امکان اضافت حلاکتات خواہ اس قدر امکان

## ۹۰ اضافت علم الی الاولین والاخرین کا صحیح منہج

اب اور نسخے مولانا اب فرماتے ہیں بر تقدیر تسلیم الایہ کلمہ تضعیف استدلال  
احقر کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے لگاتار یہ دہر تعینت کچھ ارشاد فرمائی اگر عرض  
اور تضعیف کو دل چاہتا تھا تو دل دہر تضعیف بیان فرمائی تھی پھر بر تقدیر تسلیم کہنا تھا  
مگر شاید آپ کے جی میں یہ ہو کہ اضافت علم الی الاولین والاخرین اضافت مصدر الی  
المفعول ہے الی الظاہل نہیں۔

مگر اگر تشریح جو رسالہ تحریر میں شروع فرما رہے تھے علم الاولین الیہ یہ قید  
لگائی تھی کہ یہ ارشاد بشرط فہم اسی جانب مشیر ہے اسی طرح سے لگائی تھی کہ مرعیان علم  
غیب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حدیث میں دو جو تصور نظر یا قلت تو یہ یا شدت  
تضعیف یا دعا اضافت مصدر الی المفعول تحریر معنی کرتے ہیں مگر جو کو اس وقت  
تخصیص لڑی العقول ہے قائمہ ہو جائے گی ادھر اور انصاف اب کے خلاف تو بلا ضرورت  
مصدر الی الظاہل محقق ہوگی اور انصاف مذکور ہو جائے گا نہ تو اسے تقدیر تہذیب اس جانب  
مشیر ہے یا میں یہ مفہوم سطر پنجم میں ان تقدیروں کو بعد دعا کے خاتمیت مرتب  
یوں شروع کیا ہے۔

۱۔ اللہ ہی دہر ہے کہ شہادۂ ایت اذنا خدا اعلم

اعراض ان تقدیروں کو بطور شہادۂ ذکر کیا ہے دلیل انصاف معنی نہیں سمجھا سو  
بر تقدیر تسلیم تضعیف حضرت اپنا کچھ نقصان نہیں دہر ثبوت معنی خلاف نقطہ ولاست  
نہ خلاف ہر تقدیر اس میں مطلوبہ محبت کا نام علوم کو اپنی سزا ہے۔

۹۱  
سبیاق و شہادۂ استدراک اور بطور انضامیت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پس  
بدین تا کیچھ مشقی ہونا قرآن شریف کا اور سد باب اور مساوات کسی کے حق میں  
نافی ہے  
خاتمیت کی تخصیص کی وجہ!

باقی دربارہ ثبوت خاتمیت اضافی آپ جو یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اول ثابت نہیں  
اسکے مشقین کے صحت اطلاق کے واسطے ماضی فی العدم و فی التبا بعد وفی نزول الامر  
کافی ہے الامم حضرت یہ تو محض محکم ہے جاہلے کہ اطلاق ماضی شکیں ان میں چار باتوں  
سے ثابت ہو جاوے انصاف یہ ہے کہ جیسا بندہ کثرت میں نے رسالہ تحریر ان اس میں  
عرض کیا ہے ہستنا ماضی ماہیت الازام و مناسبات ماہیت و شخصیات میزہ  
اور سب باتوں میں ماضی ہوں جن چار کی قید کا کیا کام ہے یہ قیقت ہوگی تو اطلاق کیوں  
رہے گا دہر ہم تو نہیں کہتے پر کہنے مالوں کو کس نے روکا ہے خاتمیت زمانی کو بھی  
اس زمین کے ساتھ متعبر کر لیں گے۔

اور تخصیص کی بیان دہر یہی ہے کہ اگر آپ انہی نہ ہوتے تو نسخ افضل الاولین  
و ازم آتا یا اتباع افضل الاولین اور مستقل کچھ چکا ہوں پر آپ کو دہر تخصیص بالماضی  
اور لہذا کیا پیش آئی یاں دل کیے کہ ایسا ثبوت نہیں ہوتا فی وجوب و فرضیت و اعتقاد دہر  
سو بات بھی پہلے ہی تقدیر ان اس میں کچھ چکا ہوں کہ تحلیف عقیدہ نہیں اسے کہتے  
مبتدئہ جو تو صغیر کا کو دیکھ لیجئے۔

اس کے بعد یہ ارشاد ہے کہ جب کہ نہیں ہیں مولانا! اول نہیں کی کوئی دلیل  
بیان نہ فرمائی دعوے ہے دلیل کو کہہ کر تسلیم کیجئے مولانا! اگر غفلت ہی سے بحث ہے تو  
اس باب میں تو آپ اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتے کہ ہونے کا ثبوت نہیں، عدم ثبوت  
نہ تقدیر اس میں مطلوبہ محبت کا نام العلوم کو اپنی سزا ہے۔

کا دعویٰ تو جب زنیہ تھا کہ کوئی آیت یا حدیث ہو تو یا خود اسانوں کی سیر کے افلاک کا جھڑپے بنایا ہوگا۔

اور اگر مسنون سے عرض ہے تو زانیہ تو یہی یعنی کیونکہ مسیح پر ہوسکتی ہے کہ اس پر حکمران آپ کو ایمان نہیں کتب عقائد دیکھئے ایسی غلطی تو کھائے اس ہوت میں بجز اس کے اور کیا انجام نزاع ہو گا کہ اطلاق ہی افراد رسول پر صرف میں نہیں کر سکتے۔  
مولینا! یہ سب باتیں تو تحذیر میں موجود تھیں ان کے ابطال سے خارج ہو کر اگرچہ زنا، تحا قبل ابطال معروضات تحذیر و اعتراضات تاہل سعادت نہیں۔

## دھرتیسم عرف

ایں ہر دھرتیسم عرف عرف کر، ہوں انصاف فرمائیے گا حفظ انبا اور تہیہ اور نیشی ایک نوع کی غفلت اور ذہول کی طرف مشیر ہے اور غفلت اور ذہول بد حصول علم معصوم ہے سو یہ بات انہیں سے ہو سکتی ہے جن سے شبہات

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنَّمَا مَثَرُوا فِي دِينِهِمْ وَفِي دِينِهِمْ  
وَأَتَيْنَاهُم بِآيَاتِنَا لَعَلَّاهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ فَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاهْلَاكَ اللَّهُ الْكَافِرِينَ

عہد و میثاق یا لگائی ملاک سے معصوم نہیں بنانے کے کوئی عہد یا اور لگایا ہو تو ان کو ذہول اور غفلت عارض حال نہیں ہوئی اس سے غلط بھی بشر طائفہ تسلیم اجتہاد سے مشتق ہے ملاک میں استعمال کرنا خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعبد ہے ہاں غلط رسالت کے اطلاق کے لئے نہ تو مقدم غفلت و ذہول کی مرسل ایسی کی جانب ضرورت

لے لے جب میرے بے غی آدم کی بچپن سے انکا اطلاق کرنا یا اور انچاہے غرض پر علاوہ ناکرے ہو چکا ہے تمہارا ب نہیں ہوں سب نے کہا کہ انہیں بیشک آپ ہی ہائے رب ہیں۔

ہے و تقدم علم کی حمایت اسلئے اطلاق خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منقول ہے اور عرف عام میں بھی شائع اور کتب عقائد میں بھی مسطور باقی رہ گیا کہ یہ رسالہ جسے ازل الی البشر ہے خواہ الی الابد یا خواہ الی العوام میں ہے مگر جو کچھ کی نسبت ارسال الی اللہ انکے جن میں تو یہ بات بظاہر سمجھا ہے کہ وصول احکام خداوندی ملائکہ و جبرائیل تک پہنچ سکتے ملائکہ عظیم الشان ایسا نہیں ہو کر ان کا انکار کر سکتے۔ ان بات مسلم کہ ملائکہ معصوم نہیں سو اس باب میں مائل و عدم ملائکہ کے بیان سے رسالہ تحذیر میں خارج ہو چکا ہوں۔

اب اللہ سنئے اگر باطن میں بقا پس افلاک اراضی میں انبیاء و کتابت نہیں ہو سکتے تو ذہبی بقا پس زمین کی میں ابھیں میں رسل کا ثبوت لازم ہو گا اس لئے کہ ملائکہ تو وحی میں سے ہے اس صورت میں اور بھی کچھ نہیں تو آپ کی وہ نہیں تو باطل ہو جائے گی جو آپ نے اس طرح زانیہ ہے جب کہ کہیں پس نہیں

## خاصیت اضافی کا ثبوت

باقی رہا بارہ خاصیت اضافی آپ کا یہ ارشاد اگر ثابت بھی ہو جس سے تصنیف ثبوت مترشح ہے اگر ایسا منہ ہے کہ ثبوت مثل ثبوت استقامات نہیں تو مسلم گھر اسکو اس بحث سے کیا علاوہ دوسرے میں کب اس کا ثانی ہوں مگر خود اس کا منکر ہوں چنانچہ ملاوہ عرف میں کہہ گا۔

اور اگر مطلق ثبوت سے انکار ہے تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کونسا قسیر خاصیت مرتجی جبکہ قسیر کتنا ہو جو معوضہ اوراقی سالیجہ مشورہ ہے اور یہ تصدیق انراہن عباس جبکہ اقلہ و جہ تقسیم کو زمین لازم ہے کیونکہ یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی در صورت خاصیت زانیہ البتہ یہ ملائکہ کی غلطی ان سے اور اضافی خاصیت کی طرف رجوع دعوے ہے دلیل ہو جاتا



ہے پر غایت مرتبی کیلئے تو پھر یہ مآثر خدا را یہ پر جو کہ یکم با ضرورت غایت اضافی کی کہلات  
مشرکہ

بالجرح و ادایت نہ نظر ہے تو اس کا جواب ہمارے پاس عقلی و نقلی دونوں میں مگر یہ تو یہی  
تقصیح جو تین ذکر ہے سب کا ہم نے ذکر کیا وہ ایسے ہیں کہ عقلی اور نقلی ان کے مطالب  
نہیں ہو سکتے اور اگر ہوں بھی تو ہلکا کیا نقصان ہم دے دیے تصحیح اربعین میں عرض ملی۔ بن تعارض  
اور رد قول ما ملان غدا میں خاصہ وہ کہنا اور ایسی طرح ہو گیا کہ آپ کو کسی کو انشاء اللہ نہایت  
جہاں دم زدن باقی نہیں۔ یہی تصحیح وہ مسئلہ اور ان کی حق سے باغرض ان کا تقدیر اگر اثر نہ کر غلط  
ہو تو سنے نہ کر غلط نہیں ہو سکتے ہیں خاتم البینین کے ان مسنون میں اس وجہ سے کچھ غلطی نہ آتی  
واللہ اعلم و علما رحم

مذہب دوم

## مخالفت جماع کا الزام

خاتم کیلئے آخلاقا بنیاد مطلقاً جمیع علیہ علماء درست ہے اور آپ کے نزدیک بھی اس  
پر اجماعاً مشفق ہو گیا ہے اور حدیث کا بنیادی جیسے مستقر المعنی ہونا مسلم آپ کا بھی ہے مؤثر  
اس کے پھر شکلات حدیث اور اجماع کے آیت نامہ البینین کے صفحہ ایسے لکھنے جس سے چہ  
بجائے نام کیا جہاں ہزار واکہ وہ لکھ بعد خاتم مطلق بھی جو تا جاز ہو بلکہ بہتر ہو گا کہ افضلیت  
بڑھ جائے کیا اس کو ابتدا جماع نہیں کیے گی ایسا شخص پورا مسموم رہا ہے کہ اس کو تفسیر بالرائے  
نہیں کہتے۔

نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْبِ الْاَفْئَاتِ وَ مِنْ شَيْتَانِ رَجِيْمٍ اَعْلٰی بِلَا تَمْنِیْ

اِنَّهُ نَزَلَ مِنْ ذُلٍّ وَّمِنْ اَفْئَاتٍ فَخَلَا هُوَ ذُو نُوْرٍ

لہذا ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفس کی شرارت سے اور اپنے اعمال کی برائی سے جو مآثر غایت سے  
آئے کوئی گواہ نہیں کر سکا اور جسے گواہ کرے لے کوئی بدایت نہیں دے سکا۔

## جواب

### مخالفت اجماع کا الزام صحیح نہیں

حاصل اعتراض کا یہ ہے کہ غایت مرتبی مخالفت مراد زانی ہے جو بالاجماع  
مراد ہے اور نیز مخالفت حدیث ہے اور اس وجہ سے اس تفسیر کو تفسیر بالرائے کہنا چاہیے  
اور اسکے قائل حتیٰ کا حکم کو اعلاہ المذنبین الا ابتداء جہتہا مگر معلوم نہیں کہ ان مسنون کو  
مولانا مخالفت اجماع کیونکر سمجھتے ہیں اسی حضرت مخالفت تو وجیب ہوئی جب کہ معارض معنی  
آخریت ذیلی ہو نہ معنی جہاں آخر تو مثبت غایت زانی ہیں معارض ہو نہ کیا۔  
اگر امر جمیع علیہ کو تسلیم کر کے کوئی کلمہ نہ لائے کہ عت ہے تو یہ کیا قسم  
مفسرین اور حضرات مرید کرام ہند ہوں گے غیر مرگ انجود جتنے دار غایت ہے کہ  
نہ تھا ہیں پر غایت نہیں فرمائی اور دور تک آپ کے ارادے ہیں۔

مولانا پہلے مخالفت و موافقت کے متعلق پہلے بدعت و سنت کی تعریف  
مقرر کی ہے سن تفسیر بالرائے کو کوئی تفسیر کیجئے اس کے بعد یہ اعتراضات روانہ پڑائیے  
تفسیر بالرائے کا فقرہ آخر میں مرقوم ہے پہلے اسکے اطلاق سے نفرت پائیے تب کہیں  
قرین تفسیر بالرائے کیجئے نہ ابتداء ہے وہ یہ تفسیر بالرائے نہ مخالفت اجماع۔  
مولانا بالآل فقرہ آخر پر تو غایت زانی و لول الزامی خاتم البینین بڑا گوارا دے رہا

تقریر پر دول مطابقی و ان تائید زانی معنی نہایت ہو گئے۔  
اگر آپ مخالفت اجماع ثابت کرتے ہیں تو کسی کتاب میں یہ بات نکال کر لائے  
کہاں لڑا ہے فرمائے کہ غایت زانی سے لڑا وہ مراد لینا نہ چاہیے جو غایت مرتبی

مرا دلی وہ مبتدا ہے بلکہ آپ انسانی دھندہ دیکھ کر خاتم النبیین کے بھی سنی ہیں یاں پس مسلم کا غایتیہ زانی اپنی عقیدہ ہے۔

دہی یہ بات کہ وہ کہاں سے آغزو ہے اجماعی نہیں مگر آپ کو ثابہ حدیث شفا پر نظر ہوگی سو اس کا جواب ہندو کسرتن مولوی محمد علی صاحب کے سوا کس کے جواب میں لکھ چکا ہے اس کو ملاحظہ فرمائیے

نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ رَوِّافَتِهِ وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مِنْ مَّهْمَدِي  
اللّٰهُ فَلَاضِلٌ لَهُ وَمِنْ يَضِلُّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ

## جواب مجددورالع

## حرف آخر

جو بعینہ مجددور سوس منجد حمزوات عشو ہے جس کا جواب لکھ چکا ہوں مگر بطور تیسرے پھر یہ گزارش ہے کہ اس اعتراض کی بناء فقط مخالفت اثر مذکورہ آیت خاتم النبیین بالحق المسلم والاعنی الجمع علیہ ہے مگر موافقت و مخالفت کا حال اور اس کی گردشہ کے دیکھنے والوں کو خوب معلوم ہو چکا ہے اس لئے بطور اختصار آٹھ بیانات کافی ہے کہ دونوں طرح یہاں موافقت میں مخالفت نہیں سوا اعتراض الزمیل بناء فاسد علی الفاہ ہے فقط

واخبر دعونا ان الحمد لله رب العلمین والصلوٰۃ والسلام

علیٰ خیر خلقہ صلیٰ والہ واصحابہ اجمعین فقط

الغرض قول صاحب شفا بدعا بلکہ نادر حدیث و تحفہ صامتہ صاعدہ ہے زلیف زانیہ ثابتہ اسادہ غایتیہ زانی بطور دلالت مطابقیہ ہے تو پھر یہ مراد ہے کہ اس سے زیادہ کی اہلیات نہیں ہو سکتی ہوں بلکہ جیسے انسان پر حیوان کی دلالت مطابقی ہے ایسے ہی بشر پر بھی مطابقی ہے سو ایسا یہاں بھی جیسے کوئی شخص اگر دولت علی انسان کو مطابقی کہے تو جیسے اس سے منع ارادہ فرس و زوم نہیں آتا ایسے ہی یہاں بھی خیال کیجئے۔

پھر قرآن پر آپ حدیث کو تفسیر کی کسی عرض سے جتنے ہیں اگر یہ عرض ہے کہ غایتیہ زانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حق ہے تب تو انکار ہی ہے کہ اگر یہ عرض ہے کہ حدیث سے مدلول مطابقی پر غایتیہ زانی کا ثابت تو ہوتا ہے تو زانیہ حدیث کے کون سے الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ حدیث خاتم النبیین ہی کی تفسیر کو کہتے ہیں جیسے اور حدیث سے اور معنائین ثابت ہوتے ہیں اس حدیث سے یہ مضمون ثابت ہو گیا خواہ خاتم النبیین کی تفسیر خواہ دہر ہو لینا؟ گستاخی صاف آپ کو تو اسی اس حجاج کی حقیقت میں معلوم نہیں جو وہ بارہ ثبوت عقائد اسلام مجتہد ہوتا ہے اب گزارش قابل ہے کہ کوئی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت کرنے والا اگر مبتدا ہے اور آپ کے نزدیک بدعت کے بھی معنی ہیں تو ثابت یہ کسرتن مبتدا ہے اور پھر فرمائیے کون ہوتا ہے۔

## مکتوب ثانی مولوی عبدالعزیز صاحب

بسم الله الرحمن الرحيم

حَامِدًا وَ مُصَلِّيًا

عرض کرتا ہے بندہ ناچیز محمد عبد العزیز عفی عنہ

بخدمت بابرکت مخدوم سلالی و مطاح العالم جناب مولانا محمد قاسم صاحب مظلہ اعلیٰ  
السلام علیکم وعلیٰ من لدکم

کڑا جواب عرض ہے جو حضور سے عنایت ہوا تھا قبیل رمضان المبارک بعد تعاضداریا۔  
شاگردانِ دالو شان سے نقل اسکی میرا آنی غالباً مطابق اصل ہے بشرطہ امراری اصل نہ  
و کالی شاید میں کچھ مصلحت بھی ہوا بتدائسے رمضان شریف میں بسبب درپیش آنے  
سفر کھنڈ کے دیکھنا اور جواب لکھنا میرا نہ ہوا غیر رمضان شریف میں دیکھنا تو بعض مضامین  
کی تفصیل جواب معذرت عشرہ پر موقوف پائی مراد آباد اگر ان کو بھی طلب کیا تین چار  
معذرت کے جواب سے مطلوب تمام حاصل نہ ہوا دروازہ طلب سے تعرض کرنا اور  
مواخذات لفظیہ پر تو جو خیالی عن التفصیل مجھ کو عرض رسائے طلب ضروری ہے زیادہ  
فرصت نہیں۔

۹۹  
خاتم یعنی موصوف بالذات

## توحید خداوندی کا نسخ لازم آتا ہے

حاصل آپ کی تقریر کا یہ ہے کہ فیض خاتم النبیین علیہ السلام و صفی ثانیہ  
مطلقہ میں آپ کے نزدیک ممکن بالذات متغیہ بالغیر ہے متغیہ بالذات نہیں اور فرق متغیہ  
بالذات اور متغیہ بالغیر میں یوں ارشاد فرمایا کہ متغیہ بالذات مقابل و مخالف واجب بالذات  
کا ہوتا ہے اور متغیہ بالغیر ممکن بالذات امتناع ضرورت سلب کا نام ہے اور درجرب  
ضرورت اسباب کا اور ضرورت اسباب کے تین مادہ بطور صرح کھے اعمیٰ محل میں اشئی  
علیٰ اشئی و محل جو ثیر علیہ و محل لازم ذاتی بالسنۃ انحصار علیہ اور لازم ذاتی کو ناشی عن اللزوم  
اور بعد از من الذات فرمایا یہاں سے معلوم ہوا کہ علت لازم ذاتی کی ذات لازم ہوتی ہے  
والا بقول آپ کے انشاک جائز ہوگا اسکی تصریح جواب معذرت میں بھی ہے۔

اور تحذیر ان میں میں خاتم کو بعض موصوف بالذات لیسے اور یہی فرمایا ہے کہ  
موصوف بالذات میں وصفت موصوف کا ذاتی اور ناشی عن الذات ہوتا ہے ص ۱۵  
تحذیر میں موجود ہے۔ (مطبوعہ مکتبہ عالم اسلام لاہور)

پس وصفت نبوت خاتم کا مقتضائے ذات اور ناشی عن الذات اور لازم ذاتی ہوا  
بلکہ اس وصفت کا تین ذات خاتم ہوتا بھی جواب معذرت میں جائز کھلے ہیں  
محل اس وصفت کا ذات خاتم پر ضروری اور واجب بالذات ہوگا کیونکہ بسبب لازم  
ذاتی ہونے کے ملوہ وجوب ذاتی کا ہے پس لا محالہ مقابل اس کا مادہ امتناع ذاتی کا ہوگا۔  
اب سننے کو چاہیے آپ کے قول کے موافق خاتم خاتم ضروری اور واجب بالذات

ہے تو لاحالہ الخاتم میں بخاتم متنع بالذات ہوا اور ظاہر ہے کہ جب خاتم مطلق دوسرا آپ کے نزدیک ممکن ہے اور اس کو واقع اور موجود فرض کیا تو خاتم اول خاتم مطلق ذرا بڑا اور ظاہر مطلق نکلا جس کا وہ خاتم خاتم نہیں ہیں فقیر الخاتم لا فر موجود مستلزم الخاتم میں بخاتم کہا ہوا جیسے الخمر شجر مستلزم الخمر میں شجر کا ہے پس مثل الخمر شجر کے لائق آثار موجود متنع بالذات ہوا آپ خود ہی فرماتے ہیں کہ جس محل سے سلب الشیء عن نفسه لازم آوے وہ متنع بالذات ہوتا ہے چنانچہ الخمر شجر کو کسی بنا پر متنع بالذات فرمایا ہے جیسے مفہوم حجر میں نفی شجریت آپ کے نزدیک ناخوہ ہے ایسے ہی ہر مائل کے نزدیک متنع خاتم مطلق میں نفی خاتم آخر نفی ہی آخر اخو ہے پس الخاتم لا تو موجود دلیل الہی بعد خاتم مطلق موجود بل سبب مستلزم ہونے سلب الشیء عن نفسه اعنی الخاتم میں سبب خاتم کے متنع بالذات شہرا پس نظیر خاتم البین صلی اللہ علیہ وسلم کا متنع بالذات ہونا آپ کے مننے لینے سے بھی ثابت ہو گیا جیسے ہمارے منبع علیہ سے ثابت ہوتا ہے اور فقیر دلیل میں ہے جو عرض کیا کہ جو خاتم مطلق آخر کات الخاتم یا بعد الخاتم مستلزم الخاتم میں بخاتم کہ ہے پس متنع بالذات ہوا بلکہ آپ تو بطریق اولیٰ متنع بالذات کہتے آپ تو وصف نبوت کو خاتم کا ذاتی فرماتے ہیں پس سلب اس کا بدتر اولیٰ متنع بالذات چوتھا ہم لوگوں کو اگر متنع بالذات سمجھے نظیر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تردد ہوتا ہوتا کہ ہمارے نزدیک ہر وصف موصوف بالذات ہی ہوتا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ ہر ممکن کا متنع بالذات ہے بڑی حیرت اور تعجب ہے کہ خود حکمت کے وجود اور کلمات کو سبب کو عرضی معنی بالرحمن فراموش اور ہم سے انصاف پر جیسے کہ سبب کوئی مسلمانوں میں ایسا ہو گا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متنع عن اللہ نہ معنا نہ جیسے اور پھر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصف بالذات

نبوت فراموش اور اس وصف کو ان کا ذاتی لازم ذات اور ذاتی عن الذات اور متنع سے ذات اور مدار عن الذات بلکہ نبی ذات فرمادیں بلکہ آنایہ کے نور کو بھی اس کا ذاتی نہیں اور اگر تیسرا عرض کرتا ہوں کہ مولانا آزاد اور تو کیسے موصوف بالذات کہتے ہیں خلیفان لازم آتی ہیں تو جواب ارشاد ہوتا ہے کہ توحید کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکور ہوئی ہے جو بہت انصافیت سے انکار کرتا ہے وہاں چونکہ نام کرتا ہے اور آپ ان کا کام کرتا ہے قصور صحت ہر ہم پر تو یہ عرض کرو توحید خداوندی کہ موصوف کے توحید جوئی پر ایمان ہے باوجودیکہ یہی توحید جوئی سنائی توحید خداوندی کہ حق تعالیٰ خاتم الانبیاء مطلقا لانی ہو گا فی غیر الاصلیٰ ماضی و مستقبل لا یخیر ہذا ایمان ہے اور یہ ہرگز مخالفت و تناقض لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کی نہیں اگر ہر توحید کو تنزیہ کیسے ہر آپ ہی نے وہ توحید جوئی اختیار کیا کہ ناسخ توحید خداوندی کی ہے اعنی موصوف بالذات ہونا جو خاص خداوند تعالیٰ کریم کا ہے نبی کریم کو ثابت کیا فرمایا ہے کہ توحید خداوندی کسی نے کیا اور تشبہ بالانصار کسی کو لازم آیا

### آیت خاتم النبیین الہی کی تفسیر میں غلط بحث

اور یہ پوچھ کھتے ہیں کہ

۱۔ میری عرض ثابت انصافیت ہے اور اسی آیت کے گریہ سمجھنے نے ہمیں تو ہرگز انصافیت ثابت نہیں ہو سکتی اور کوئی نفس کا نام اللہ میں الہی موجود نہیں جس سے جنت انصافیت ہو اور اگر ہو بھی تو یہ نوع نہیں کہ ہلاستار اذن وہاں تک پہنچے ۲۔ حدیث واجابہ کہ نہایت ایسا نہیں جس سے انکار نہ ہو سکے یہ سب خیالات آپ کے خلاف دہاصل ہیں اور فہم بحث انصافیت کی نہ حق غایت کی عرض اور اس کا ثابت کرنے کی کیا ضرورت تھی خود بالحق ثابت تھی لیکن فرمایا کہ غایتیت جو بعد ازلہ النفس ثابت تھی وہ

اثر ابن عباس کو بظاہر پروردگار ہی انکے رافع مدارجہ کے واسطے اس قدر تحقیر اٹھائی خاتم کے معنی لغوی چھوڑ کر موصوف بالذات کے معنی کے مندر سے جہاں کہ پر ملا کے تھے انکھڑے ہوئے جو کوئی اس سے انکار کرے اس کے خلاف کیا اٹھاد کرے اس کو حد حکمت کے برابر کہیں تو افضلیت ثابت کرتا ہیں تو اس سے انکار کرتا ہے بلکہ اس معنی کا افضلیت کب ثابت ہو سکتی ہے۔

اسے حضرت افضلیت کا ذکر کیا کہ جس پر مدارجہ حدیث و روایت کا تو خاتمہ مطلقہ میں آپ نے رافع مدارجہ حد کے واسطے خاتم کو اپنے معنی لغوی سے بیز کر موصوف بالذات کے معنی پر لیا فقیر نے ان معنی کو محال سمجھ کر انکار کیا تو آپ فرماتے ہیں کہ تو جو جہات افضلیت سے انکار کرتا ہے۔

اسکی مثل ایسی ہے کہ کوئی نصرانی کسی نصرانی کے سامنے ابن آدم ہونے میں علیہ السلام پر دلیل دے دوسرا اسی عنان گیری کرے اور کہے کہ تو کیا کہتا ہے کہیں عبد اللہ صبرا بن اللہ تھا ہے اس کے جواب میں پہلا نصرانی دوسرے سے کہے کہ تجھ کو بھی علیہ السلام سے مذہب معلوم ہوتی ہے جو جہات افضلیت سے انکار کرتا ہے۔

اور اگر آپ کی یہ عرض ہے کہ ایت صرف خاقیت کے واسطے مسوق نہیں ہوتی بلکہ افضلیت کے واسطے بھی مسوق ہے تو یہ سب سے بڑا ثبوت افضلیت میں پر خاقیت مطلقہ ہے اور خاقیت آپ کے معنی کے معنی کو تو ہے موصوف بالذات ہونے خاتم پر اور یہ محال ہے جیسے گذرا پس وہ افضلیت کیجئے آپ دے دے تھے ثابت نہ ہوئی ہیں جس سے صفے سے بخوبی ثابت ہے مطلق خاتم صرف تاخیر زمانی پر نہیں ولادت کرتا بلکہ افضلیت پر ہی دال ہے ایسے کلام اہل لسان کا ہے کہ جب کوئی شخص کسی وقعت میں اپنے اقرار سے افضل ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ اس پر ختم ہے مثلاً کہتے ہیں پہلا میں اس پر ختم ہے ثانی اس پر ختم ہے اسی مدارجہ کے موافق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو ت میرے مدارجہ پر ختم ہے یہ سب نبیوں

کا خاتمہ ہے میں خاقیت مطلقہ لغت اور معنی انھیں من انھیں فی نصف النہار بھی گئی نہ صرف آخر زمانی کلام الہی جاس فی ثبوت فی غایۃ المہافت ہے اگر صرف تاخیر زمانی بیان کرنا چاہتے تو فرمادے کہ آخر الزمانی نہ تھا مگر چونکہ انھار تہذیب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم منظور تھا اس نے لفظ خاتم اختیار فرمایا۔ شہادت اللہ احسن للبتکین

اب ثبوت افضلیت تو اسی آیت سے ہو گیا آپ کی توقع کے خلاف ہوا مثنی الہی سے بخلاف ہوا تاہن تو پہنچ گیا دعا کرتے ہیں کہ آپ کا ذہن بھی پہنچ جائے اور موصوف بالذات کہنے سے بڑا ہیں۔ لافتنظروا من رحمۃ اللہ پر عمل فرمائیے توقع قطع نہ کیجئے۔

## ثبوت افضلیت اور اسپر دلائل

اس آیت کے سوا اور آیات بھی ثبوت افضلیت پر دال ہیں قطع نظر حدیث و احادیث سے جیسے آیت رعدہ صاعین و کلمہ خیر امتہ الا نبی و اذا اعتدنا مشاق النبیین الا نبی و فی ذلک لکرم افضلیت چونکہ امر ثابت ہے اور اس کا کوئی مسلمان منکر نہیں معلوم ہوتا تو اس کے اثبات میں تعویض لافعلی ہے اور ثبوت افضلیت اگر حدیث و احادیث سے بھی کر سکتے ہیں الیہا نہیں جس سے کوئی مسلمان انکار کر سکے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ جو حدیث و احادیث آپ پیش کریں انکی سند میں کلام کرے یہ آپ کو چاہیے کہ حدیث و احادیث میں سند نہ لایا ہو کہ میں آپ کو آپ نے تو موصوف بالذات ہونے کے ثبوت میں اجماع کو کیا کوئی حدیث ضعیف بھی نہ دیکھی جس سے کوئی انکار کرے یا ذکر نہ آپ نے تو صرف ایک خیال مال با دعا ہے ہر اسکے اتباع کے ہمہ متعلق ہیں اگر اتباع میں ذرا بھی تصور پاتے ہیں تو کیسے کیسے عقاب فرماتے ہیں۔

## سات زمینوں کے بارے میں مونیہ کا نظریہ

متنہ بالذات مضمیر اسے ہیں الخاتم المطلق کا فور موجودہ لفظ الخاتم میں خاتم کا ہے سرور متنع بالذات  
سمجھا جائے گا۔

هَذَا غَايَةُ الْقَصْعِ مَنَّا. وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ



نہایت پرکارت اگرچہ بظاہر معارضہ افزا رہے جس کے بے گریہ معارضہ بدون اثبات  
انفصالت کا مختلف رہنے ہو سکتا ہے اس حدیث کی تفصیح مونیہ کا کرنامہ بھی کہ ہے  
جہن کو آپ اس کا اہل نہیں سمجھتے ان کی کابلی آپ کے اہلوں کی اہلیت سے برہمی ہوئی ہے  
انہوں نے حدیث کو صحیح فرمایا ہے اور اسکے معنی ایسے بیان کئے کہ آیت سے معارضہ نہیں  
فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عباسؓ اس قول میں اشارہ وہ وطن عالم شمال کے فرماتے ہیں کہ  
اشد من شاذ کے لئے سات زمین زمین شمال میں ہیں کہ ہر زمین میں کوہ کرم سے لے کر تھمارے جہنم  
اور ایک روایت میں عباسؓ تک ہر ایک کی مثال موجود ہے۔

دیکھئے اب اس حدیث سے تعدد شمالی کوہ کرم آیا اور برہمائی وصحت شہادت مانی  
کا ہرگز نہیں چنانچہ ایک شخص کے گرد متعدد دائرہ نصب کئے جائیں تو ہر دائرہ میں شمال  
ہوگی لہذا کہ حدیث مستغنیہ ظاہر میں کچھ غلط نہیں آئے گا دیکھئے دالہ ہر کوہ کرم میں ایک  
کوہ جو کہ جس کے اسی طرح بہاں پر ہر زمین میں وہی ایک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم  
رواقی افز زمین۔

مولانا صاحب! اس پر عتدہ جیسے کہ کوئی نہ کوئی دوسرا لفظ الخاتم اضافی ہو بعد خاتم مطلق  
کے ہرگز نہیں ہو سکتا اور خاتم مطلق درمیان میں ہو یا کسی ہیئت میں ہو ممکن نہیں بلکہ  
مستلزم ہونے الخاتم میں خاتم کے متنع بالذات ہے کہ مترقیین ہے کہ جب انھیں  
بجور کہ متنع بالذات سمجھا ہے تو الخاتم میں خاتم بھی متنع بالذات سمجھیں گے اور متناع  
بالذات لازم کا مستلزم امتناع بالذات لازم کا ہونا مسلم ہے اس بنا پر الجبر شریعہ

حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بجواب مکتوب دوم مولوی عبدالعزیز صاحب

کترینہ خلائق کو قاسم علی اشد عودہ کرم سلع معلوم مولانا عبدالعزیز سلمہ اللہ تعالیٰ  
کندھت سرا با حیات میں بدسلام و نیا زعفران پر ملا ہے۔

عرض اول

اگر میں تیسویں اس ماہ فیصد کو لینے دے مں سے اس قصبہ دیوبند میں پہنچا تو دالانہ رکھا  
ہوا دیکھا کیا کہنے اگر اس گناہ کے نام و نشان کی خبر پہلے سے آپ کو ہوئی تو میرے کہنے پہنچنے کی  
کچھ حاجت نہ تھی برا و راست آپ کا حیات نامہ میرے پاس پہنچا اور اتنی دیر نہ لگتی۔

میر جو کہ پہلے بہت نرسٹ مارا کہ تار سائی کے باعث اتنی دیر کی عروسی تھی وہ تو میری کچھ اب  
اگلے سینے پر سن پڑا ہے اس نے اگلے دن آپ کے دالانہ کو کھول کر دیکھا تو مسلم ہو کر آپ نے  
اشارہ بنایا کہ کبھی نہیں کر لیا ارے میں عرض حاضر کو خانہ انبیین میں بھی مان لیا اندھی ٹیکہ میں  
بھی تسلیم فرمایا ہاں انسان فریق ہاں ہے کرتا غیب و گویا میں ہوتا ہے اور حجابات عذرات  
میں میں من اولہ الی آخرہ کچھ چون و چرا نہ فرمائی ایک فقط موصوفہ اہانتا ہونے پر رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کس قدر جوش و خروش اور حجاب و رعایت باقی ہے سورتے انصاف

ایسے بڑے انصاف کے بعد ایک عورتی سی تا انصافی کی داود فرما کیا مناسب ہے اور غلطے برے  
انصاف کے بعد ایسے دل آزاری کی کیا شکایت کیجئے اور کیوں کہنے اگر یہ بھی نہ ہو تو دالانہ کو کھول کر  
سراپا نقد کسرتیاں ہڈیاں اس قصاب کو تو حیات کے زخم شول لبتا چاہئے تو ہوں کی لاری بات  
بھی میٹھی ہوتی ہے اور عیب محاب نظر آکا کرتے ہیں

میں کی مرس کی اسے سکی تیرے دونوں بید حائلے

غندے تھے تیرہوں دونوں اگل بھجائے

مولانا ادا رکھانے کی شکایت میرے سر سنا سکھوں پر گر گئی بات بو پھینے تو ہاری  
آپ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک ہرن اور ایک گرگ کہیں ایک کشتی میں سوار تھے ہرن کو  
تازہ دوا دیکھ کر گرگ کا کج لب لایا لا اقام تصور کی مزدت دیکھ کر یہ فرمایا کون خاک اڑاتے ہو  
ہرن نے عرض کیا جناب عالی کما منظور ہے تو میں بدلے کس موجود ہوں پڑ تو فرمائیے کہ دیابیں  
خاک کا کیا سب ہے جو یہ قصاب ہے سوائے یہاں ہماری طرف سے گناہ شری ہے کہ اگر ملا ہوا  
کہنے کجی چاہتا ہے تو ہم موجود ہیں گرگ پر جواب بعد میں ہم سے کچھ گستاخی ہو پھانے تو پھر  
حقانیت کے کیا سنی۔

مولانا ہادی آپ کی اول فحاشات ہوئی قریوں ہوئی کہ آپ کا حیات نامہ اولی جو  
سراپا غائب تھا موجب افتخار ہوا ہم نے دیکھا مولانا کے شرب و ذہب میں الیہیوں  
سے محبت میں تو فرق کیا آئے گناہانے محبت اسی بات پر ہے اسے قلم کوک روک کر دیا  
سبق سنی کجی تو آپ اسی کو غصہ کھینچے ہمارا درحکات سے تعبیر کرتے ہیں اس بات کو دیکھ کر  
واقع استغفار و غور فقیر کی عزت دیکھنا ہوں آپ نے انصاف دیکھا معاف تو کیجئے پرا نا  
سن لیجئے کرب و بھر غلو کا بت میں نہیں آسکتا نہ آپ ادا ہو کر سنے تو میری عرض  
و مودع کو غصہ پر حملہ نہ فرماتے اگر کہتے تو جواب ترک بشر کی ہی کہتے اب علیہ موبہات سے  
عہ تیرا تیرا مودہ لاری ہوا دیکھ کر آج میں دیکھ کر کہنا چاہتا ہے کہ غندہ اللہ کرم ہاں سب کا ہے ۱۰

سے بھی بڑی ہے بلکہ جو عدم نمانت مزاج مباح کوسمان سمجھ کر عرض ہے کہ شاید کوئی چیز  
چھانڈ کر بات میرے علم سے نکل جائے اگر یہ بھی ایسا ہو بلکہ اگر کسی سے بھی اطلاع ہو۔

تقصیر معاف اب عرض مطلب کہ وقت ہے اور تو تیرے فراموشی کے کل پرسوں فرصت  
نہی آج چوبیسویں واقعہ روز سرشنہ کر بیٹھا ہوں سڑی کے باعث اتنے کاروبار میں نہیں  
دن چڑھے تک احباب آجائیں گے دیکھئے آج بھی ارسال جواب کی فوج آئی ہے یا نہیں  
نفلت فرصت کے باعث جواب تفصیلی تو بعض احباب کے سرور اثر و فرصت دو چار  
مدد میں انشاء اللہ آپ کو اس بات سے مطلع کر کے کہ آپ کے ہر فقرہ کا جواب خود جوابات  
محدودات چار گز میں موجود ہے ہر احوال میں بھی کچھ عرض کئے دیتا ہوں۔

پرائیویٹ گلاڈ اسٹیشن ہے مولانا فضل حق صاحب مرحوم و مغفور کے حاشیہ تاضی پر بعض  
نفسا و وقت نے کچھ اعتراض کئے تھے مولانا نے دیکھا اور لوگ امیدوار تھے جواب سنے۔  
ہر آپ نے کچھ ذکر کیا اور یہ فرمایا کہ اس کے جواب میں تاجی کے حاشیہ بھی میں ہیں سوائے  
یہ احباب تو آپ کے داماد کا کامیابی ہے۔

مگر ہاں بن کہے راہیں جا آمولنا آپ نے اس شاعر کو بھی بات کیا جی کا یہ شعر ہے

ہر غرض گفت دست در زلف

کہ حق نماں نور اولی انشاء شکبہ

## استلزام محو غم سے استلزام عام مراد نہیں

علم بیشتر نور و شریعت آپ کا یہ استدلال کہ نہیں کہ حبیب جناب فتح باب  
موصوف بالنبوت بلاذات ہرے تو مانتی قاعدہ مقدرہ قاسم استلزام ذاتی تنظیر بنوی  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ لازم آیا کہ نہ در صورت وجود دیگر جبر حضرت نبی خوارزماں

صلی اللہ علیہ وسلم انتم لیس باقام صیغہ بزرگ سبحان اللہ ان میں چھوٹے میں چھوٹے  
مولانا اگر رحمت الہی میں ہی لازم آتی تو آپ کہہ سکتے تھے کہ قاسم بنوہ عمری صلی  
اللہ علیہ وسلم کو ذاتی معنی معقولات ذات کہتا ہے اور سب لازم ذات اس کے نزدیک منقول  
علاقت ہے کہ کو کہ سب الشیخ عن لغزہ کو مستلزم ہے بالیوں کہ بلاذات مستلزم ہے اور  
اس صورت میں وہی بات لازم ہے اگر میں طاہریت زمانی کو معقولات ذات کہتا تو بلازہ آپ  
کا یہ فرصت ہے انشاء اللہ بجا تھی۔

میں بتصریح کہہ چکا ہوں کہ تفسیر محمد خاتم النبیین الاقم مکانات ہے معزورات و معقولات  
میں سے نہیں اب فرمائیے آپ کا کہے یا نہی اور چلے پر واپسی کی تم شکایت کریں یا ذکر  
تو بہ استغفار اللہ کہ کہنے لگا مولانا کو تو اپنے کلام کے مطالعہ بکرا ملاحظہ کریں فرصت نہیں،  
تیرے کلام کو کیا دیکھیں و وسط پر بیشتر نبوت کے معقولات ذات ہونے کا ذکر ملاحظہ  
اس کو پلٹ کر دیکھ لیتے تو غایت کو کیوں لے دوڑتے۔

دوسری صفحے میں نے سب لوازم ذات کو منجملہ حالات رکھا ہے اور سب بیانات  
ایمن عداقت کو مکانات میں سے رکھا ہے اور بتصریح یہ کہہ رہا ہے کہ اگر کسی محل ممکن پر  
کوئی محل مانتی ذاتی کا سبب عارض ہو جائے تو وہ منقولہ مکانات ذاتی اور محالات بغیر  
ہر گاہ کہ بعض مواقع میں یہ لفظ بھی موجود ہے کہ جو سبب کہ سبب محل ذاتی کو مشتمل ہوا اور  
عرض اس سے بھی صحیح کہ لازم سبب الشیخ عن لغزہ سے لازم وجود مولانا مراد دے متنبی  
بالاوم عام پر محمول ذکر کریں۔

اور جیسا حاشیہ کی یہ تھی کہ بتصریح کہہ چکا تھا کہ ذات کہ لازم ذات پر مشتمل  
ہوئی ہے اس صورت میں سبب لازم ذات سبب ذات عن الذات یا سبب لازم عن  
اللازم کو مشتمل ہوگا۔



علاوہ بریں جب حصر کر چکا ہو کہ زمین مراد معلوم مادہ و جوہر اور زمین مراد معلوم مواد و  
اتحاد ہی باقی سب مراد امکان تو ایجاب لازم وجود اور سلب لازم عدم و چونکہ متعلقہ ممکنات ہوں  
گئے کیونکہ دوام معلوم جو متفقہ لازم ہے معارض امکان نہیں اگر ہے تو معارض فعلیت چاہ  
اگر کسی نے دوام و ضرورت کو مستلزم عن طریقہ کیا ہے تو اذنی تو اس کو کہنا غلط ایک قول  
ہے دلیل ہے چہرہ دوام کو معارض امکان کیوں کہیے دوسرے عموم منعموم تم تسادی معد ان  
سے باطل نہیں ہو سکتا بلکہ لازم ذاتی یا بین لازم و لازم ذات اس بات کو بالذات مستلزم  
ہے کہ سلب الاذم عن اللزوم بالذات محال اور سلب الاذم الذاتی عن الذات سلب الشئ  
عن نفسه کو بالذات مستلزم ہے استلزام عام نہیں جو آپ بر مستلزم محال ذاتی کو محال ذاتی  
محمسہ متعلق بالذات سلب الشئ عن نفسه کو مستلزم ہے مگر لازم وجود ہوتا ہے لازم ذات نہیں ہوتا  
اور بیان بحث لازم ذات محال لازم ذات محال گناہش ہے۔

آپ زیادہ اذہاؤں نہ چلاؤں کہ استلزام کو کیسے وجہ ازادہ ضرورتی جو آپ کے نزدیک  
وجہ معقول ہے استلزام عام پر محمول کر کے لڑنے کو تیار ہو براہ حیاتیہ نیز دیکھ کر سیاق  
و سباق کو کہ استلزام محض ہو کہ استلزام ذات خیال فرمائیے اور اس لڑائی کو جانے دیجئے  
مذہب شریک آپ آگے آگے ہوں اللہ ہم پیچھے پیچھے

### اتحاد ذاتی فیض کا نتیجہ توحید محمدی کا اقرار ہے

اللہ نے توحید محمدی بطور اتحاد ذاتی فیض کو آپ پہنچتے ہیں کیونکہ وجوب ذاتی خودی  
صلی اللہ علیہ وسلم کو مستلزم ہے، مولیٰنا! میں تشریح کیا ہونے انصاف بقدر صحت عرض کر چکا  
مگر آپ کا گوشہ انصاف تو ادھی طرف مائل ہے مگر اعتراض پیچھے کیجئے گا پہلے میرے کام  
نہیں کر رہے ہوں۔

حضرت یہ میرے ہی کھٹا کھٹا کاوش متعلوہ مراد و جوہر اور مواد مشترکہ معروضہ و متعلقہ  
اور مواد باقیہ مراد امکان ہوتے ہیں اتحاد بات کیا آپ کے لئے اس بات میں کافی دھماکا اگر سلب توحید  
محمدی صلی اللہ علیہ وسلم متعلق بالذات ہوگا تو توحید محمدی صلی اللہ علیہ وسلم واجب ہوگی اس ضرورت  
میں تفسیر صلی اللہ علیہ وسلم مادہ و لاشریک لہ میں محمول کہ زمین معروضہ باوجود مراد ہے۔  
تب تو سلب خودی ہر ہے وہی احتمال ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت مذکورہ پر لازم  
آئے گا اور موافق تقریر معلوم وہی سلب الشئ عن نفسه سرور ہاڑے گا۔ اب فرمائیے  
اس وحدت میں اور وحدت خداوندی میں کیا فرق رہ جائے گا وہاں بھی وحدت متعققات  
تھی یہاں بھی متعققات ذات ہے، مگر اس وحدت کے متعققات ذات ہونے کی یہ وجہ ہے  
کہ ذات محمدی تمام موافق وجود کو محیط ہے اور معد ان بکل شئی جیختہ اس کو کہہ سکتی ہیں لہذا  
اس وجہ سے گناہش ثنائی ذاتی وہی یا ہوں کو ثنائی کے لئے مادہ غیر ذاتی نہیں رہا تو ایسے آپ کا ارشاد  
در بارہ اتحاد ذاتی فیض محمدی صلی اللہ علیہ وسلم صحیح کیونکہ امکان کے لئے اتحاد چاہئے کہ خواہ  
وجود میں گناہش مادہ و لاشریک ہو جوہر ہے نہیں تو امکان میں نہیں مگر میرا یہی ہے قول درست نکلا  
کہ توحید کا اتحاد ذاتی اصل کے وجوب ذاتی کو مستثنیٰ ہے۔

ہاں آپ پر یہ اور نقض وارد ہو جائے گا کہ آپ ذات محمدی فیض خداوند وحدہ لاشریک  
لاشکل وراثت خداوندی فیض ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ان اس وحدت میں تائید امکان  
کو اور دلیل کی ضرورت نہ رہی امکان کے لئے فعلیت تک ذات ہو چکی، ہر آپ کو بھی  
توحید خداوندی کے اثبات کی کوئی نصرت نہ رہی، مگر ہاں آپ کو ایک مشکل آپ کو اس شمر پر  
عمل کرنے کی گناہش ہے

خدا کو کہنا قرآن میں کش گناہش  
گناہش تک نام پر بار نہ فرمادہ

اور اگر وہ امتناع ذاتی و عدم خود اندازی ہے تو عدم خود دلیل امکان ہے اور اگر کوئی اور دلیل ہے تو ہم بھی مشتاق پیشے ہیں ہم بھی تو انسان اور سارے کو یکساں اور عقلی سے بہر مند ہوں جن کے ہر دے آپ مدعی امتناع ذاتی تخیل کو ہی صلے اللہ علیہ وسلم ہوئے اور ان کے پتے تو بعد محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ذکر و تذکرہ ارکان ایمان سمجھا۔

ہاں مولیٰ بنا آپ کو خدا کی قسم ہے درین ذرائع کہ جب چیز چار چیز صغیری تو آپ اپنی گزرتیے ہیں جی اشاء اللہ آپ سے نہیں ہے مگر خدا کے لئے امتناع ذاتی کی طرح وصیت ذاتی کے بدلے وصیت بالوہن کی آڑ میں ڈال دینے گا اور استدلال عروض الجواب کہ طرح سوال نہ آسان و جواب از رسیاں در برستے گہا ہر بار طوط سے یہ یاد ہے پلنے ہی اقد میں قلم ہے اشاء اللہ خدا کو منظور ہے تو ہر طرح سے ہر میدان میں ہیں جیتیں گے و گذارش غلات عادت طبعی آپ کے لانا اعضا فیوض کے پتے ہم در ذم تو آپ کی ضمانتی کا دم بھرتے تھے آپ کی سلامت طبع کو گھاتے بھرتے تھے جب آپ اس پال پٹے تو آپ کی تفریح مینے کے لئے ہیں جی یہ راہ اختیار کرنا پڑا۔

### آنحضرت ﷺ ہر وصف میں موصوف بالذات نہیں

اور سینے آپ فرماتے ہیں ہر وصف میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موصوف بالذات نہیں سمجھتے اگر موافق علامہ ذہبی لسان اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی وصف میں آپ موصوف بالذات ہیں کسی میں نہیں تو فرمائیے میں نے کہاں اس کے خلاف کہا ہے میں خود کہا ہوں کہ نبوت میں آپ موصوف بالذات غایت میں موصوف بالعرض اور کیوں نہ ہوں ادعوات اضافیہ و ذات مفردہ کے حق میں ادعوات عرضیہ ہوتے ہیں ادعوات ذاتیہ نہیں ہوتے اور کیوں نہ ہوں مجموعیہ و لازم ذات کے لئے مجموعیہ ذات کافی ہوتی ہے اور کسی کی طرف اشارہ

کی حاجت نہیں ہوتی اور اگر غلات علامہ و شہادت سیاق یہ مطلب ان الفاظ کے ساتھ چپکائیے کہ کسی وصف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیکر اور تمام مخلوقات موصوف بالذات نہیں تو اس کے خلاف ہونے میں وہ جی مثالی ہو کہ وحدۃ وجود سے وحدۃ وجود و توحید فرق مراتب پر خاک ڈالنا جو بعد شریعت اور طریقت کے پیچھے آکر وہ علامہ و علامہ نہ کرنا کہ وحدۃ مولیٰ بنا! جیسے حرکت واحد ہے اور حرکت میں فیض اور جاس فیض نہ مال مشہور میں متعدد ہیں ایسے بیکر و کواحد دانئے اور اور موجود متعدد کہنے اسی کی طرف اس شعر مشہور و مقبول میں اشارہ ہے

ہر مرتبہ اللہ وجود کسی دارد

گرتن مراتب تخی ذلتی

مولیٰ بنا! جیسے حرکت واحد کو فیض اور جاس کے اعتبار سے متعدد بلا شمار سمجھتے ہیں اور خود فیض اور جاس فیض کو متعدد و حقیقی ایسے ہی تعدد وجود اعتباری ہے اور تعدد مراتب تخی و اعتباری پلنے و لازم ذات میں احکام و آثار میں متعدد و حقیقی اور یہ دیکھتے تو ذاتی اور اعتدال و احیان جو لازم ذات حقائق ممکنہ میں سے ہے سب حقائق ممکنہ میں باعرض ہوا جی گئے اور موافق تادمہ و جی کمر بالوہن کے لئے ایک موصوف بالذات سے ان ادعوات کو ذات بحث کی طرف بطور مراتب و قطع نظر عن المراتب نسبت کرنا پڑے گا سو اگر ہماری مذہب میں آپ اس بات کو تسلیم کر بیٹھیں تو پھر یہ کواحد کا مالی نہیں بکا اسی سے کہے دیا ہوں ہم ہمارے تم جیسے گم ہاں تھے ہیں کہ اگر اس بات میں آپ کا بھی ہے ہر ایک فرق مراتب سے انکار نہیں کر سکتے کہ اگر آپ کے کلام خود فرق مراتب پر پہنچی اسیسے ہم اثبات فرق مراتب و میان وحدۃ تخی مراتب میں علم نہیں گھسائے کہ اگر مشرق طبعی و ظنی کا ثبات اگر ہوتا ہے تو فریقین ہر کے ذکر ہوتا ہے۔

## لفظ خاتم کی افضلیت پر دلالت کی واحد صورت

اگر نسخے آپ فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین افضلیت پر ہی دلالت کرتا ہے اور بنیاد اس  
دلائل کے پختہ بخلاہدہ پر رکھی ہے جناب عالی آپ نے بنا و افضلیت پر باشارہ بخلاہدہ بھی پر  
بنیاد بخلاہدہ کچھ حاشیہ زبانی اگر آپ غور فرماتے تو یہ بات حجاب ہو جاتی میں یہ عرض کر چکا ہوں  
کہ افضلیت و منفویت شکلات میں ہو کر اکتی ہے اور فطرتی علوم و ادیان پر موقوف  
ہے چنانچہ بعد اسکو فقرہ برحق آپ تو تسلیم ہی فرما چکے اور بھی کوئی بشر و انعام و ارادہ  
نہیں مئے گا تو اسی کا اقرار کرے گا کہ آپ فرمائیے ہو کہ اگر افضلیت و منفویت متفقہ  
ہو سکتے ہے اس صحت میں وہ ہی انجام آٹھرا جو میں نے عرض کیا تھا حسب اطلاع احتساب  
کو موصوفات و اذات کہنا پڑے گا میں پر آپ نے یہ بڑا مانگا نہیں پناہ۔

مولینا مطلب سے مطلب ہے افاضہ و استفادہ تو عالم میں مشہور ہے جو شخص  
کو مفید کو عالم اسباب و احوالات میں موصوفات و اذات کہے اگر بغیر منکر انکشاف ہے تو یہ قواعد  
ہر است ہے اور اگر بغیر مخالفت اصطلاح اہل فن ہے تو اس کو مواخذہ عقلی نہیں  
کہتے تو اور کس کو کہتے ہیں آپ نے نہ عام خود موافات غلطی کر چھوڑا اور انکو مواخذہ عقلی  
ذریعہ مواخذہ منوی تو مواخذہ عقلی شکا اور مواخذہ عقلی لکھ دیا جو گناہ مواخذہ رسم خط ہو کر  
مواخذہ عقلی بھی چھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو بانی اصطلاح کا قول میرے قول کے خلاف  
پیش کر ہی ہو یہ تو معلوم اس لئے بھی بہتر کہ آپ تسلیم کر لیں آپ معصوب بصواب ہوں گے  
ہم بدعت کاکرم ہو گا۔

## خاتمیت زبانی مجمع علیہ خاتمیت مرتبی کے منافی نہیں

اور نسخے آپ خاتمیت زبانی کو نسخہ میں طبع فرماتے ہیں اگر یہ مطلب ہے کہ خاتمیت زبانی  
مجمع علیہ ہے خاتم النبیین سے نافذ ہو یا اگر کس سے تو اس میں انکار ہی کے ہے اور اگر  
یہ مطلب ہے کہ لفظ خاتم النبیین سے مراد ہونا مجمع علیہ ہے تو اس میں ہمارا کیا نقصان ہے  
جو یہ آپ پردہ میں آوازہ غرق اجسام کہتے ہیں تحذیر کو غور سے دیکھا ہوا اس میں خود جو  
ہے کہ لفظ خاتم تینوں معنوں پر ہر لالت مطابق لالت کرتا ہے اور اسکا کو اپنا غدار قرار  
دیا تھا اور اگر یہ مطلب ہے کہ سوائے خاتمیت زبانی اور معنوں کا مراد لینا مخالفت اجسام  
ہے تو اولیٰ تو آپ ہی فرمائیں کہ خاتمیت مرتبی جو مشہور لالت افاضلیت ہے آپ نے کیوں مراد  
لی وہ سرے حایت کے کہ اشہب فرماتا تھا کہ وہ اجماع تک منقذ ہوا ایک آپ کے طبع پر قیاس  
بین الحقیقت والہام یا مجمع بین المعانی الشکر کہ لازم آئے گا افاضل تکلیف الاشارة۔

## صحت حدیث میں صرف صوفیا کا قول مستند نہیں

اور نسخے آپ حضرات مؤثرہ کہ ہر دس ائمہ اسرار ہم کے ذمہ تصحیح اشرکاتے ہیں  
اولیٰ تو یہ فرمائیے کہ تصحیح بیان صحیح علیہ القبول سے کیونکر لازم آتا ہے یعنی جیسے میں نے اشر  
ذکر کے ایک مسئلے کے اندر یہ لکھا کہ یہ حدیث معتدہ نہیں دے سکتے ہر اگر یہ اشر صحیح ہے جیسے  
محدثین فرماتے ہیں تو پھر صحیح ہی ہو گا کہ اشر مخالفت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لالت  
ایسے ہی لکھ رہے ہیں کہ بعض صحت کچھ فرمایا ہو تو ان فرمایا جیسے معارض صحت نہیں مفید  
صحت بھی نہیں بلکہ اگر وہ کسی حدیث کو صحیح کہیں تو سنا ان کا قول قابل استناد و اعتماد نہیں

عشرین کو دیکھنے کو دعائے سلام کی فراتھ جس اور العاقل تصفیه الاشرار۔

اور اسی بات سے لگ کر ان کا اہل ہونا لازم آتا ہے تو یوں کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
میں من اہل الشریعہ کی مقدار ما علمناہم الشریعہ ما یستقی لہ یہی ہے آپ کے نزدیک  
معاذ اللہ ایسے ہی اقوال کا تسمیہ ہوگا۔

اور اسے بھی جانے دیجئے محدثین کی اہل آپ کے قول پر آپ کے نزدیک لازم ہے  
گی۔ اور اگر فرض کیجئے کہ ان کو بروئے مکلف و ہر وقت زمین کی کیفیت بتنازع فیہا عالم  
مثال میں معلوم ہوا ہے کہ اس سے اثر کی تسمیہ کی ضرورت لازم آتی ہے۔ وہ ایک جہی بات  
ہے اور حاصل معنوں اثر ایک جہی بات ہے۔ در صورت صحت اثر معلوم کوئی قائل عالم  
اس اثر کو عالم مثال پر عمل نہیں کر سکتا، آیت اللہ الذی تحقیق شہدۃ شہادت  
بیان واقع عالم مثال پر کوئی عمل نہیں کر سکتا اگر کرے تو کوئی تہ امتناعی کرے کہ آسمان و زمین  
کو عالم شہادت کے موجودات میں سے نہ جیتا ہوا ایسے ہی اثر ذکر بیان عالم مثال پر بات  
نہیں کرے۔

### عالم مثال متعدد کے لئے عالم شہادت بھی متعدد ضروری ہے

اگر ہم عالم مثال کے لئے کوئی عالم معین یا عالم شہادت میں چاہیے جس کے موجودات کے لئے  
وہاں مثال ترشحی جائے سو وہاں سات کا ہونا بیان کے بہت عالم کے وجود کے لئے کافی ہے،  
کیونکہ در صورت فرض عدم تو اہل امتناعی سائلہ واقعہ عالم شہادت متعدد تو اہل عالم مثال کی ضرورت  
وجہ اسکی یہ ہے کہ متعدد مومن مثال کا کوئی قائل ہی نہیں جیسے عالم شہادۃ واحد ہے،  
تحقیق موجودات مثالیہ جو انکس ضروری التسلیم در موجودات عالم شہادت اور موجودات  
مثالیہ ایک دوسرے سے مستغنی اور مستقل موجود نہیں گے سو یہ بات ہمیں تو اتنی ہی مضرب

کہ ہم ممکن ہی کے قائل تھے فعلیت نظیر عمری علیہ السلام علیہ وسلم کے قائل دیکھے اور آپ  
اپنی خبر جیسے یہ خبر جو ہوتا بلو اثر ذکر متنازعہ گناہ منکلا بالجسد اقرار انکس ضروری ہے  
پھر جب ملتا واحد مومن مثال و انکس واحد ہے تو اگر کوئی کہ متعدد ہوں گے تو زیادہ  
یہ تعدد تو اہل عالم مثال کہاں سے آئے گا اس صورت میں آپ کا رخا و خود ہمارے مطلب  
کی دلیل ہو جائے گا۔ مومن جیسے آئینہ واحد میں اگر کسی ایک ہو تو ایک ہی عکس ہوتا  
ہے اور متعدد ہوں تو متعدد ایسے ہی مومن مثال کو عیاں فرمائیے۔

ہاں زانہائے مختلفہ میں وحدت اشک کثیرہ علی سبیل التنازع فی الحدوث ممکن ہے  
سو یہ وہ احوال ہے جو آگے ذکر ہے یعنی اگر حیرت عات عالم شہادت خاکہ ذمت ختمی آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا ہر مثال بنائی گئی ہو یعنی ایک کو بنایا اور پھر معدوم کر دیا پھر دہر  
کو بنایا اور معدوم کر دیا یعنی ہذا القیاس قائل تو یہ معنی بشر و فہم اس اثر اور اس آیت کے پاس  
کو بھی نہیں چکے تہ شہادت ذوق فہم تمام عالم سین سلوات و بین اراحمی متعدد فی زمان واحد مراد  
ہیں دوسرے اس طرح سے بنانا اگر کسی سے بروئے مکلف مشغول متغول ہے تو اس کے لئے  
کوئی تعدد نہیں بلکہ اگر ثابت ہوگا تو اہل العلم ثابت یا لامتناہی بنی جالب الامتی۔

اور اگر یہ مطلب ہے کہ کھلی دکھو کس عمری چہرہ موجودی تو آپ ہی انصاف سے کیجئے  
میں نے اور کیا کہنا تھا جس پر یہ خود و غولہ باب جناب ہے مگر اس صورت میں جیسے غلالی  
دکھو کس آئینہ موجودات عالم مثال میں سے ہیں اور خود آئینہ موجودات عالم شہادت میں  
سے ہے فقہ کلمات انبیاء اراحمی سائلہ موجودات عالم میں سے ہوگا اور خود ذات انبیاء  
علیہم السلام موجودات عالم شہادت میں سے ہیں یہ کہنے کی بات وجود ثانی فقہ کلمات  
پر عالم شہادت میں ولایت ذکر کرے گا۔

## محمد روانہ گذارش

مولوی صاحب انصاف سے فرمائیں کہ میرا اس میں کیا نقصان ہے میں اثبات ثانی میں مسئلہ تحریر نہیں کھا اگر آپ کو انصاف محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطلب نہیں تو مجھے کوئی بھی مسئلہ اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطلب نہیں کہ ثانی کہوں تو مطلب ہو اگر کوئی ثانیاً اثبات کو کہیں بیب انہیں نکھال دو کہیں تصریح کیا ہو چنانچہ مقامات متعدد مستند بہ تصریح اس پر شاہد ہیں تو اگر کسی کو ضرورت علم شہادت میں سے کہے کہ کہوں گا۔

دعا قطار امکان وہ اور بات ہے اہل گاہ آپ کو انصاف سے مطلب ہو یا تو کچھ اور پشانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے ان کا مکمل ثبوت کے قائل ہوتے اور میری عرض تھا ذاتی سے امتحان ہی حق اور صدور و فطر و غوغا ثبوت سے بھی یہی مطلب تھا اگر پاس منصب پیشانی آپ کو سودا ہو گیا توں دوائے محبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمارے ذمہ دھوی جو دعائی تغیر ہے کہ آپ نگہ دیں ہو اگر اس اندک رفتار نہ ہو آپ کو منکر انصاف کہیں اور تفسیر کریں تو کیا وجہ ہے مگر ہمارا صلہ دیکھ کر غافلان تحریر میں سے آپ کو دیکھی اور کو اس آپ میں جہنم کیا۔

## بعد خاتم مطلق خاتم اصفانی کیوں ممنوع ہے

اور سنئے ہر کہ دایم فراموشی ہے کہ بعد خاتم مطلق خاتم اصفانی بھی نہیں ہو سکتا اگر بعد سے بعد یہ ذاتی مراد ہے تب تو یہ عرض ہے کہ نہ ہو سکتا اگر بعد اتمام ذاتی ہے تو یہ کیوں کر لازم کیا یا تھا۔ خاتمیت اور ایشو و دعا خاتمیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرورت ہوگی سوائی ضرورت ضرورت۔ مرنے ہوتی ہے ضرورت ذاتی نہیں ہوتی جو اشاعت ذاتی ہوگا مثلاً علیہ الغیر کو

ثانی ہے تو کیا ہے اور اگر بعد یہ ذاتی مراد ہے تو آپ کے زبان جانے اور آپ کی دایم کے زبان جانے ایسے ادبی کہاں ہیں اور جو وجود اصفانی کو وجود مطلق کی قدر متعین نہیں سبھان اللہ! لفظ نہیں ہو سکتا انکو دیکھنا چاہیے۔

کھنکھولینا یہ جو اطلاق لفظ مطلق کسی کلام پر اس عرض سے ہوتا ہے کہ عقیدہ اور اصفانی سے احتراز ہو اور اس قرینہ سے وجود مقید بہ التزام کھنکھولینا ہے کیا اسکی آپ کو خبر نہیں ایسے بلے خبر کہیں ہو گئے غیر اسے نہ اسنے کوئی وجہ تو فرمائیے کیوں نہیں ہو سکتا آپ اپنے عقیدہ کی یقوت خانیہ ہمارا دیکھ جیسے کیسے گا۔

## عجیب شیوہ مباحثہ

اور سنئے آپ تہ ذکر کہ طرح بار بار الفاظ میں برہان کے استسزام کو قرینہ وجہ اشاعت خاتم مطلق الہات فرماتے ہیں اہل تو آپ کو کون مناسبات کہ جواب کھنکھولینا جو مطلق استسزام بغیر خاتمیت ذاتی تھا کہ ہوں اور وہ بھی نہ گنتے تو اہل محضے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء کا ضروریہ برہان ثابت کرنا تھا اگر آپ کی مثل ہے جگ

لاستے ہیں اور ہاتھ میں تو اگر بھی نہیں

یہ عجیب شیوہ مباحثہ ہے اپنے دوائے کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں اور ان کے اعتراضوں کے لئے جواب کی حاجت نہیں میرے سارے اعتراض اور ضرورت کے جواب تو آپ بہنم کر بیٹھے خدا کے لئے آنا تو ہماری خاطر فرمائیے کہ کھنکھولینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء کیوں کہ ضروریہ بہ ضرورت ذاتی ہے جو لینا سمجھا جائے آپ کا یہ استدلال جو میرے ہی کا مادہ سے انھوں نے آپ کے سے شکل پیشہ غلطی متنبی مطلوب نہیں۔

زیادہ بڑا تھاکس خوفِ تقصیرات اور کیا عرض کیجئے اگر کیجئے تو عرض کیجئے کہ برائے خدا و  
فراموشی گستاخی معاف ہے سوچے ہر بات کسی کی سمجھ میں نہیں آجایا کرتی۔ جلد ہی یہ متعدد  
آدمیوں سے نقل کر کر بغرض ہائے پندراصل کو لپیٹنے پائس رہنے دیا اور نقل و ادوار کرتا ہوں دیکھ  
کہ منتظر ہوں گا جواب تفصیلی آئے گا آپ جواب اجمالی کا پورا پورا جواب متعلقہ ضرور  
دیکھیں گے۔ والسلام۔ مولوی محمد حسن صاحبیت یار سبہ قوس اسلام فرما دیجئے گا۔

مرقومہ ۲۶ ذی قعدہ روزِ شنبہ



## کتوب ثالث مولوی عبدالعزیز صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً۔

فیقرِ ناچیز محمد عبدالعزیز مجذمت بابرکت خدی دھرم عالم مولانا محمد قاسم صاحب سلمہ  
اللہ تعالیٰ بعد سلام نیا عرض رسا ہے کہ، اترامانی موجب امتیاز ہو کر کاشفِ انبیا ہوا۔

## عالمِ مثال متعدد کے لئے عالمِ شہادت متعدد ضروری نہیں

فیقر نے کسی وقت میں اترامانی و بائبل سے انکار نہیں کیا البتہ محل علی الظاہر سے ہے سوائے  
نک و دیا ہی ہے اور آپ کے سنے ارشاد ہی خاتمِ کونو حالِ عرض کرنا ہوں و تسلیم کر لیا، کہ کیا  
سننے میں آتی ہیں لیکن کم کو عالمِ مثال پر عمل کیا سو یہ آپ کا ارشاد نہیں ہو سکتا کہ لکھنا قیصر کی پٹے  
آپ نے تو ابھی تک ان مٹوں کو تسلیم ہی نہیں کیا آپ کے نزدیک قرصمت ان مٹوں کی موقوف ہے  
تعد و موطن عالمِ مثال پر ملا کر وہ موطن واحد ہے شاید آپ تو ایک وقت میں چند اشخاص  
کا خواب میں دیکھتے ہیں کہ مٹے اٹھ طرہ و اہم و مسلم اور کسی کو محال سمجھتے ہوں گے کیونکہ ہر  
شخص کی ایک ہی مثال ہو سکتی ہے وہ مثال جب ہوں عیب عالمِ مثال متعدد ہوں یا عالم  
شہادت میں ایک شخص کی کئی صورتیں ہوں یا عالمِ شہادت بھی متعدد ہوں۔

مولانا صاحب! خدا و پادشاہ گرو کو روکیئے تو سب میں آپ کی ہی مثال

ہوگی پس آپ کو تو عجب دالچڑی بکرو دین و آسان فرمائنا سب متاگر شاہ شل صادق کرنے کے لئے ہانی میں خاک اڑائی ہے مولانا صاحب شکایت یہ ہے کہ آپ مزاج کا کڑ میں نقد فرماتے ہیں خود ہی انصاف سے فرمائیے کہ کسی کو لوگ اور بیحد عاکی کہتا و اقل مذ ہے یا نہیں احتیاط اور کم نکلنے پر تو یہ کیفیت ہے اگر احتیاط نہ ہو تو دیکھ لیا ہوتا خیر جو پہلے سوچئے مگر اب دعا کی ہر میدان میں ہم ہی جیتیں گے اور آپ آگے اہم پیچھے ہوں گے اور قصد نبینے کا بھی مسم ہے۔

### نبوت کمالات ذات میں سے نہیں ہو سکتی

پہلے اس کا جواب دیجئے کہ کمالات کے درود کمالات وجود سب میں موصوف باعرض ہونے کا اقدار ہے مگر یہی سچر خاتم مسئلہ اشد علیہ داکو و سلم کا درود ممکن ہو سکتا کیوں موصوف بالذات ہے نبوت فرمایا اگر یہ فرمادیں کہ نبوت کمالات درود میں سے نہیں کمالات ذات سے ہے تو یہی باطل ہے۔

اڈو! اس واسطے کہ نبوت اگر کمالات ذات و لوازم ذات نہیں ہوتی تو سب انسان نبی ہوتے اور سب موصوف بالذات ہے نبوت ہوتے کوئی موصوف باعرض اس وصف میں نہ ہوتا اور یہ بڑی ہی البطلان ہے انبیاء و دیگر عظیم اسلام کو آپ بھی موصوف باعرض فرماتے ہیں مگر کہ سب انسان ہیں تو نبی متبانی فرما آپ کا سکابرہ جیتندہ ہے۔

نمائندہ آپ ہی فرماتے ہیں کہ کوئی مسلمان نہ ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستحق عن ذل و عن علالتہ سمجھے اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ لوازم میں سب کی حاجت نہیں موصوفیت ذات جمالیات لوازم کے لئے کافی ہے اور ہر تقدیر لازم ذاتی نبوت کے استثناء و اشد لازم آئے گی کہ اگر آپ کے نزدیک لازم مقتضا ذات عدم ہوتا ہے بلکہ عین ذات ہونا ہی مستلزم ہے۔

نمائندہ ممکن من حیث ہو ممکن کے کمالات درود ہیں جو عین وجود بالعدم وجود ماضی ہوں قبل وجود امکان و افتقار ذات ممکن ہے اگر اس کو لازم ذاتی فرمادیں تو یہ کیا ہے مگر نبوت تو قبل وجود نہیں ہو سکتی بعد وجود ہوگی بات الوجود پس لازم وجود سے ہوتی یا لواحق وجود سے نہ لوازم ذات سے یہ فرمائیے کہ لازم ذات ہونے لگا یا دلیل ہے اور ہر تقدیر لازم ذاتی کہنے کے اہد اذیام کی ذات سے کیوں ممکن الاذیام کی ہوتی اور ہلہ ذات سے کیوں مشکل ہوئی ہم انسان نہیں بلکہ انسان تھے اور دیگر انبیا بھی موصوف بالذات سے مثل ایتوب کا کوئی نہایتی و متبانی تھے یا مشکل تھے اگر میان حق تو اسکی کیا دلیل ہے۔

یاد رہے کہ جو احادیث و معذرات سوائے جن کے بغیر کے پاس نہیں پہنچے ہو دلیل مطلوبہ ان میں مانگتی ہو کر ارشاد ہو جائے۔

### قضیہ ضروریہ اور ممکنہ کی بنیاد پر دو اعتراض

اب اس دلیل بے ربط کا ربط کھینچے جو مجلسہم مینفردہ و شتر سے کم نہیں سینے کا مضمونہ چہرے کو موند میں پر گوشت۔

اب فرمائیے ہیں کہ خاتم کے معنی ہیں موصوف بالذات اور موصوف بالذات وہ ہے جس کو نبوت لازم ہے اور جس کو نبوت لازم ہے موصوفیت بالذات اس کو لازم ہے تو خاتم کو خاتمیت لازم ہوتی پس الخاتم خاتم قضیہ ضروریہ ہوا در بنا و قاعدہ جناب سلب خاتمیت خاتم سے متعلق بالذات غیر اس قاعدہ کے مخالف تو خاتم انبیین قضیہ ضروریہ ہے مگر فرمایا آپ کا غلط ہے اگر ممکنہ ہوتا تو خاتمیت کا انکار کیا خاتمیت خاتم سے درست ہوتا اور خاتمیت تمام عقلا و مسم نبوت کا پس انکار لازم جائز ہوا اور نبوت لوازم ذات سے نہ ہوتی مولانا

صاحب تسلیم یہ اول جیت ہے مبارک باد یہ خوب ممکن اور ثلوقا میں نے استدلال کو  
بھی حاصل کر دیا جو موصوفات بالذات سے مراد ہے۔

اب سینے کے امتناع ذاتی فیض خاتم سے وجوب ذاتی خاتم کا بھی لازم نہیں آتا جو علی  
وجوب ذاتی محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا لازم صرف اپنی اصطلاح جدید پر بھی ہے  
کہ اول قبیل ایجاد بندہ ہے اسی موافقت ضرورت ایجاد کو مادہ وجوب ذاتی کا اور موافقت  
امتناع ایجاد کو مادہ امتناع ذاتی کا اور ایجاد کو دونوں غلط ہیں اگر ضرورت ایجاد مستم  
وجوب ذاتی ہوئی تو الحجز بحر بالضرورت ہے جس کا واجب بالذات ہونا لازم آتا اور الحجز  
شجر بحر امتناع سے شجر بحر متنع بالذات ہونا محال کو دونوں ممکن بالذات ہیں لیکن  
صاحب تسلیم یہ دوسری جیت ہے فقیر نے جو شائع فی الامتلاح کر کے اور اس میں اصطلاح  
پر بھی کر کے آپ پر الامام لگاؤ فرمائی گئی کہ یہ الامام برہنہ ہیں قاعدہ تہجد پر بھی لازم  
آتا ہے سبحان قاعدہ آپ کا اور الامام فقیر ہے کہ لا یزید ولا ینقص فی حقہ

## توحید محمدی کے عدم وجوب اور امتناع ذاتی فیض خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل

اب دلیل امتناع ذاتی فیض خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کی سینے موصوفات صاحب دایم بالذات  
متنع بالذات ان کو نہیں کہتے جن کو آپ کچھ دیکھ صاحب بالذات اس کا نام ہے جو بالانظر الی  
نفس ذاتہ و مقہورہ ضروری الوجہ جو انہی اس کا وجوب لازم ذات و عین ذات ہوا و متنع بالذات  
اسکو کہتے ہیں جو بالانظر الی الذات ضروری عدم جو اسی عدم اس کا لازم ذات و عین ذات ہوا و متنع بالذات  
بالذات کی سوا کچھ شیعہ مازنہ لائق نہیں اور ضرورت سے تفصیل اسکی مقتضی لبط ہے اور  
مقام بھی غریب ہے اور متنع بالذات کی مثال عدم معنی اور احوال تعینین و احوال تمام اور

فیض جب اور فیض اول اللہ فیض اور غیر اچھی سب بالانظر الی ذاتہ و نفس مقہورہ و اسکی  
حقیقت ضروری عدم عن امتنع تسلیم ہیں۔

آخرین کے امتناع پر تہذیب بھی عرض کرنا ہوگی کہ اول وہ مادہ ہے جس کے قبل اس کے  
سلسلہ کا کوئی نہ ہو اور آخر وہ مادہ ہے جس کے بعد اس کے سلسلہ کا کوئی نہ ہو پس اگر  
اول سلسلہ دوسرا جو قبل اس اول کے ہوا یا بعد اس قبل ہو تو یہ اول اول ذرا ابتدا اگر بعد ہو تو  
وہ اول پیشیت علی ذرا اگر آخر سلسلہ دوسرا ہو تو بعد الاخر ہوگا یا قبل اگر قبل ہو تو یہ آخر نہیں ہے  
ہفت اور اگر بعد ہو تو آخر اول نہ رہا ہفت

اور بھی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول مخلوقات ہیں بدلیل اول مطلقہ ضروری اور  
آخر انبیا ہیں بدلیل خاتم النبیین پس نظیران علیہ السلام کا دونوں وصفوں میں متنع بالذات  
ہے اور اوصاف آخر میں ممکن بالذات اور ذات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمع میں اوصاف کے  
ممكن بالذات ہے فیض وصفی کے امتناع ذاتی سے وجوب ذاتی ذات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
و مسلم کا وہ بھی نہیں ہوتا چہ جائیکہ لازم آوے یہ آپ کا تفسیر کہ اگر سلب توحید محمدی  
متنع بالذات ہوگا تو توحید محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجب بالذات ہوگا تسلیم  
وجوب ذاتی توحید کا ہے ۔ اور قاعدہ فاسدہ مذکورہ نہ وجوب ذاتی ذات محمدی صلی اللہ علیہ  
وہ دوسرا جو مطلب متناہم ہشت ۔

دوسرے یہ قرآن میں کہ بر تقدیر قول امتناع ذاتی فیض کے سلب توحید کا واجب بالذات  
ہوگا کیسے لازم آتا ہے کیا فیض کو متنع بالذات کہنے سے توحید محمدی ہماری ذات محمدی پر  
گنی و جبر لازم ذات ہوگا یا جب توحید آپ کے قاعدہ سے واجب بالذات اور سلب  
توحید ذات سے متنع بالذات ہوئی۔

مولانا صاحب پھر تسلیم یہ ہماری جیت ہے ہاں یوں فرمائیے کہ بر تقدیر امتناع



ذاتی نظیر تجھ پر واجب اور رضی ہے کہ محمد علیہ السلام واحد و فاعل لربکے سیرہ و جناب کے ارشاد کے ہے اپنا ایمان قرار دے۔

مگر یہ تو ذمائیے اس فقیر میں واحد کے مین موضوع اور جزو موضوع ہونے سے جو ذاتی موضوع کا کیسے لازم آتا ہے دیکھئے کہ کل واحد مین موضوع ہے اگر قول آپ کا صحیح ہو تو چاہیے کہ ہر واحد واجب بالذات ہو علی یا غیرہ اشان و واحد مین واحد جزو موضوع ہے اگر قول آپ کا صحیح ہو تو چاہیے کہ اکثر واجب بالذات ہو چہرہ قول

و کہ ردی کہ اشان ذات یکزودہ ذکر لازم آئے گا

معنی غلط ہے اس واسطے کہ جائز شاکر لازم و مجرد موضوع یا عارض مطابق ہوا و یہاں لازم و مجرد ہے اسی وجہ سے ضروری اہل ہے گراں ضرورت سے درج ذاتی موضوع ہرگز لازم نہیں آتا جیسے سواد یا بیاں کے لازم و مجرد حیثی ردی ہونے سے واجب بالذات ہونا حیثی اور ردی کا لازم نہیں آتا۔

اور برقرار لازم ذاتی ہونے واسطے کہ سبب ذات موضوع کا لازم آتا ہے اور دیگر وجہ لازم ذاتی کہ ہے اور کوئی دلیل واجب بالذات نہیں مولانا صاحب پروردگار

### افضلیت و مفضولیت کا مدار

انذا افضلیت و مفضولیت کو جو شکلات سے فرمایا تسلیم ہے مگر مدار اس تفکیک کا صرف موصوف بالذات افضل و موصوفیت بالعرض مفضول پر ہی نہیں جیسے آپ کو ہے پس بلکہ زیادہ فی العلم ایک کی دوسرے پر کافی ہے موصوف بالذات کا علی ہر نا کر عرض کر چکا فقیر کا افضلیت ثابت کرنے سے کہ موصوف بالذات انشا پر سے گاہ تو آپ ہی اس موصوفیت سے منکر ہو گئے فرماتے ہیں کہ:

عبدالعزیز مطلب سے مطلب ہے، انا خدا و استغفار تو عالم میں مشہور ہے چہرہ شخص فیض کو عالم اسباب و کائنات میں موصوف بالذات کہے اگر چہ یہ کائنات کا مخالف اصطلاح اہل حق کے ہے مگر اس کا مواخذہ کرنا مواخذہ ظنی ہے انتہی مضاعفہ

مولانا صاحب تسلیم ہے پھر یہ جیت ہے کہ فقیر کو پہلے ہی سے مطلب سے مطلب شاکر آپ کی حققت و مواخذہ سے کہ عرض حق میں وقت آپ نے اصطلاحی موصوف بالذات و بالعرض سے انکار کیا ضرورت آپ کے پاس نہ بھیجیے اور آپ کا خلاصہ بھی کر دی مگر کیا کیجئے آپ کے استنادوں نے آپ کو کش کش میں ڈالا خیر اب فیض کہنے میں کچھ مناقشہ نہیں فقیر کا بھی یہی حکم ہے کہ حضور فیض کفر و واسطہ فیض بیچ عالم ہیں مگر عالم کے قلم نامہ سے اگر کوئی کلمہ خلاف اصطلاح اہل علم نکلے تو اہل قابل مواخذہ کے ہوتا ہے خصوصاً وہ کلمہ جو ہم کو کفر و شرک ہوا ایسے کلمے سے احتیاط بہت ضرور ہے اور کسی ہی خاتم یا غیر خاتم کا متحقق بعد ہی علیہ السلام کے آپ کے نزدیک بھی مستح ہے یا غیرہ ہی نہیں یہی ہر فرسٹے کر اگر بہت سیوں تو بھی ہر سیر سے اور اگرچہ ہوں تو بھی کفر و فسق نہیں انفعلیت ہی شے کے ایسے واجبات سے زبان و قلم نہ کیجئے چہرہ ہدی آپ کی کلمے سے بسبب عدم الفرقہ کے جواب میں دیر ہوئی معاف فرمائیے مختلف افادات میں دو دو چار چار سطر کلمہ کر ختم کیا ہے۔

مولوی محمد حسن صاحب سلام عرض کرتے ہیں  
اور مدار سر بریلی میں نوکر ہو گئے ہیں۔ فقط



## نبوت صفت خداوندی نہیں بلکہ

## آنحضرت کا وصف ذاتی ہے !

اور ہر اس کی وجہ کہ مجھے واجب تھا ہے شاذ و بیحد اس کے لازم ذاتی بھی بیحد  
و واجب ہیں جسے ممکن خاص مرکب من الوجہ و الوجود عدم ہے چنانچہ ممکنہ خاصہ کہ مرکب من الوجہ  
والسلاب جو اس پر شائبہ ہے ایسے ہی اس کے اصناف ذاتی ہیں مرکب من الوجہ و الوجود عدم بلکہ  
ہیں ایسے اوصاف لازم ذات واجب تعالیٰ شاذ نہیں ہو سکتے سو نبوت بھی منسلک اوصاف  
ممكنہ مرکب من الوجہ و الوجود عدم ہے اس لئے خدا تعالیٰ کی صفات میں سے نہیں کسی ممکن ہی کا وصف  
ذاتی ہوگا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو دل و اشارہ و چشم و گوش و زہرہ و جوہر و ہر افضل  
ہوگا وہی خاتم زمانی ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم زمانی نہ ہیں گے نمودار نہ  
ہاں اگر فرق انخلیت و مغضویت این الاخیار نہ ہوتا تو کبھی کو مومن بالذات کہتے

گورق انخلیت سے ظاہر ہے کہ بعد تفاوت معلوم نہ ہو مطلق سب میں مشترک ہے  
سہا اس کے اور کسی بات کا فرق ہے سو وہ امر مشترک و اریب کی مشاطہ ہوگا و زہرہ و زرق مرآب  
ہوگا تو پھر ایک امر مطلق مشترک انشاؤں سے گامودہ نبوت مطلقہ چونکہ تمیز اوصاف ہے  
ہر جمہر کسی ایک ہی ممکن ہی کے اوصاف ذاتی میں سے ہوگا و زہرہ و مرآب اہل ہی دہ کے  
ہی ہوتے کسی میں کمی نہ ہوتی کیونکہ اوصاف ذاتیہ مطلقہ متوازی ہیں کہ بیش تصور نہیں نقصان  
کا احتمال نہیں مطلق بیش کاف تو سب مقید نص کیونکہ تفسیر کو متعین لازم ہے چنانچہ  
ظاہر ہے کہ بالذات نبوت مطلقہ وصف ذاتی ہوگا تو کسی ایک ہی کی ہوگا و ہلک اگر رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوں تو جوہر وہی افضل ہو رہی خاتم زمانی ہوگی مگر عمدہ نعمت و آخر میں وہا  
کرتے ہیں اس صورت میں نمودار نہ کسی اور کا انتظار لازم ہے ہم تفسیر کو متعین بالغیر کہتے

تھے آپ کو زمانہ مستقبل میں واقع لفظ ہستے گا۔

ان اگر نبوت مجملہ ممکنات نہ ہوتی اوصاف وجودیہ بیحد غیر مرکب من عدم سے ہوتی  
یعنی اوصاف واجبہ میں سے ہوتی تو پھر صفات مشترک بین العاجب والممكن میں سے ہوتی ہو سکتا  
میں مکتبہ من اللہ ہوتی چکے یہ معنی ہوتے کہ خداوند تعالیٰ شاذ ہی تعارض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی نبوت و اس کی جہت کا اہل طہران پر تو ہے جیسے علم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا ہر قہر۔

نبوت سے گزردہ بات مراد ہے جو بعد قولہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں عطا ہوئی وہ قوتی  
بعد الوعد ہے مگر میں نبوت کی طرف حدیث و آدم مجدد الانبیاء سے وہ اگر لازم بابت ہو تو کیا  
جوہر اس کے بظاہر پر کیا دلیل

## تذییر الانس میں خاتم کے معنی مرادی اور اس کی توجیہ

ہاں خاتم ہو جو اطلاق دو حالت سیاق و سباق و زمان و شہاد  
مسطورہ فی التذییر غایت مرتبہ پر دلالت کرتا ہے جس سے نبوت کا لازم بابت محمدی صلی  
اللہ علیہ وسلم ہونا لازم آتا ہے نبوت لازم ذاتیہ شخصہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس ذات  
میں کوئی آپ کا کسی اور کا شریک نہیں ہو سکتا اور اگر بابت نوعیہ ہی مراد لیجئے تو اس پر  
کیا دلیل ہے کہ مرتبہ بشریت ہی بابت نوعیہ ہے ہزاروں کلیات ایک اپنے میں مجتمع ہوتی  
ہیں پھر بشریت اگر حقیقتہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو اس کا متوازی ہو سکتا ہے تو سب ثابت  
ہو گیا بلکہ اختلاف انہ سے ظاہر ہے کہ کسی مشکک ہے اور اس وجہ سے لازم بشریت ہی  
بھی تفاوت ہے جیسے نور صفات المراتب میں مراتب مختلفہ کے نام جسے جسے ہو گئے

کہیں دھوپ کہیں چاندنی ایسے ہی شکل لازم ذات بشر کے ایک لازم کام جو بقوات  
مراتب کہیں نبوت ذاتی ہو کہیں نبوت عرضی کہیں الہام کہیں علم اور پاک شعور احکام  
فطر کے کہیں قابلیت علم ذکر موصوف بالذات کو اور بہ اختتام مراتب جہاز معنی قائم کدیا تو  
کیا جرات در زنیہ کا معنی مجازی اسد بنا غلط نہ ہو جائے اگر جیسے اور نیز ایک جامع موصوف  
بالذات کا معنی قائم کیا جتنا معنی حقیقی کی طرف بھی بہت تقریحات موجود نہیں

معنی حقیقی قائم تو میرے نزدیک بھی وہی ہے کہ قدم و آخر کی تین انواع ہیں پنجم  
قدم و آخر مراتب میں ہے جہاں کہیں مبداء اس طرف قرار دیتے ہیں اور جانب علیا آخر مراتب  
ہے کہیں مبداء اس طرف ہوتا ہے اور آخر مراتب ہوتا ہے خدا تعالیٰ کا دل و آخر ہذا اور اول  
اللہ علی اللہ علیہ وسلم کا دل و آخر ہذا کسی قسم کا ہے قائم البینین میں مبداء اور حسبہ شتی اور حسبہ  
اول انطلق اور ہی میں مبداء اور حسبہ اور ہستی اور اولیہ مبداء ہونا قائم میں کچھ تصرف  
نہیں لفظ جہاز اور جہاز میں سیاق ایک جا شاید معنی موصوف بالذات لکھ رہا ہے۔

اگر اس قسم کے مضامین کو قدم و آخر انواع ششہ پر اس طرف دلالت کرتا ہے جیسے انواع  
مختلفہ پر حیران یا یہ بات کو موصوف بالذات پر فیض ختم ہو جاتا ہے یا یہ جیسے آفتاب پر سلسلہ  
فیض نور ختم ہے ہمارے رسول اللہ صلی علیہ وسلم پر فیض نبوت ختم ہوتا ہے اس بات  
کے کچھ پہلے کہنے کوانی متا کر قائم البینین آخر و آخر ہے۔

گزشتہ پھر بھی آپ کو کچھ لائق نہیں اگر قائم البین موصوف بالذات بطور حقیقت لیجئے  
تو در صورت قولہ بنی وید گید بنی آخر الزمان صلی علیہ وسلم اللہ تعالیٰ میں نہایت ہی سبب الشی  
عن لغتہ پھر بھی قائم البین یا کسی کا حاصل اس جملہ کا اس صورت میں ہے جو کہ موصوف بالذات  
میں نہایت ذاتی اور اگر دوسرا بھی موصوف بالذات ہوتا ہے بھی کچھ غرضی نہیں موصوف بالذات  
میں موصوف بالذات یا آخر الزمان میں یا آخر الزمانی تو لازم آتا ہے نہیں لازم آتا ہے

تو لازم آتا ہے کہ موصوف بالذات متعدد دوسرے ہمارے لئے کیا معنی ہے موصوف بالذات  
مصابہ اس کو فرض کیا جائے تو اس میں کیا غرضی ہے ہاں یہ صحیح کہ اگر قائم مراتب موصوف  
بالذات ہو تو پھر بھی قائم البینین تفسیر ضروری ہے لیکن اس کا ضرور یہ ہو جائے کہ موصوف بہ  
آپ کو مفید نہ ہوگا۔

اگر جب انصاف ہی شہرہ تو پھر کچھ بات ہی کہوں نہ کیجئے تفسیر محمد قائم البینین  
میں میرے نزدیک بھی قائم کا مفہوم تو یہی ہے اور اول کے نزدیک ہے پر مبادا حقیقت موصوف  
بالذات ہے جس کا مصداق ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور جب قائم کا وہی مفہوم مراد ہے تو پھر  
تفسیر محمد قائم البینین بیشک ممکن ہے ضروری ہوگا نہیں درنا صافات اضافیہ کا انکشاف ممکن نہ ہو  
اور لازم بات کہنا ہے کہ فیض در صورت فرض عدم ملکیت انبساط اور دیگر فیض الزمان لانا معنی  
بھی آپ کو قائم البینین اور در صورت عدم سماء و سقف زمین کو تحت کہیں اور در صورت عدم  
اولاد و اولاد کا اطلاق درست ہو

## منتخب فیظ بالذات کے لئے احاطہ کل شئی لازم ہے

رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو اگر منتخب فیظ بالذات کہنے کو دو حال سے خالی نہیں  
اگر سدا خواہ و موجود خود ہی آپ کو مل گیا اور اس لئے دوسرے کی گنجائش ہی نہیں تھی تو  
انتخاب فیظ مسلم کہ خدا تعالیٰ کے فیظ کا واقع ہونا بھی مسلم خود تعالیٰ کی شئی محیط خدا دوسرے  
رسول اللہ صلی علیہ وسلم بھی محیط تھے اور چونکہ سدا وجود اپنے جالوں میں ہے تو پھر دوسرے  
کی احتیاج بھی نہیں اس کا نام وجوب ہے۔

اور اگر سارا وجود نہیں تو لاچار ہم ایک وجود محدود لاچار اگرچہ خدا کو جو غیر محدود ہے اور مثال محدود غیر محدود میں سے غیر محدود شکل کئے ہیں تو اس کا نشان مثال غیر متناہیہ بھی ممکن ہو گا۔

راہیہ احتمال کہ لاچار سارا پار بالعرض لاچار احتمال غلط ہے اصلات عرضیہ صادر منہ بالوصف بالذات کے معنی میں اشتراعی برقی ہیں نہ پانچ شاہدہ حال شعاع صادر منہ نفس اور دھوکے دیکھنے سے واضح ہے سور صورت تسلیم تصانیف عرضیہ سارے وجود کا فضائل نہ ہو کر لوں کہ اگر اشتراعیات اور ناشی اشتراعی بلار ہوا جیوں بایں ہر مملات فی چیز واحدہ کو ہیں جسے کہ ہم الیہ احاطہ ہو جیہ سیل عظیم جہر احاطہ سیل میں ہوتا ہے اس لئے کہ اشتراعیات اطراف ناشی پر ہوا کرتے ہیں نہ پانچ شاہدہ ہر سہر احاطہ ہو جو تو سارا وجود فی چیز واحدہ جہنہ علی کے گھر اس صورت میں ایک تو خدا تعالیٰ عظیم ہے گامطاب بن جائے گا اور سہرے وان من کل شیء لا یستندنا نحن انشاء غلو ہو جائے گا اس لئے کہ شے سے آیت میں غلو کثرت و موجودات خارجہ معلوم ہوتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل اندر صورت مغرضی ظاہر ہے کہ ایک سے زیادہ گناہ گناہ نہیں۔

پانچ شاہدہ ہر سہر تصانیف آپ بھی سمجھتے ہیں ہوں گے اور یقیناً شہریت دھوکا ہو تو اب تو نشانہ آپ کے دھیان میں بات آگئی ہو گی برگ الحجر جہر بالظنور سے ہلادی ظہر البر الحجب الوجود لازم نہیں آئی ہو کہ مادہ وجوب خود وجوب سے الیا عام ہے مینا مادہ جسم زید و عمر و مینا عناصر لید جم زید و عمر سے عام ہے۔

عرضی مادہ وجوب کہنے سے وجوب کا لازم نہیں کہ اگر تسلیم کیجئے قریر معنی یہ کہ وجوب عام ہے اور وجوب وجود خاص اندر موجود کا مفاد وجوب وجود ہے اور نہ انسانی کا وجوب الوجود ہونا اسکی صحت کو لازم اور الحجر بالظنور کا مفاد وجوب حجرت ہے اور حجر کا

واجب الحجرت ہونا اسکی صحت کو لازم واجب الوجود ہونا لازم نہیں۔

فان جیسے تصور عام ہے اور اگر کثیر متبادل تصدیق ہوتے ہیں اور تصور فقط ملو تھے ہیں ایسے ہی بات بات واجب ہوتے ہیں اور واجب الوجود مراد لینے ہیں اور آپ کو اس لئے یہ دھوکا ہو گا لیکن جیسا تصور معکم میں ہے قریر شکر تصور عام مراد ہے ایسے ہی نامتناہی کے بیان میں عام ہی وجوب مراد خاص قریر سے آپ کو سمجھ لینا خدا مرہنی خاص مراد نہیں تھے۔

باقی شجرہ پر جو کہ ممکن کہنا غلط آپ کے طور پر بھی اس کا حال ہونا ضرور ہے شجرہ حجر مثل اجتماع الفیقضین اور اجتماع الفقدین بالانظر الی الذات والمفہوم ضروری عدم ہے فان شریک الہیہ کا اگر اس طور پر واجب کہنے اور متنع دیکھنے تو مجاہدے کیونکہ ذات شریک الہیہ و جی ذات الہی ہو گی اور نہ شریک الہیہ نہ ہو گا لہذا القیاس وہ مفہوم جو متبادل ہوتا ہے ہونا ہو گا وہ مفہوم ہی ضرورت وجوب ہی کو مقضی ہو گا۔ اس سوت میں ضرور ہے کہ شریک الہیہ بالانظر الی الذات اور بالظاہر المفہوم المفوض بقابل الذات دونوں طرح ضروری الوجود ہوا اور آپ کے نزدیک واجب کے سبب معنی تھے مگر آپ کے اس ارشاد سے تعجب آتا ہے کہ الحجر شجرہ لا متناہی سے شجرہ حجر کا متنع بلا تات ہونا لازم آتا ہے حالانکہ ممکن ہے اور وجہ تعجب کی یہ ہے کہ سیاق عبارت اس بات کو مقضی ہے کہ الحجر شجرہ لا متناہی کو تو آپ مانتے ہیں پر شجرہ حجر کا امتناہ ذاتی نہیں مانتے اور چونکہ میرا الزام منظور ہے تو فقیر الحجر شجرہ لا متناہی میں امتناہ ذاتی ہی مراد ہو گا اور یہ معنی ہوں گے کہ شجرہ حجر متنع بلا تات بھی ہے اور ممکن بلا تات بھی ہے خواہ جائے آپ سے غلطی یا سبقت تھی ہوئی۔

اول کا اور سوا ہونا مادہ اول حال ہے اور یہی ہونا اعتقاد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہام شامہ اور سوا نہیں ہو سکتے یعنی نبی اور نبی آپ کے بعد پیدا نہیں ہو سکتا

تکبر و صفت خاقیت اور صفات ضروری الشیوئیت میں سے نہیں اور نہ لازم ذات ہو اور نہ شہا  
بہوں یا اوروں کے ساتھ آپ کا مقام ہونا ضروری ہو سو یہ ایسی بات ہے جیسے انسان و  
سخت وغیرہ کے نہ ہونے پر جسم زمین کو سخت کہنے یا لاوا نہ ہونے پر کسی کو دالہ کہنے اور  
حبیب و صفت ضروری الشیوئیت لذات نہ ہونا اس کو زوال ممکن ہو اگر مکان زوال  
خاقیت بلکہ مکان و ہر وہی و غیر ممکن نہیں۔

## زمین و زماں اور کون و مکان کو شرف انحضرت

### صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہر ذکر ایک نئی وجہ سے!

علاوہ ہر نام جسے ذات فرمائی ہو تو افراد البتہ میں سب کے خدا جہ ہوں گے کیونکہ  
افراد متحدہ ہیں سے خود بھی ہیں بلکہ میں فرض کئے جائیں اور ظاہر ہے کہ آپ ان کے  
خاتم نہیں ہیں، بلکہ نہیں، کہہ سکتے کہ جیسے انسان ان ہی ہن انسان مطلق کے افراد خارجہ اور  
مقدّمہ میں سے نہیں گرا ملائے، افراد اس پر صحیح ہو یعنی فرد مرفوض ہو ایسے ہی نبی مرفوض  
بعد البتہ مسئلہ علیہ وسلم افراد مقدّمہ البتہ میں سے نہیں اس لئے کہ مفہوم ہا بن مفاد  
مفہوم ہا بن ہے جو انسان میں نافذ ہے اور بنی مرفوض بعد البتہ میں کوئی ایسا مفہوم نہیں جو  
مفہوم البتہ میں کے مخالفت نہ ہو اس صورت میں آپ کا خاقیت اضافی ہوگی مطلق نہ  
ہوگی اور ظاہر ہے کہ کسی اور نبی کے پیدا ہونے سے خاقیت اضافی نہ ملے نہیں ہو سکتی  
افراد خدا جہ کے تو ہر حال آپ خاتم ہی رہے ہاں ہمارے طور پر افراد مقدّمہ کے لینے کی  
گنجائش ہے مگر ہم کو کیا ضرورت ہے جو خود کہئے۔

افزون کسی اور نبی کے پیدا ہونے سے اگر خاقیت جاتی ہے تو ہمارے طور پر جاتی  
ہے آپ کے طور پر نہیں جاتی اس صورت میں اس دلیل سے آپ کو کیا فائدہ علاوہ ہر

اگر صفت خاقیت زمانے میں آپ کا نظیر متفق بھی ہو تو آپ کو کیا فائدہ اور ہمارا کب  
تقصان ہمارا مطلب تو یہ ہے کہ ایسے صاحب کمال خدا تعالیٰ اور بنا سکتا ہے حبیب  
آپ یوں کہتے ہیں پس نظیر ان علیہ السلام کا اولیت اور آخریت میں متفق بالذات  
اور اوصاف آخر میں ممکن بالذات تو مفید ہو گیا صفت خاقیت سے تو نہ ہم کو بحث  
ہے نہ مولانا محسن اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ کو بحث تھی اگر تھی تو باعتبار کمال تھی نہ تھی نہ  
یا اولیت زمانی تھی کمال نہیں در زمانہ سے انصافیت کا استقامتہ و پائیداری کا یہ معنی ہوں  
گے زمانہ اول آپ پیدا ہوئے وہ اشرف تھا آپ بھی اشرف ہوں گے سو یہ نقطہ۔

ہمارا تو یہ اتفاق ہے کہ زمین و زمان اور کون و مکان کو آپ سے شرف ہے آپ  
کون سے شرف نہیں

جاء الحق و فتن الحق الباطل میں اسلام کو کفر مراد ہیں اس کے حق و باطل ہونے کے  
یہ معنی ہیں کہ مطلقاً اسلام کو کفر خیر غرض حق باطل ہے در اسلام کو کفر کو یا اعتبار وجود اسلام  
کو کفر کیے تو دونوں حق و متفق ہیں ایسے ہی توحید کے حق و باطل ہونے کو کہتے وہ اگر فعل پر  
ہے تو کفر و اسلام بھی فعل جہ ہے اور اسکی اعانت خدا کی طرف ایسے ہے جیسے عبادت خدا  
کی اعانت اور یہ نہ ہی مگر وحدہ کی جا بجا نہ توحید کہہ یا تو کیا ہوا آپ فقط مولود شریف کو کچھ  
کہتے کہئے مومن ہے اور کہہ یا تو کیا ہوا ہے۔

## خاقیت لازم نبوت کا نام نہیں انصاف ذاتی نبوت کا نام ہے

”ہر آپ ایسی کہتے ہیں اور خاقیت نام تھا لازم نبوت کا نتیجہ۔ اور یہ ارشاد قائم  
کہ بمعنی موصوف بالذات ہونے پر نبی ہو سکتا ہے لیکن اس صورت میں اگر کب نہ تھا تو کیا کیا تھا (خاقیت نام)  
ہے انصاف ذاتی نبوت کو گنا ظاہر ہے، لازم نبوت صفت نبوت ہے اور انصاف بالنبوت

صوت موصوف ہے اور اگرچہ ایک کلمہ کو دوسری کی جا بول دیا ہے تو بھی پر کیا اعتراض ہے یہ تو ایک جہان پر اور دوسرے آپ پر اعتراض ہے۔ تبسج اور تضرع اور مولود اور میلاد وغیرہ الفاظ کا کہنے کے لئے موصوف ہیں اور جو کہاں بولے جاتے ہیں قضا یا اشارہ یا لبالی یا الواحد واحد وغیرہ میں وجوب وجود تو بیشک لازم نہیں آتا پر میں اس کا مدعی بھی نہیں ہوں وجوب ثبوت محمول ہے شک لازم ہے آپ بھی غالباً تسلیم ہی کرتے ہوں گے در صورت قاطعہ جملہ ماعین وجود وحدت مقتضائے ذات محمدی علیہ السلام ہوگی در وقت تعدد ممکن ہو اور نظر ہے کہ صورت اناطہ تعدد کا ہم بھی نہیں اسکا آپ لازم وجود کو ضروری العمل نہ کیئے ہیں بخلاف دوام قطعہ عدم وقوع انفکاک ہے عدم امکان انفکاک نہیں چنانچہ آپ بھی فرماتے ہیں۔

« لازم وجود امکان انفکاک ذات موصوف سے درست ہوتا ہے چنانچہ بالآخر یقین »

اور کیوں نہ ہو اگر ذات لازم وجود عام کے حق میں لازم ذات ہے تو امارہ الوجود اس کا ثبوت اور عمل ضروری کرے جو امکان خود عمل وجود ہی ضروری نہیں ہوتا اس صحت میں قطع ضرورت دینی ہوگی ضرورت مطلقہ نہ ہوگی بل ذات ضرورت سے ضرورت و مفید ہو جو آپ کا فرمایا میں گریہ بات آپ کو دربارہ امتناع ذاتی نظر محمدی علیہ السلام مفید ہوگی در داس کا عرض مختار ہو تا البتہ اس سے امتناع البتہ نظر کیے گا کہ آپ برونہ الصفات فراموش کون بھیج کیسا ہے اور اگر وجود عام کے حق میں ذات لازم ذات نہیں تو پھر یہ دوام و اتصال متنازعہ تفسیر اتفاق ہوگا اور یہ احتمال آپ کے مطلب ہے اور بھی درہم جو ملے گا۔

آپ نے اول موصوف بالذات ہونا خاصہ خداوندی فرمایا جس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ رسول اللہ علیہ السلام بالذات اور کبھی بات میں بھی موصوف بالذات نہیں اب ذیل و انتفاع میں اور لازم مرتبہ امکان میں موصوف بالذات بتلائے ہیں اور ضرورت وجوب اربع فرماتے ہیں اور آپ کا یہ ارشاد موجود ہے یہ تفسیر کہ ہر وحدت میں ہم رسول اللہ علیہ السلام

علیہ السلام کو موصوف بالذات نہیں سمجھتے سائر جہان پر اس لئے عرض کیا تھا کہ صفت امکان واقفہ جو لازم ذات ممکن سے ہے کذب سالیہ کہ کیا خاصہ اس ارشاد سے صاف عیاں ہے کہ آپ موصوف بالذات کے معنی سمجھتے ہیں کہ صفت اس کے حق میں لازم ذات پران دونوں قول کے میں دیکھتے تھامیں ہے کہ نہیں۔

اگر آپ فقط وجود اور کمالات وجود میں میری طرح خدا کو موصوف بالذات کہتے ہیں اور بایں معنی انصاف ذاتی خاصہ خداوندی ہے قواعد تو یہ بات مخالفت عموم اور اطلاق وحدت ہے دوسرے پھر آپ کو یہ اختصاص کیا مفید ہوا نہ وجوب اربع اور عقل و انتفاع بھی اوصاف وجودی میں سے ہیں اور ہر انصاف بالعرض اور موجودیت ثانوی جو قسم موجودیت اولاد بالذات سے ہے اوصاف وجودی میں سے ہے اور ظاہر ہے کہ یہ سب امور مرتبہ ذات خداوندی کے لازم ذات میں سے نہیں ورنہ دل و لطف کار ہی نے کیا قصور کیا ہے۔

ہاں اگر یہ مطلب ہے کہ وجود میں شائبہ عدم نہیں کمالات وجود میں شائبہ عدم نہیں اور اوصاف مذکورہ مفہوم ممکن خاص مکمل عقل ہی اور ممکن خاص میں وجود عدم دونوں سے مرکب ہونے سے چنانچہ محکم خاصہ کا تفسیر مرکب ہونا اور ايجاب و سلب سے اس میں مرکب کا ہونا اس پر شاہد ہے اس لئے وجود اور کمالات وجود میں سے اس کو نہیں کہہ سکتے نظر بجزیرہ وجود فقط وجودیات میں سے کہتے ہیں کیونکہ انتساب الی اللہ وجود کے لئے جو متساویانیت ہے وجود کا بجزلہ معاصر ہونا کافی ہے تو اس صحت میں ان اوصاف کو اگرچہ وجودی ہوں کمالات وجود میں سے نہ کہہ سکیں گے چہ جائیکہ نفس وجود ہوں لیکن اس صحت میں نبوت کو بھی عین وجود یا بجزلہ کمالات وجود نہ کہہ سکیں گے۔

چنانچہ ظاہر ہے کہ درجہ انتفاعی کو بھی کہنا درست ہوتا مگر جب خدا تعالیٰ کو

موصوف بالنبوة والذات ذکھا تو ہر کسی ممکن ہو گا صفت ذاتی کہنا چاہے گا سو وہ ممکن اگر خود حضرت خاتم المرسلین علیہ السلام ہیں تب تو چشمہ مدون دل و مشاہدہ حق کو اس کا نام ملے گا کہ رسول اللہ علیہ السلام سے عالمہ درجہ کوئی اور نبی بھی ہے بلکہ اس کا منتظر کرنا چاہیے گا۔

## اولیت و آخریت کو مبادی

### صفات اضافیہ پر قیاس کرنا غلط ہے

چنانچہ مبادی میں کہ چکا ہوں رازقیت اور خالقیت وغیرہ صفات باری تعالیٰ سے اگر مبادی صفات مراد ہیں جیسے منطقیوں کے نزدیک علمت مبدء العلم اور مبدء الانشاء مراد ہوا کرتا ہے تب تو یہ اضافی نہیں اگرچہ باعتبار وضع اور ان الفاظ اضافیہ پر دلالت کرتے ہوں والعبودۃ للعافی بالکل پشت و باصرہ میں ضرور باطن اور آفتاب ایک مصداق مضروب ہیں اگرچہ مفہوم باصرہ یا منورہ بالقوة میں جو ان کے لئے اکثر وصفت عنوانی ہوتے ہیں قابلیت اضافیہ پر تعلیم پھر بھی نہیں ہاں اس صورت میں قدم اور لازم ذات خداوندی ضروری اور اگر موانع ظاہر الفاظ خالقیت اور رازقیت سے معنی مصدری یعنی تعلقات مبادی معقولہ مراد ہیں تو وہ بے شک اضافی مگر وہ صفات قدیر ہیں تب نہیں بلکہ بالیقین حادث صدم مخلوق اور مرفوع قدیر ہوا جائے چنانچہ تعلقات صفات کا ذاتی ہونا اہل سنت میں مشہور معروف اہل ان کی کتابوں میں موجود ہے اگرچہ دلالت و آخریت لاریب بخلاف اضافیہ ہیں تو مبادی صفات اضافیہ پر ان کو قیاس کرنا غلط ہے بلکہ تعلقات پر خیال کرنا چاہیئے فرق مفہوم خاتم موصوف بالذات اور موصوف کہ چکا ہوں صاحب گیر نہیں جو ان لازم ذات خالقیت کا مکمل جواب سمجھئے۔

## افضلیت و مقصودیت کا مدار زیادہ علوم پر رکھا جائے تو افضلیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

افضلیت و مقصودیت کا مدار اگر زیادہ علوم پر رکھا جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو ہر کہ علوم سے معلومات مراد ہوں دوسری یہ کہ علوم سے قواعد علیہ ہوں اور اس صورت میں تو افضلیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم فرضی اور اضافیست معلومات ذاتی ہوگی اور یہ مطلب ہوگا کہ جیسے ایک فاضلیت مل گئی آپ کو چنانچہ تو ایسی ایک فاضلیت مل گئی سو اس کو آپ نے ان میں قابل تقسیم ہے یا لائق انکار اور اگر قواعد علیہ مراد ہیں تو اسکی ہر دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ آپ کے قواعد علیہ مثل نور شمس شدید اور وسیع اور شفاست ہوں اور اور دیکھتے قواعد علیہ مثل نور کو ایک منیف اور قلیل اور وسعت اور کثرت دوسری یہ کہ آپ میں بعض قواعد علیہ اردن سے زیادہ ہوں پہلی صورت میں وہما تعاقب ذاتی بالنبوة لازم آئے گا اگر ان قواعد علیہ ہو کہ اب بالنبوة کیسے ضرورہ اور افضلیت فی النبوة نہ ہوگی بلکہ افضلیت فی الامور الاخر ہوگی اس امر آخر کو نام علم ہوا چکا اور اگر اس صورت میں انصاف ذاتی نہ ہوگا تو آپ سے اس پر کوئی اور موصوف بالذات ہوگا چنانچہ آپ پر مرقوم ہو چکا اور دوسری صورت میں بتائیں فی الانبیا لازم آئے گا جس سے آپ کو انکار ہے کہ یہ کمالات لازم ذات دلیل اختلاف ذات و ذات ہوتا ہے۔

ہاں اگر ان قواعد علیہ کو مابعد میں کہیں تو اتحاد و توحید نبوی حضرت سرور انام و دیگر انبیاء کو ام علیہ سلام و جلیل انام تصور ہے لیکن اس صورت میں افضلیت مطلقہ موصوف بالذات ہی کا حصہ ہوگا اور افضلیت زمانی کا کاغذ غرض افضلیت و خالقیت زمانی دونوں



نقذت جاتی نہیں گی اور اگر ذرا علم کے قندار میں سب انبیاء علیہم السلام وغیرہ کا نام برآید  
ہوں اور شغاف اور وسعت بھی سب کی کیا ہو پر جیسے انکھ کے چالے سے نور لہر مستور  
ہو جاتا ہے اسی طرح بعض انبیاء علیہم السلام کے بعض قواد علم پر متور ہوں اور تعلق  
بالعلوم محصور نہ ہو تو اس کا حاصل وہی افضلیت و تکبر من العلوم ہو جائے گی۔ اہل علم و  
سے نزدیک اور اہل حق کے نزدیک، اور آپ کے نزدیک، موصوف بالذات کے یہی معنی ہیں  
کہ وہ موصوف کے حق میں لازمات ہو میں نے ہرگز ان کی بات مخالف اصطلاح نہیں  
کہی خدا جانے آپ کیوں مخالف اصطلاح کہے جاتے ہیں، ہاں آپ کو اس بات مخالفت  
کے لئے کتب اصطلاح کا حوالہ دینا تھا کہ آپ نے حوالہ تو نہ دیا البتہ میری مخالفت  
اختیار فرمائے۔

باقی میرا یہ کہنا کہ مطلب سے مطلب ہے بطور تنزیل تھا میرا لفظ آپ کے  
پاس موجود ہو گا دیکھ لیجئے مطلب اصلی تھا کہ اگر فرض کیجئے مخالفت اصطلاح  
قدیم ہے تو کیا ہوا ایک اصطلاح جو یہی ہاں اگر اس کی مشرت میرے کام میں نہ ہوتی  
تو پھر اخیر موقع گرفت تھا کہ جب موصوف بالذات کے معنی میری اصطلاح کے  
معائن میرے کام میں موجود ہوں تو میری برادے کے لئے جملہ مباحثات فی اصطلاح کافی  
ہے ہاں اگر فاضل کا صورت میں انصاف ذاتی نہ ہو سکتا یا نہ ہو سکتا تو ایک بات بھی تھی۔

### خاتیم مرتبی اور اضافہ حقیقی کو انصاف ذاتی لازم ہے

گلاس کو کیا کیجئے جیسے خاتیم مرتبہ کو انصاف ذاتی لازم ہے ایسے ہی اہل  
حقیقی کے لئے انصاف ذاتی ضرور شرط ہے تو انخاب بظاہر نظر انخاب کا موصوف ذاتی ہو  
ہوتا ہے یعنی عالم شہادت میں اس کے لئے کوئی اور منبع فیض فطر نہیں آتا اور نور قسم

ہو پر استفادہ من الشمس یعنی عرضی یا عرضی اس کے اضافہ اضافتہ نورانی القربانی ہے اور  
اہل الشمس حقیقی اس مصوت میں جو موصوف بالذات ہو گا وہی مفیض حقیقی ہو گا مگر آپ آقا مومن  
سے چہرہ تراوت سمجھ جاتے ہیں اس لئے یہ فراموش آتی ہے اور یا خدا خواستہ ہو چہرہ خاصہ  
فی اہل بیت کو ملا دیتے ہیں اگر یہ ہے تو انصاف سے بہت بعید ہے اور اولیٰ ہے  
تو کچھ مب نہیں غلط بھی آنکھ ہی سے ہوتی ہے مگر بعد تنبیہ اہل نہم و انصاف مان بھی دیا  
کرتے ہیں سو میں تو آپ کے ذوق فیزی سے ہی امید ہے کہ عرض میں اب آپ تسلیم ہی  
فرمائیں گے اور اندر علم بقیۃ الحال راہیں آپ صحیح سمجھ کر دعویٰ نہیں اسکاں غلطی کا  
انکار نہیں اور بارہ مختار ہو کجا کہ کب کوئی غلطی اپنی معلوم نہیں ہوتی جتنے اعتراض  
الفاظ جو اب سے میرے پاس آئے ان میں کوئی البتہ معلوم نہیں ہوا جو برشتہ انصاف  
مطلب احقر میں تلاوچ ہوا یا یہ میں دعوئے جس کہ ہر کچھ سے غلطی ہو ہی نہیں سکتی اور  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مفیض کہنا اور واسطہ فیض چیچ عالم کہنا خود اس جانب بشر  
ہے کہ آپ واسطہ فی العرض سکتے ہیں واسطہ فی الثبوت نہیں سکتے ہاں اگر یہ تجویز کیجئے  
کہ معدن نبوت مثل تم دگر نیز آپ کا مثل تصرف ہو جو بنام دگر نیز عمل تصرف دگر نیز  
ہو کہ اسے ایسے ہی معدن نبوت عمل تصرف محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہو جیسے رنگ اور رنگ  
کا رنگ دگر نیز کے اعتبار میں ہوتا ہے ایسے ہی اعتبار نبوت آپ کے ہاتھ میں ہو گا البتہ  
مفیض ہو تا تو صحیح ہو گا پر اس وجہ کہ نبوة مشہور اوصاف ہے اس معدن نبوت کے حق میں صرف  
ذاتی ہو گا اور انبیاء باقی علیہم السلام کے حق میں عرضی اور ضرور مفیض ہو گا کہ حق میں نہ  
ذاتی نہ عرضی آپ کا بھی کہنا ہی غلط ہو جائے گا ہر جائز کہ خاتم النبیین یا افضل الانبیاء ہیں۔  
اور اگر بعض محال اس صورت میں آپ کو نبوت حاصل بھی ہو تو نبوت عرضی ہی  
ہو گی نبوت ذاتی ہر کچھ اس معدن نبوت ہی کے لئے رہے گا جس سے اسکی افضلیت

اور ثابت اور آپ کی معنویت اور عظمت آپ کو اپنی پڑے گی اسلئے میں اس بات کا متوقع ہوں کہ آپ جب واسطہ فیض بھی کہا ہے تو دربارہ نبوت آپ کو واسطہ فیض ہی سمجھ کر کہا ہو گا اور نبوت میں واسطہ فیض ثابت نہیں۔

مستوفی سطر کے بعد بارہ قوانین اصطلاح و اختلاف اصطلاح کے طور پر لکھنے کا حاجت نہیں گراں جب مخالفت اصطلاح ہی نہیں تو پھر ایسا ہم شرک بھی نہیں ہو سکتا اور ہے تو آپ بھی موصوف بالذات کے درجے میں تھے ہیں اور لفظ موصوف بالذات اور دل پر بولتے ہیں اگر میرے حق میں یہ بات موم شرک ہے تو آپ کے حق میں بھی موم شرک ہے میں تو اہم ہی کا عالم ہوں آپ انفسہ تعالیٰ کا اہم کے عالم ہیں اپنے سے بھی مواخفہ ضرور ہے۔

غرض میں نے معنی اصطلاح ہی سے انکار کیا داب انکار ہے اں بیضا انفس اور احتیاطاً ملکا تھا اگر مجھ سے مخالفت اصطلاح ضرور میں آجائے تو مستبعد نہیں کتابوں پر مجھ کو ایسی نظر نہیں جی جی ہو کرتی ہے سنی شافعی یا حنبلی یا کسی کی دیکھی جالی وار ہیں مگر جو کہ یاد ہے اپنے نزدیک یقین ہے اگر غلط معلوم ہو جائے گی تو مخالفت اصطلاح کا انشاء انشاء کر کیا بنائے گا مگر جو کہ اپنے نزدیک جو کہ معنی اصطلاح تدبیر ہے لکھ چکا ہوں تو وہ مخالفت اصطلاح ہی معنی متصور کر لکھے نہ جاتے تو پھر اصل محل اعتراض تھا۔

## حقیقہ ختم نبوت

اور تاج بانگریز میں کلام ہے ابن دین و ایمان ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں نام کی کسے اس کو لازم سمجھتا ہوں۔

مگر اگر ضرورت کے لئے متعلق عالم نبوت کی تکذیب بھی یقین سمجھتے ہوں بعد نبوت صحت الہی نبوت رکھے کہ کسی معنی جھگڑا لازماً مطلق اور عاودہ اہل لسان سے کچھ نہ ہو رہا وہ احادیث صحیحہ الاستناد کی نسبت حسن ظن ضرور۔

پھر اگر معنی موافق عاودہ اہل لسان تو تسلیم کیا جائے تو بظاہر معنی مراد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نہیں ہوئے گی اں اگر مخالفت انصاف تو یہ ہوتی تو کیا مضائقہ تھا لیکن ممکن ان اثر کو دیکھتے تھا مخالفت تمام انبیاء کا داخلی تھا سو وہ انفسہ تعالیٰ الہی طریق قبول ہو گیا کہ کتب الہیہ ان معنوں کی صورت کو موصوف بالذات ہونا تمام کا ضرور ہے اور اس پر جو وجہ انکار تھا جب سب وجوہ انکار پر جواب معروض ہوئے تو مشتاقانہ انصاف یہ نہیں تو تسلیم دیکھئے۔

## خاتم اضافیہ سے انصافیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

باقی رہی بات کہ بہت ہیں گئے تو انصافیت میں ترقی مسلم ہو گیا انہیں لوگوں کے مقابل میں تھے تو ضرور کہ مخالفت انصافیت محض صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر تسلیم کر کے تھے غرض یہ جتنی کہ پھر اور ہوں گے تو انصافیت میں نقصان نہ ہو گا انصافیت کو بظاہر اور بغیر زیادہ ہو جائے گا بغیر تنازعہ علی اسلئے نہیں کہا تھا جو آپ نے فرماتے ہیں ایسے دواہیات سے قلم بردار چاہئے قیوت ہے کہ انکار از مجموع الاستناد قواہیات میں سے نہ ہو ممکن ان اثر کو آپ کچھ فراموش اور مجھے یہ ارشاد فرمائیں کہ انصاف سے دیکھئے تو انکار معنی از مجموع الاستناد جو موافق عاودہ اہل لسان ہوں بخود دواہیات ہے، اور بغیر غرض یہ کہ انکار بزار و دیگر اور مستفیض ہوں تو آپ کی انصافیت میں کچھ کمی نہ آجائے گی بلکہ اور فائدہ

منزلت بڑھ جانے کی ہرگز ادبیات میں سے نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے مکار تم کلام اللہ میں اس سے ترازو لیاؤ امتی مطلوب ہے اور نظر پر ہے کہ جس قدر آپ کی امت کی تعداد ہوگی اگر اس سے زیادہ بڑھ جائے صاحب اشارہ اے مکار تم کلام اللہ میں آپ کی رشتہ داری بھی ترقی ہو جیسا کہ اونی اونی امتیوں کی ترقی سے انفرادی تصور ہو تو دنیا یا خواہم مراتب اضافیہ کے استحقاق پر جانے سے کہ کوئی ترقی تصور نہ ہو اس صورت میں اگر یہ کثیرین روزگار آپ کے لئے یہ آزمودہ کسے گوئی نہ وصول میں اس کا آنا معلوم کر دینا لازمندی و عقیدہ ہوگا کہ دلیل تو بین الایمانیہ کہ آپ ہی کا قول ہے اور بموجب قدرت ہے تو آپ ہی کا قول ہے آپ کو پہلے تو یہ چاہیے ہاں اگر وہ گاہ و خلائد ہی در گاہ بے نہایت نہ ہو تو یہ بھی احتمال تھا کہ جو مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہو گیا اس سے زیادہ تصور نہیں کرنا کہ وہ گاہ کا کچھ ٹھکانہ نہیں ہے

اسے برادر ہے نہایت درگاہی مدت

ہر چہ بڑے میری رشتہ الیست

خداوند کرم کے کلمات و رفعت مراتب کی کشائی از قلم کشائی و اجتماعی و بالفعل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقیات کی کشائی ہی از قلم لا تقف عند حیرا اس صورت میں بجز اتفاقاً و محبت اللہ کی خرابی ہے ہاں انتظار وقوع کیا جائے تو بعینہ قبل ثبوت سند اس شخص کے معانی میں ایسے خیال! اٹھنے بخلاف امداد ہوتے ہیں سو آپ ہی انصاف سے فرمائیے کہ میری کلام میں انتظار وقوع کہاں ہے اور میری کلام کا انتظار وقوع پر عمل کرنا اور ان انصاف ہے یا نہیں اور بخلاف ہر ہمتی ہے یا نہیں

والسلام۔

## مکتوب مبالغہ

### مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

بخدمت محمد محمدی مدظلہ العالی جناب مولوی محمد قاسم صاحب دام نہ فرما۔

یہ قسم دیکھ منوں عرض بلکہ میر شریف در جواب میر عزیز شاد شاد میر کاشتم سفر خود وہ خود وہ گریب غلوں پہ وہاں شش نوبت مطالعہ نیا دہ و دین شریف جناب از جواب نویسی ای عنوان کہ اگر میں مرتبہ جواب نوشتی دیکھ سے جواب خواہ نوشت ذہن انانی قوی و معلوم کہ چون جواب نوشتن نیست حاجت مطالعہ جہت چیست مگر از اسما کہ متعذباتی بدو خود بران نشانی شاد است ملاحظہ الیہ اگر شش نوبت از سران عرضی مطلب ینام نہ بطور جواب اگر شش روزہ الی الا نشان میر من جواب بیا کہ میں مرتبہ جناب سامی نیز دراصل مطلب فیصلہ فرمودہ و حاجت جواب نگذاشتہ ارشاد است کہ جب آپ یوں کہتے ہیں کہ

مکتوب محمدی مدظلہ العالی جناب مولوی محمد قاسم صاحب دام نہ فرما۔

قیمت و مقام کے بعد عزت علی یہ کہ میر سے جس سے خط کے جواب میں جناب کا لانا مکتوب بخدا چھ صفحوں پر موصول ہو گیا تھا مگر غنا و داد و گوارا کے سبب ملاحظہ نہ کیا جاسکا نیز جناب نے یہ کہہ کر جواب دینے سے انکار کیا تھا اس مرتبہ جواب دینا دیکھ کر جناب جواب دیا ہے کہ میں ایک وجہ ہو گئی کہ جب جواب ہی نہیں دیکھتا تو میری شش نوبت کی خدمت میں کیا ہے مگر چونکہ جناب کی خدمت ذہنی طور پر میر ہوتی ہے میر سے عرض نہ ہوتی تھی بلکہ اسامیہ عرضی مطلب عرض کئے یا نہ ہوں گے مکتوب کی اجاد ہی خوش نظر نہیں بلکہ جناب کا کہ شادوں کے جواب کا مستحق کہ سزاوارد ہو جن کو کہ جناب نے علی علی میر مرتبہ فیصلہ صادر فرمایا ہے اور جواب کی ضرورت باقی نہیں چھوڑی ارشاد ہے کہ۔

”جبکہ میں کہتے ہیں کہ میں نے نظر نہیں علیہ السلام کا الیہ و آخر میں مستحق الذلالت اور اوصاف آخر میں ممکن الذلالت تو فیصلہ ہو گیا۔ و صحت خانہ نیست سے تو نہ میر کہ جوش ہے ذہن انانی سامی شہید الیہ کہ میر کہتے تھے اگر کسی کو قیام بقدر کمال حق تعالیٰ ذہنی بلاغت نہ دے گی کمال نہیں الیہ“

پس فقیران علیہ السلام کا اولیہ و آخریہ میں۔

مقتضی بالذات اور اوصاف آخر میں ممکن بالذات قرینہ برگی و صفت خاتمہ سے قوز ہم کرکوت ہے نہ مولینا محمد اسلم بن عبدالمطلب کرکوت تھی اگر کسی تو باعتبار کمال تھی تو خاتمہ زمانی یا اولیہ زمانی کہ کمال نہیں الخ۔

غزوہ اور حقیقت عقیدہ میں است و دریں عقیدہ چوں جناب و مولانا مرحوم با فقیرانہ پختہ مذاہمت مذاہمت صرف دریں امر کہ جناب سالی و ان مرحوم ختم نبوت و اولیہ خلق را از کمال تھی بنزد و فقیران کمال است مبادا ختم نبوت را بر صرف تاخیر زمانی و اولیہ را بر محض تقدم زمانی محول تھی کہ چہ ختم نبوت را در محالہ بنجر کریم صلے الله علیہ وسلم نہاد و کریم تعالی شانہ شمرده و اولیہ را خود حضور پر نور را مضاف و بعد از خود و اندام اولیہ شانہ و اولیہ شفیعہ العرش پس جناب محمد اند کہ خاتمیت را اولیہ اندام محمد شمرده و انشراح خاتمہ و قبول مقتضی بالذات

معلوم ہرگز ہوا حقیقت پہلا ہی عقیدہ ہے اس عقیدہ میں کہ جناب اور مولانا مرحوم اس فقیر کے ہم عقیدہ ہیں اسے اختلاف نہیں اس میں وہی رہ گیا کہ جناب اور مولانا مرحوم ختم نبوت زمانی اور خاتمہ مخلوق سے آپ کی پیروی میں اولیہ کے آپ ذاتی کلمت میں سے نہیں سمجھے بلکہ فقیرانہ کلمت غایتہ میں سے گردانتا ہے ختم نبوت کو باعتبار تاخیر زمانی اولیہ کو محض تقدم زمانی پر محض غایتہ میں کہ اسے کو ختم نبوت زمانی کو انھیں یہ صلے الله علیہ وسلم کے بعد میں خود تعالی شانہ نے بیان فرمایا ہے۔ اور اولیہ کو حضور پر نور سے پہلے خاتمہ زمانی اور اولیہ کو بعد از خاتمہ زمانی و اولیہ شفیعہ العرش میں ہے پس جناب کو احتیاج ہے کہ خاتمیت و زمانی اور اولیہ کو بعد از خاتمہ زمانی کو آپ کے بعد و خاتمہ میں شامہ کر دیا و اگر نہ ہو تو چنانچہ یہی نظیر خاتمہ اور نظیر اولیہ مقتضی بالذات اور دیگر کلمات کی نظیر کو مستحق بالذات سمجھتے ہیں اسے اس میں نہ کرکوت۔ اس میں اختلاف نہ ہوگا بلکہ اس فقیر کا عقیدہ جناب ہلکہ عقیدہ کے بالکل موافق ہوگا۔ والحمد للہ علی الذلک۔ محمد عبد العزیز مغنی عنہ۔

و نظیر دیگر کلمات مقتضی بالذات استند ہیں دریں خصوص مذاہمت بر خاست و عقیدہ فقیر با عقیدہ و جناب موافق گردید۔ والحمد للہ علی الذلک۔

محمد عبد العزیز مغنی عنہ

## جواب مکتوب سابع

انوار مجتہد الاسلام حضرت مولینا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

میں پیدان کسرتان چنان محمد قاسم بخیرت خودی کریم مولوی عبد العزیز صاحب دہلوی پیر اسلام مسنون عرفی پر ولادت و درود شدہ باشد کہ کتابت نامہ باز سرایہ نیست اسے خرداں شدہ بلکہ ادعاش محمد خدا و ذکر گفتہ و او انصاف جناب و دوم کمال انسانی میں است نہ اتباع حسب جاہ و ہوا و فانی جزا کہ اسے خیر الخ راورد۔

خود را بندہ را از مغفولان جوانی بلکہ سر پر خاش نمود دریں هجوم احترامات الانظار است

## (مترجمہ)

میں پیدان کسرتان چنان محمد قاسم بخیرت خودی کریم مولوی عبد العزیز صاحب دہلوی خیرت است میں سلام مسنون کے بعد عرفی پر دانا ہے کہ درود قبل جناب کتابت نامہ باعث صداقت ہوا بر شرف کے بعد خداوند کریم کی حمد ان کی یاد جناب کے انصاف کی یاد دیتا ہوں مسلمان اکا کمال اس میں میں نے حسب حسب جاہ اور ہوا و فانی کی پیروی میں۔ جو کمال اللہ تعالیٰ فرما دے۔ اور اگر ادھر کہ اعترافات کی کسرت سے تنگ دل کے انھیں سے میلاد پارہ پارہ ہو گیا ہے اور بہت جلد تیزی کے ساتھ خود جو روزگار کے بگڑیہ و ہستیوں کے ہستے میں بگڑا ہونے کے نقوش میرے دل پر ثبت ہو گئے ہیں اور اس نفس سے زچانے کئی فرمایاں تصویر پذیر ہوئیں اور یہ غلطی و در نہ ہو سکی کہ تمام اخوت اسلامی کے تعاضد عداوت نفسانی میں نہ کر

وجانب تائبہ داخل پرل پارہ پارہ نمود گیا نیز انہما میں مددگار جہلم نقش بست دایں  
بک نقش چرخا رہا کہ تخت مستقار اخوۃ اسلامیہ میں مدلول بعد اولیٰ نفسانی شد نظریں  
چرخم غصہ کہ برخو نمیداشتم و از دیوان چرخ شکستہ پیدایم نمود گرگوشت افند و مہر  
انصاف پرستی این قصہ را گویم کہ زندہ و علم از دست انداختند قاتی ما ذین کما ولایت زمانی  
یا آخرت زمانی از کمالات ست یانی اکنون قابل بحث نمائندہ زہدین بارہ دیگر تکرار فرمایا  
موجب مکرر خاطر خواہ شد

خلاصہ خیالات دایں بارہ نیست کہ اولیت زمانی یا آخرت زمانی بحقیقت چہ  
مختلف از ہاں نہایت مرتجی ندادہ اند اہل از او معلوات و مسببات اصل کمال میدانم  
و او شال برعکس قرار میدہند یعنی نزد بنام اولیٰ شفا عود اولیٰ مخلوقیت و خالقیت ہاں  
اولیٰ ذاتی و آخرت مرتجی ست کمال ذاتی آن سرور علی الصلوٰۃ والسلام و علی آلہ السلام

مقتضی ہاں اولیٰ و آخرت شد اولیٰ و آخرت سرای کمال و علت و سبب مقتضی آن نیست  
دایں جان مانگو تخم و نیت را اولیٰ زمانی بوجہ ہاں اولیٰ ذاتی میسر آمد کلا سببیت و علتیں  
ہوید است و قمر را آخرت بوجہ از خودی ذاتی و مقصود بہ آن دست آمد کہ علت غائی ہاں  
است قصہ برعکس نیست این عنوان گفت کہ اصل را مقدم زمانی بدست آید و اثر و استغفار  
و علت عالی از آخرت زمانی را اکنون آنقدر صراحت کہ اصل ذاتی را اصل آن شمرند  
یا آخرت ذاتی را علت کمال دادند و بوجہ نبودن نظیر آخرت زمانی مسلم مگر تسلیم انتفاع آن  
بطور تنزیل بود و در جواب اول آنچہ دایں بارہ معروض شد خود مختار خواہد بود بگوید  
دارم بقیعہ شترالہ و ان ما سواد ان ہم اشارہ کردہ ام گر شاید بوجہ از اخیال آن خدم  
دلتہ باشد یا بوقت کلت التفاعت نظر بر علیہ احتراز بخندہ باشد و السلام بفر شام

الاقم - محمد قاسم

بجستہ گزیدہ از بزرگو بر اولیت ذاتی کہ اولیت زمانی حاصل ہوتیست کہ کونہ و اس کا محور  
ہاں علت و سبب کہ وجہ ہے ہی بڑا ہے اور اصل کا آخر میں بظہار ذاتی غرضی کہ وجہ ہے ہوتا  
ہے اور مقصود یا انتہا کہ ہے کہ علت سے ابتدا پیدا ہوتی ہے۔ اس کے برعکس معاملہ نہیں  
ہو سکتا یہ نہیں کہ جہاں مقدم ذاتی سے اصل یا انتہا یا اثر ہو کہ مقصود ہے اور علت عالی از خود ذاتی  
سے حاصل ہوتی ہے اور اگر مقدم کہ غرضی ہے کہ کمال ذاتی کو اصل قرار دیں یا آخرت ذاتی کو کمال  
کہ علت کہیں اندر بہر بحث مگر میں نظیر آخرت ذاتی کا زہر تاوسلہ ہے مگر اس کا متنبہ شکر نہ  
بطور تنزیل کہ ہے در شایعہ عقیدہ تو پہلے خطا کہ جواب میں تحریر کر چکا ہوں -

یادش بچکر کہینہ عقیدہ مذکورہ کی طوط پہلے خط میں اشارہ کر چکا ہوں لیکن شاید  
کسی وجہ سے آخرت کے خیال سے عقل گیا ہو یا احتراز کا حرف نہ سمجھتے وقت دم تو جہی ہے  
کام لیلہ - صاحب غیر غلام  
الاقم - محمد قاسم

ہاں جسے پہلے آپ چہ ہی غصہ آئے ہے دوسرے سے دل میں کیا خشیت پیدا ہوگی  
مگر الحمد للہ کہ بجانب نے انصاف پر عمل کرتے ہوئے اس مباحثہ کو ختم کر کے تھوڑا  
سے کھڑا ہوا یا یہ کہ اولیت ذاتی یا آخرت ذاتی کلامات ہیں یہ کوئی قابل بحث یا نہیں  
کیونکہ اس بحث میں پہلے کے بعد مزید قلم کشاں باہم طبیعتوں میں نہ کہ ہر بحث ہر بحث  
ہے مختصر از اس بارہ میں نیز نظریہ یہ ہے کہ اولیت ذاتی یا آخرت ذاتی بحقیقت چہ مختلف  
غایت مرتجی ہی کے اجزاء ہیں۔ میں اصل کمال معلوات و مسببات کو گرداننا ہوں کہ وہ مختصر  
اس کے برعکس دوسری بات کہتے ہیں دوسرے عقولوں میں میرے نزدیک اولیت  
شفاقت و اولیت مخلوقیت اور خالقیت کی بنا پر اولیت ذاتی کو نہایت مرتجی ہونا آخرت  
سرور علیہ السلام و علی آلہ السلام کہ کمال ذاتی کہ ہے ہے۔ اولیت و آخرت اس کے غرضی  
میں سے ہے۔ اولیت و آخرت و جہ کمال اور مقتدار علت و سبب نہیں ہے اس کا خیال ہوں

## تصانیف

# حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

**تحذیر الناس** پاکستان میں پہلی مرتبہ عدہ آفٹ کی کتابت و طباعت کی گئی  
 نائن ہو گئی ہے۔ یہ کتاب عرصے سے نایاب تھا اب مختصر قاسم العلوم نے بڑی محنت سے اسکو  
 جدید طریقہ طباعت کے مطابق اسطرح طبع کیا ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کے نقل  
 میں سرسوفرقی نہیں آیا۔ غرضت و فوٹو کا سرسوفرق۔ قیمت ۲/۴ روپے

**مناظرۂ عجیبہ** تھریران اس کی بعض عبارتوں پر مولانا عبد العزیز رام دہسوی کے نقل  
 اور اضافات اور حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ کے دست مبارک سے ان کا جواب۔ گناہیہ حصوں  
 پر مشتمل ہے۔ ۱۔ خطہ جواب مخدواریت عشر کے عنوان سے دس علی اعتراضات کے طرز  
 تحقیقی جوابات ۲۔ خطہ مکتوبات کے عنوان سے تھریران اس کے سلسلے میں حضرت نانوتویؒ  
 اور مولانا عبد العزیز صاحب امر دہسوی کی خط و کتابت۔ حقیقت یہ ہے کہ تھریران اس اور مولانا  
 عجیبہ علوم و معارف کا بحر ہے پایاں اور ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ قیمت ۱/۹ روپے  
**مباحثہ شاہجہانپور** انی دارالعلوم دیوبند کی حاشیہ اسلام پر مشتمل تقریریں  
 کا مجموعہ نایاب بلند پایہ تحقیق و التعمیق دارالعلوم کراچی نے اسے جدید طریقہ طباعت کے مطابق بنادیا  
 ہے۔ کئی طباعت، سید کاغذ، قیمت ۵/۶ روپے

**میلہ خدا شناسی** حاشیہ اسلام پر بنی دارالعلوم دیوبند کا دو سارے غور و فکر کا  
 دارالتعمیق و التعمق کراچی نے جدید طریقہ طباعت کے عین مطابق بنادیا ہے کئی طباعت سید کاغذ،  
**حجۃ الاسلام** اصحیہ اسلام کی حاشیہ پر بنی جامع اور تحقیقی کتاب جس  
 میں شمس غفری و ان سے تمام مذاہب پر اسلام کی برتری ثابت کی گئی ہے، کئی طباعت سید کاغذ، ۲/۳ روپے  
**مکتبہ قاسم العلوم** جے ون ۱۲۰ کورنگی کراچی ۲۱

# تخذیر الناس

محبة الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم انوٹوی مدظلہ

مکتب قاسم العلوم  
ہے دن - ۱۳۰  
کونجی کراچی ۱۳۰